

وَاتَّخَذْنَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِيثًا

فَيْضُ النِّعَمِ

شرح اُردو

مُقَدِّمَةُ مُسْلِمٍ

الامام الحافظ الحُجَّة، أمير المؤمنين في الحديث
مسلم بن الحجاج القشيري، النيشاپوري

۲۰۴ — ۲۶۱
۸۳۰ — ۸۷۵

شامح

حضرت مولانا سعيد احمد صاحب پالن پوری

استاذ حديث دار العلوم ديوبند

ناشر

مکتبہ حجاز، دیوبند، ضلع سہانپور (یوپی)



تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

منطق	خطبات	تفاسیر
معانی	سیرت	احایث
تصوف	تاریخ	فقہ
تقابل ادیان	صرف	سوانح حیات
تجوید	نحو	درس نظامی
نعت	فلسفہ	نعت
تراجم	حکمت	فتاوی
تبلیغ و دعوت	بلاغت	اصلاحی
تمام فنون	مناظرے	آڈیو دروس

SYED SHAMSUL ISLAM



D. I
dalla

فَيْضُ النُّعْمِ

SYED SHAMSUL
ISLAM

شرح اُردو

MASJID
QADEEM

مُقَدِّمَةٌ مُسَلِّمَةٌ

الامام الحافظ الحُجَّة، امير المؤمنين في الحديث
مسلم بن الحجاج القشيري، النيشاپوري

۵۲۶۱	۲۰۴
۶۸۷۵	۸۲۰

شامح

حضرت مولانا سعيد احمد صاحب پالن پوری

استاذ حديث دار العلوم ديوبند

ادبی

ناشر مکتبہ حجاز دیوبند

۲۲۷۵۵۲

حضرت شارح کی تصنیفات

① العون الکبیر لحل الفوز الکبیر :- اصول تفسیر کی مشہور کتاب الفوز الکبیر کی مبسوط عربی شرح

② ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں :- ڈاڑھی اور بارہ دوسری سنتوں کا مفصل بیان

③ حرمت مصاہرت :- سسرالی اور دامادی رشتوں کے احکام اور ناجائز انتفاع کا حکم

④ حیات امام ابو داؤد معہ آئینہ اکابر :- امام ابو داؤد کا مفصل تذکرہ اور اکابر کے سنین ولادت و وفات

⑤ حیات امام طحاوی :- امام طحاوی کے حالات، طحاوی شریف کا تعارف اور غرر طحاوی کا بیان

⑥ اسلام تغیر پذیر دنیا میں :- جامعہ ملیہ دہلی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پڑھے گئے قیمتی مقالے

⑦ کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟ :- حضرت نانوتوی قدس سرہ کی توثیق الکلام کی مفصل شرح

⑧ فیض المنعم شرح اردو مقدمہ مسلم :- مقدمہ مسلم شریف کی فاضلانہ شرح مع حل ترکیب

⑨ مفتاح التہذیب :- تہذیب المنطق کی نہایت عمدہ سہل شرح

⑩ تحفۃ الدرر :- نخبۃ الفکر کی ایسی عمدہ شرح جس سے نزہۃ النظر خود بخود مل ہو جاتی ہے

⑪ محفوظات :- عربی کے ابتدائی درجات میں بچوں کو حفظ کرانے کے لئے آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کا مجموعہ

⑫ تفسیر ہدایت القرآن :- (قرآن کریم کے ہر کلمہ کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ، نہایت دلچسپ اور آسان تفسیر) پارہ ۱، پارہ ۲، پارہ ۳، پارہ ۴، پارہ ۵، پارہ ۶، پارہ ۷، پارہ ۸، پارہ ۹، پارہ ۱۰، پارہ ۱۱، پارہ ۱۲، پارہ ۱۳، پارہ ۱۴، پارہ ۱۵، پارہ ۱۶، پارہ ۱۷، پارہ ۱۸، پارہ ۱۹، پارہ ۲۰، پارہ ۲۱، پارہ ۲۲، پارہ ۲۳

⑬ نبوت نے انسانیت کو کیا دیا؟ :- جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں پڑھا گیا ایک قیمتی مقالہ

⑭ مفتاح العوال شرح اردو شرح مائتہ عامل :- (نظر ثانی)

⑮ حاشیہ امداد الفتاویٰ بر جلد اول :- (جسے اکابر نے پسند کیا ہے)

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵	بڑے لوگوں کی بات اور ہے	۷	پیش لفظ
۲۶	حدیث معلول اور علت کی تعریف	۹	امام مسلم رحمہ اللہ اور مسلم شریف
"	صحیح مسلم کا اجمالی تعارف	"	نام و نسب
۲۷	تخریج کا مطلب	"	ولادت و وفات
۲۸	صحیح مسلم میں تکرار پر درجہ مجبوری ہے	"	اساتذہ تلامذہ
۳۰	شرائط مسلم کا تفصیلی بیان	۱۰	اسفار
"	ثقة اور ضعیف کی تعریف	"	خراج عقیدت
"	ضبط کے معنی اور اقسام	"	تصانیف
"	عدالت کی تعریف	۱۱	مسلم شریف
۳۱	اسباب طعن دش میں	"	امتیاز مزید برآں
"	صحیح مسلم کی روایات یا تو صحیح ہیں یا حسن	۱۲	امام بخاری سے روایت کیوں نہیں لائے؟
"	صحیح مسلم اصطلاحاً مقرر ہو نیسے پہلے کی تصنیف ہے	۱۳	ستخرجات
"	روایات کے تین طبقے	۱۴	اخلاص کی برکت
"	درجہ اول کے راوی	"	شروح و حواشی دیگر ضروری مباحث
"	مزاوت کے معنی	۱۷	حمد باری سے کتاب کے آغاز کی وجہ
"	مستویت کا مطلب	"	صرف صلوٰۃ یا صرف سلام پر اکتفا کرنا
"	متابع اور شاہد کی تعریف	"	جائز ہے اور اس کے چند شواہد
۳۲	اختلاف شدید اور تخلف فاحش کا مطلب	۱۸	امام مسلم رحمہ اللہ سے صحیح مسلم تالیف کرنے کی درخواست
۳۳	درجہ دوم کے راوی	۲۱	درخواست کی پذیرائی
۳۵	روایات کی درجہ بندی	۲۲	تصنیف کبھی مصنف کیلئے بھی مفید ہوتی ہے
"	درجہ اول کے چند روایات	۲۳	عام لوگوں کیلئے صحیح حدیثوں کی کتاب ہی مفید ہے
"	منصور بن المعتمر	۲۴	لفظ لا سیما کی تحقیق

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲	ابوداؤد سلیمان بن عمرو نخعی	۳۵	امام سلیمان اعمش
۴۳	منکر اور غلط روایتیں بھی صحیح مسلم میں نہیں لی گئیں ہیں	"	اسماعیل بن ابی خالد حمسی
"	حدیث منکر کی تعریف	۳۸	عبد اللہ بن عون بن اربطبان
۴۴	حدیث منکر کے پہچاننے کا طریقہ	"	ایوب بن ابی تیمیمہ سختیانی
"	چند منکر الحدیث روایت	"	درجہ دوم کے چند روایت
"	عبد اللہ بن محرز	۳۵	عطاب بن السائب
"	یحییٰ بن ابی انیسہ	"	یزید بن ابی زیاد
"	ابو العطف جراح بن منہال	"	لیث بن ابی سلیم
"	عباد بن کثیر ثقفی بصری	۳۸	عوف بن ابی حمیلہ اعزانی
"	حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ	"	اشعث بن عبد الملک حمرانی
"	عمر بن صہبان	۳۵	تدیس کے معنی
۴۵	فحش غلط کے معنی اور انکو جاننے کا طریقہ	۳۶	عیوب پر دلالت کرنے والے القاب کا تذکرہ برائے تعریف جائز ہے
۴۷	زیادتی کب معتبر ہے؟ مع مثال	۳۸	درجہ بندی کی مزید تشریح
۴۸	زیادتی ثقہ کی دوسری مثال	۳۹	نامزد مثالوں کی دہر
۵۰	بحث تمام شد	۴۱	امام مسلم نے مقدمہ مسلم میں شرائط صحیح کا لحاظ نہیں کیا ہے
۵۲	تصنیف کا ایک اور سبب	"	ضعیف کی حد میں مسلم شریف میں نہیں لی گئی ہیں
"	چوتھی ہدی میں اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کا اعلان کیوں کیا گیا؟	"	چند واضعین حدیث
۵۵	صرف صحیح روایتیں بیان کی جائیں	"	ابو جعفر عبد اللہ بن مسعود مدنی
"	متہم اور گمراہ ہندی روایت سے روایت جائز نہیں	"	عمر بن خالد واسطی
۵۶	متہم کسے کہتے ہیں	"	ابو سعید عبد القدوس شامی
"	الستارۃ کے معنی	۴۲	محمد بن سعید مصلوب
"	متدع کی روایت کے بارے میں تفصیل	"	غیاث بن ابراہیم نخعی
"	قرۃ اشاعرہ کی گمراہی کفر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے	"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۹	اتصال سند کیلئے بشرط بقا ضروری ہے	۱۲۶	یعقوب بن عطاء	۱۱۱	حسن بن عمارہ
"	ہے امکان لقاء اور عاصرت کافی ہے	۱۲۷	حکیم بن جبیر	۱۱۳	زیاد بن میمون
"	بشرط لقاء کی شرط کس لگا کی تھی؟	"	عبد اللہ بن عامر ثعلبی	"	خالد بن محمد دوج
"	ابن بخاری، اور علی بن المدینی ناہماد	"	موسیٰ بن دینار	۱۱۵	عبد القدوس شامی
"	محدثین کا مصداق نہیں ہیں اس	"	موسیٰ بن دہقان	۱۱۶	مندی بن ہلال
"	کی تین وجوہات	"	عسیٰ بن ابی عسیٰ مدنی	۱۱۷	ابان بن ابی عیاش
۱۴۰	احقر کی ناقص رائے	۱۲۸	عبیدہ بن معتب	۱۱۹	خواب حجت نہیں ہے
۱۴۱	ایک غلط فہمی کا ازالہ	"	الشعثی بن اسماعیل	"	اسماعیل بن عیاش
"	باطل نظریہ کی تردید کب ضروری ہے؟	"	محمد بن مسلم	۱۲۰	یہ لیس کی متعدد صورتیں ہیں
۱۴۲	باطل رائے	۱۲۹	ضعیف راویوں پر مجموعی کلام	۱۲۱	معلیٰ بن عرفان
۱۴۸	قول مختار	۱۳۰	ضعیف راویوں پر جرح	۱۲۲	نامعلوم راوی پر جرح
۱۵۱	دلیل کا مطالبہ	"	دینی فریضہ ہے	"	محمد بن عبد الرحمن
۱۵۲	دلیل عقلی نہادو!	۱۳۱	ضعیف روایتیں کیوں بیان کی جاتی ہیں؟	"	ابو النجورث
۱۵۳	دلیل عقلی	۱۳۲	حدیث معنعن کا حکم	"	شعبہ قرشی ہاشمی
۱۵۵	دلیل کا جواب	"	صحیح حدیث کیلئے پانچ شرطیں ہیں	"	صلح مولیٰ التوامہ
۱۵۹	سند عالی اور نازل	"	عنعنہ کی تین صورتیں بالاتفاق	"	حرام بن عثمان
۱۶۰	موعود مثالیں	"	انقطاع پر محمول ہیں۔	"	نامعلوم
۱۶۳	مضمون سابق کی طرف مراجعت	"	چوتھی صورت مختلف فیہ ہے	"	موطائک میں غیر ثقہ کی
۱۶۵	اکابر محدثین بے ضرورت سماع	"	اور اس میں دو رائیں ہیں	۱۲۴	روایت نہیں لی گئی ہے
۱۶۶	صرف دس کے سماع کی	۱۳۸	پہلی رائے یہ ہے کہ انقطاع پر محمول ہے	"	شعبہ ضعیف بن سعد
"	تحقیق کی جاتی تھی۔	"	دوسری رائے یہ ہے کہ انقطاع پر محمول ہے	۱۲۵	عبد اللہ بن محمد
۱۶۷	لقاء و سماع کے علم کے بغیر	"	پہلی رائے کی دلیل	"	یحییٰ بن ابی ائیسہ
۱۶۸	تصحیح روایت کی سولہ مثالیں	"	دوسری رائے کی دو دلیلیں	۱۲۶	فرقد بن یعقوب سجی
۱۶۹	مثالوں پر تبصرہ	"	پہلی رائے غلط ہے اور اس کی وجہ	"	محمد بن عبد اللہ لیشی
۱۷۰	خاتمہ کلام	۱۳۹			

اور بے شمار احباب و حضرات نے اس کتاب کو پڑھا اور اس کی خوبیوں کو سراہا اور اس کی
میں لکھا کہ اس کتاب کی مدد سے جو شخص چاہے وہ بھی اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے
اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے
اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے اس کی مدد سے

[illegible]

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، وانضال الصلوات وآتيك البركات
على منيعة الجسد والكائنات، وعلى الله وحده وعلما، امتة الذين هم عبيد

مَدَامُ لِيْ

8 MASTID QADIM **ایران**

SYED SHAMSUL ISLAM

امام مسلم اور مسلم شریف

ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورس بن کوثر شاذ نام نامی مسلم، کنیت ابوالحسین، لقب عساکر الدین، والد ماجد کا نام حجاج، دادا کا نام بھی مسلم، پردادا کا نام وژد، اور جد اعلیٰ کا نام کوثر شاذ، وطنی نسبت نیشاپوری اور خاندانی

نسبت قشیری ہے۔ قشیر عرب کا مشہور قبیلہ ہے، مگر حضرت امام غالباً عجمی نژاد تھے پر دلوا اور جد اعلیٰ کے نام اس کا واضح قرینہ ہیں، اس لئے قبیلہ قشیر کی طرف نسبت غالباً ولاء کی وجہ سے ہے جس طرح امام بخاری رحمہ اللہ کی نسبت جعفی ولاء کی وجہ سے ہے قال الذہبی: لعلمہ من موالی قشیر

ولادت و وفات آپ کی ولادت خراسان کے دارالسلطنت نیشاپور میں ۲۶۱ھ میں ہوئی، اسی سال امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تھی۔ اور آپ کی وفات

۲۶۱ھ رجب ۲۶۱ھ اتوار کی شام کو ہوئی اور پیر کے دن نیشاپور میں تدفین عمل میں آئی، اس طرح آپ نے کل ۱۰۰ سال و ۱۰۰ برس کی عمر میں گزر دیے، آپ کی وفات انہماک حدیث کا ایک عبرت انگیز واقعہ ہے، کہتے ہیں کہ آپ ایک حدیث کی تلاش میں منہمک تھے، سامنے کھجوروں کا ٹوکرا تھا، ایک ایک کھجور کھاتے رہے اور حدیث تلاش کرتے رہے، ادھر ٹوکرا صاف ہوا، ادھر حدیث مل گئی، لیکن کھجوروں کی زیادتی موت کا سبب بن گئی۔

اساتذہ آپ کے اساتذہ بے شمار ہیں، صحیح مسلم میں جن اساتذہ کی روایتیں درج فرمائی ہیں ان کی تعداد دو سو بیس ہے، چند مشہور اساتذہ یہ ہیں، امام احمد بن حنبل، امام

لہ حالات کیلئے ملاحظہ فرمائیں اعلام (زر زکلی) ۲۲۱ھ مطبوعہ منہ تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) ۵۹۰-۵۸۸ھ سیر اعلام النبلاء (ذہبی) ۵۵۴ھ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ۳۳-۳۵ھ تاریخ بغداد (خطیب) ۱۰۳-۱۰۱ھ تاریخ ابن خلکان ۹۱ھ تہذیب التہذیب (حافظ ابن حجر) ۱۲۶ھ تقریب التہذیب (حافظ ابن حجر) ۲۴۵ھ طبقات الخلفاء (جامع الاصول) ۱۸۴ھ تہذیب التہذیب ۳۴ھ النجوم الزاہرۃ ۳۳ھ خلاصہ تہذیب الکمال ۳۴۵ھ شذرات الذہب ۱۲۲ھ طبقات الحفاظ ۲۶ھ الجرح والتعديل ۱۸۲ھ المنتظم (ابن جوزی) ۳۲۵ھ العرفی خبرن غیر (ذہبی) ۲۳۳ھ تہذیب الکمال (مرزئی) ۱۳۲۲ھ الباب ۳۸ھ کشف الظنون ۵۵۵ھ نظر المحققین، از مولانا محمد صنیف گنگوہی۔ حالات المصنفین از مولانا محمد عثمان معروفی۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

اولاد الصحابہ، اہام المحیثین، الطبقات، افرادات میں، التمییز، العلل، سؤالات احمد بن حنبل، کتاب حدیث عمرو بن شعیب، کتاب الانتفاع بأہب السباع وغیرہ آپ کی معروف تصنیفات ہیں۔

مسلم شریف امام مسلم رحمہ اللہ کا اپنا بیان ہے کہ انھوں نے تین لاکھ مسوع حدیثوں میں سے انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف تیار کیا ہے، آپ نے یہ کتاب پندرہ سولہ سال میں

تصنیف فرمائی ہے اس میں صحیح مکورات بارہ ہزار حدیثیں ہیں، غیر مکرر حدیثوں کی تعداد ۳۰۳۳ ہے۔ محدث احمد بن سلمہ کا تعاون امام مسلم رحمہ اللہ کو صحیح مسلم کی تصنیف میں حاصل رہا ہے، کتاب تیار کر کے امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کی تھی اور ابو زرعہ نے جس جس روایت میں کوئی علت خفیہ بتائی تھی امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کو قلمزد کر دیا ہے، اس طرح تائید اکابر کے بعد یہ کتاب لوگوں کے سامنے پیش کی گئی ہے۔

امتیاز تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتابیں صحیحین ہیں، اسی لئے تمام امت نے بالاجماع ان کو قبول کیا ہے، پھر مذہب مختاریہ ہے کہ ان دونوں کتابوں میں سے صحیح ترین کتاب بخاری شریف ہے، فوائد و معارف کے اعتبار سے بھی بخاری شریف کو فوقیت حاصل ہے، مگر علمائے مغرب کے نزدیک پہلا نمبر مسلم شریف کا ہے، یہی رائے حاکم ابو عبد اللہ کے استاذ حافظ ابو علی حسین بن علی نیشاپوری رحمہ اللہ کی ہے، ان کا مشہور جملہ ہے کہ ماتحت ادنیٰ جوالست کما در کتاب اصغر من کتاب منیلو (نیلی رواق کے تلے مسلم شریف سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے)

اور اس میں تو کوئی اختلاف ہے ہی نہیں کہ مسلم شریف سے استفادہ بنسبت بخاری شریف کے آسان ہے کیونکہ امام مسلم نے ہر حدیث مناسب موقع پر ذکر فرمائی ہے اور ایک ہی جگہ اس کی تمام سندیں جمع کر دی ہیں، متن کے الفاظ کا اختلاف بھی ایک ہی جگہ بیان کیا ہے چنانچہ طالب علم کو جمع طرق کی وجہ سے روایت فہمی میں بڑی مدد ملتی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ بعض مرتبہ حدیث کو ایسی جگہ ذکر فرماتے ہیں کہ ایک طالب علم کی وہاں تک نظر نہیں پہنچتی، پھر روایت کے طرق پوری کتاب میں منتشر ہوتے ہیں اس لئے اسانید کے اختلاف اور متن کے الفاظ کے فرق سے جو علمی فوائد متعلق ہیں ان کو حاصل کرنے میں ایک طالب علم کو بہت دشواری پیش آتی ہے، جبکہ مسلم شریف میں بہت آسانی سے یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔

مزید برآں حافظ ابن عقیلہ سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ اَعْلَمُ (بڑا، کون ہے؟) انھوں نے جواب دیا کہ امام بخاری بھی عالم ہیں اور امام مسلم بھی عالم ہیں، سائل بار بار یہی سوال کرتا رہا اور ابن عقیلہ یہی جواب دیتے رہے، آخر میں

[illegible]

मन्त्रः २

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

[illegible]

کتابخانه آیت الله العظمی الخوئی

[illegible]

۱۱۹۸۷۱۰۱۱۱۲۱۳۱۴۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰۵۱۵۲۵۳۵۴۵۵۵۶۵۷۵۸۵۹۶۰۶۱۶۲۶۳۶۴۶۵۶۶۶۷۶۸۶۹۷۰۷۱۷۲۷۳۷۴۷۵۷۶۷۷۷۸۷۹۸۰۸۱۸۲۸۳۸۴۸۵۸۶۸۷۸۸۸۹۹۰۹۱۹۲۹۳۹۴۹۵۹۶۹۷۹۸۹۹

„הַיְּהוָה יִשְׁמַר אֶת צֵדִיק וְכָל מַעֲשָׂיו יִבְרָךְ”

فی انی استرا کر، (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸

سزا کا؟

[illegible][illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

چتر

[illegible]

مسلم رحمہ اللہ نے لکھی ہے مگر وہ اپنی سند امام مسلم کے شیخ یا شیخ الشیخ سے ملتا ہے اور سند کو حالی کرنے کی کوشش کرتا ہے، ان مستخرجات میں سب سے زیادہ مشہور مستخرج محدث ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی کا مستخرج ہے، باقی مستخرجات گناہ ہیں۔

اخلاص کی برکت امام مالک رحمہ اللہ کی موطا کے جواب میں بہت سی موطائیں لکھی گئی تھیں، جب امام مالک رحمہ اللہ کو ان کا علم ہوا تو فرمایا کہ مستقبل بتلایا گا

کہ کس کے کام میں اخلاص ہے، چنانچہ آج لوگ سوائے موطا مالک کے کسی اور موطا کا نام تک نہیں جانتے، ٹھیک یہی صورت صحیح مسلم کے ساتھ بھی پیش آئی، وہ تمام مستخرجات جو صحیح مسلم کے جواب میں لکھے گئے تھے دو چار کے علاوہ آج اہل علم ان کا نام بھی نہیں جانتے اَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً، وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ! اللہ تعالیٰ امام مسلم رحمہ اللہ کو امت کی طرف سے جزلے خیر عطا فرمائیں اور ان کے درجات بلند فرمائیں، آمین

شرح و حواشی مسلم شریف کی متعدد شروح اور حواشی تحریر فرمائے گئے ہیں، ذیل میں چند مشہور متعلقات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

- ① العلم بفوائد کتاب مسلم، از ابو عبد اللہ محمد بن علی ازری (متوفی ۵۳۶ھ)
 - ② اکمال العلم بفوائد کتاب مسلم، از قاضی عیاض بن موسیٰ نخعی، مالکی (متوفی ۵۴۴ھ)
 - ③ المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، از ابو العباس احمد بن عمر قرطبی (متوفی ۶۵۶ھ)
 - ④ المنہاج شرح مسلم بن الحجاج، از ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ)
- (نوٹ) علامہ شمس الدین محمد بن یوسف قزوینی حنفی (متوفی ۷۸۸ھ) نے امام نووی کی شرح کی تلخیص کی ہے۔

- ⑤ اکمال اکمال العلم - از، ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ دشتانی، اُپنی، مالکی (متوفی ۸۲۴ھ)
- (نوٹ) اُپنی کی شرح شروح اربعہ مذکورہ ازری، عیاض، قرطبی اور نووی کی جامع اور زیادات کثیرہ مفیدہ پر مشتمل ہے اور مطبوع ہے

- ⑥ الدیباچ، از - جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی شافعی (م ۹۱۱ھ)
- (نوٹ) علامہ علی بن سلیمان دمناتی مجموعی (متوفی ۱۳۰۶ھ) نے حاشیہ سیوطی کی تلخیص کی ہے جس کا نام دُشعی الدیباچ ہے۔

- ⑦ حاشیہ السندی - از - ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی توتوی، سندی، حنفی (متوفی ۱۱۳۸ھ)

- فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلم از فضل اللہ شبیر احمد عثمانی، دیوبندی، حنفی۔
 (نوٹ) اس کا تاملہ جناب مولانا محمد تقی عثمانی لکھ رہے ہیں جس کی دو جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔
- ۹) المحل المفہم، درسی امالی از حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی (جامع حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی)
- (نوٹ) جناب مولانا محمد عاقل صاحب صدر المدرسین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے یہ شرح دو جلدوں میں ایڈٹ کی ہے۔
- ۱۰) المفہم شرح غریب مسلم، از عماد الدین عبدالرحمن بن عبدالعلی فارسی (متوفی ۵۲۹ھ)
- ۱۱) شرح ابی الفرج عیسیٰ بن مسعود زواوی (متوفی ۵۲۴ھ) شارح نے معلم، الکمال، مفہم اور منہاج کو جمع کیا ہے۔
- ۱۲) منہاج الابتہاج بشرح مسلم بن الحجاج، از شہاب الدین احمد بن محمد خطیب قسطلانی شافعی (متوفی ۹۲۳ھ)
- ۱۳) شرح مولانا علی قاری ہزوی مسکی حنفی (متوفی ۱۰۱۶ھ)
- ۱۴) شرح زوائد مسلم علی البخاری، از سراج الدین عمر بن علی ابن الملحق شافعی (متوفی ۸۰۴ھ)
- ۱۵) السراج الوہاج - از نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی (متوفی ۱۲۰۷ھ)
- (نوٹ) امام منذری نے مسلم شریف کا اختصار کیا ہے نواب صاحب نے اسی کی شرح کی ہے
- ۱۶) معلم ترجمہ اردو مسلم - از مولانا وحید الزماں بن سراج الزماں لکھنوی (متوفی ۱۳۳۸ھ)
- ان کے علاوہ اور بھی متعدد عربی اور اردو شروح و حواشی مسلم شریف پر لکھے گئے ہیں۔
 اختصار کے خیال سے ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے، اللہ تعالیٰ تمام بزرگوں کو ان کی خدمت کا امت کی طرف سے بہترین صلہ عطا فرمائیں۔ (آمین)

کیا مقدمہ صحیح کا جزو ہے؟ | مقدمہ مسلم، صحیح مسلم کا من و بیہ جز ہے اور من و بیہ جز نہیں ہے، علماء کرام مرویات مسلم فی الصحیح اور مرویات مسلم فی المقدمہ میں فرق کرتے ہیں، فن اسماء الرجال میں بھی فرق کیا گیا ہے، روایات مسلم کے لئے رمز م اور روایات مقدمہ کے لئے رمز م مت استعمال کیا گیا ہے، دونوں کا موضوع بھی علیحدہ علیحدہ ہے، صحیح مسلم کا موضوع صرف احادیث مرفوعہ متصلہ کی تخریج ہے اور مقدمہ کا موضوع عام ہے، علامہ ابن القیم کتاب الفردوسیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔
 مقدمہ مسلم، لو دیشتر فیہا ما شرطہ امام مسلم نے مقدمہ مسلم میں ان شرائط کا لحاظ نہیں کیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ؛ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ. وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ،
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ، وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ.

ترجمہ :- تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، جو جہانوں کے پانہا رہیں۔ اور اچھا انجام پر ہرگز لگائے کے لئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بے پایاں رحمتیں نازل فرمائیں (حضرت) محمد (ستودہ صفات) پر جو سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ اور تمام نبیوں اور رسولوں پر۔

حمد باری سے آغاز کی وجہ | قرآن کریم کا آغاز حمد باری سے ہے۔ حدیث شریف میں بھی فرمایا گیا ہے کہ 'کُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ، لَا يُبْدَأُ إِلَّا بِحَمْدِ اللَّهِ' (جو بھی اہم کام حمد باری سے شروع نہ کیا گیا ہو، وہ دست بریدہ (بے برکت) ہے)، اس لئے حضرت امام رحمہ اللہ نے حمد باری تعالیٰ سے کتاب شروع فرمائی ہے۔
صرف صلوٰۃ یا صرف سلام پر | امام مسلم رحمہ اللہ پر ایک اعتراض کیا گیا ہے۔ اور حیرت اس پر ہے کہ امام اکتفا کرنا جائز ہے۔ نوویؒ نے اس کو ذرا سمجھا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ امام صاحب نے صرف صلوٰۃ پر کیوں اکتفا فرمائی، جب کہ قرآن کریم میں صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا! صَلُّوا عَلَيْهِ، وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (اے ایمان والو! آپ پر رحمت بھیجا کرو، اور خوب سلام بھیجا کرو)

یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔ صرف صلوٰۃ پر یا صرف سلام پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ البتہ اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دونوں کو جمع کیا جائے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے رد المحتار (ص ۱۱)

لہ رواہ ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب خطبة النکاح، وابوداؤد، کتاب الادب، باب الہدی فی الکلام، مشکوٰۃ ج ۲، قال السنن، الحدیث قد کسنتہ ابن القلاح، والنووی وأخرجہ ابن حبان فی صحیحہ، والحاکم فی المستدرک، امام اس حدیث کے راوی ثور بن عبد الرحمن سلم شریف اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور اس حدیث کے رفع و اسناد میں متفرق نہیں ہیں۔ بلکہ سعید بن عبد العزیز تنوخی، و شقی تابع موجود ہیں۔ سعید کی روایت امام فانی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ذکر فرمائی ہے۔ سعید ثقہ، بڑے امام، امام ادزاعی کے ہم پلہ، بلکہ ان سے بھی مضبوط راوی ہیں۔

(تحفہ الاشراف برزی ص ۴۱)

۱۱۔ نہایت ہی مشکل ہے کہ جو شخص یہ سب کچھ کرے وہ اس کا اجر و ثواب حاصل کرے گا۔

پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔

پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے

۱۲۔ پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔

۱۳۔ پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔

۱۴۔ پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔
 پھر یہ کہ اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور اس کے دل میں شک نہ ہو تو اس کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا۔

تمام حدیثیں مرتب اور مجتمع ہوں، تاکہ اسے ورق گردانی نہ کرنی پڑے۔ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ اس کی مطلوبہ کتاب میں غیر معمولی تکرار بھی نہ ہو، کیونکہ حد سے زیادہ تکرار باعث تشویش ہوتی ہے۔ چونکہ ایسی کوئی کتاب موجود نہیں تھی اس لئے اس نیک بخت تلمیذ نے امام مسلم رحمہ اللہ سے اصرار کیا کہ آپ ایسی کتاب مرتب فرمادیں۔

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّكَ — يَرْحَمُكَ اللَّهُ — بِتَوْفِيقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ : أَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعْرِفِ جُمْلَةِ الْخُبَرِ ، أَلَمْ تُؤَرِّقْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فِي سُنَنِ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ ، وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ ، وَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيْبِ ، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ صُنُوفِ الْأَشْيَاءِ ، بِالْإِسْنَادِ الَّتِي بِهَا تُقْلَبُ ، وَتَدَّ أَوَّلُهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ ؛ فَأَرَدْتُ — أُرْتَدِّكَ اللَّهُ — : أَنْ تَوَقَّفَ عَلَى جُمْلَتِهَا ، مُؤَلَّفَةً مُخَصَّصَةً ؛ وَسَأَلْتَنِي أَنْ أُلْخِصَّهَا لَكَ فِي التَّالِيفِ ، بَلَا شُكْرٍ إِيَّائِي بَلْ كَثُرَ ؛ فَإِنَّ ذَلِكَ — زَعَمْتُ — مِمَّا يَشْغُلُكَ عَمَّا لَكَ قَصْدٌ مِنَ التَّفَهُّمِ فِيهَا ، وَالِاسْتِنْبَاطِ مِنْهَا

ترجمہ :- حمد و صلوة کے بعد :- اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی فرمائیں ! آپ نے بتوفیق الہی تذکرہ کیا کہ آپ ارادہ کر چکے ہیں ان تمام روایات کو جاننے کیلئے تلاش و جستجو کرنے کا، جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی احکام و سنن کے سلسلہ میں مروی ہیں اور جو ثواب و عقاب، ترغیب و ترہیب یا اس کے علاوہ اور مختلف سلسلوں میں مروی ہیں (آپ یہ سب روایات) اُن کی اُن سندوں کے ساتھ (جاننا چاہتے ہیں) جن کے ساتھ وہ نقل کی گئی ہیں، اور جو اہل علم کے درمیان متداول ہیں — آپ چاہتے ہیں — اللہ تعالیٰ آپ کو راہِ راست دکھائیں ! — کہ آپ کو ان تمام روایات سے اس طرح واقف کر دیا جائے کہ وہ سب مرتب شدہ اور گن کر جمع کردہ ہوں — اور آپ نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اُن کو آپ کے لئے ایک کتاب میں اس طرح مُقْتَصِّرُ کردوں کہ اس میں حد سے زیادہ تکرار نہ ہو۔ کیونکہ غیر معمولی تکرار — آپ کے خیال میں — آپ کو اس مقصد سے ہٹا سکتی ہے جس کا آپ نے ارادہ کیا ہے — یعنی روایات کو سمجھنا، اور ان سے احکام متنبط کرنا۔

لغات :- ۱۔ **هَمَّ** (ن) هَمًّا بِالشَّيْءِ: ارادہ کرنا، چاہنا، پختہ ارادہ کرنا۔ **فَحَصَّ** (ف) فَحْصًا عَنْهُ: تفتیش کرنا، کھود کرید کرنا۔ **تَعَرَّفَ** الشَّيْءُ: کسی چیز کو طلب کرنا یہاں تک کہ پہچان لینا۔ **جملة** مجموعہ، تمام ج **جُمْلٌ**۔ **الأخبار** جمع ہے **خَبْرٌ** کی، خبرِ حدیث سے عام ہے یعنی ہر حدیث خبر ہے مگر خبرِ حدیث نہیں ہے، کیونکہ خبر مطلق روایت کو کہتے ہیں، خواہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو، یا کسی اور سے، چنانچہ تخصیص کرنے کیلئے **المأثورة** صفت لائی گئی ہے۔ **مأثورة** اسم مفعول ہے۔ **أَثَرُ الْحَدِيثِ** (ن، ض) **أَثَرًا**، نقل کرنا۔ **سُنَنُ جَمْعُ سُنَّةٍ**: الطريقة **السُّلُوكَةُ** فی الدین۔ یعنی ہر دینی کام **سُنَّت** کہلاتا ہے، پس احکام اور **سُنَنُ** مترادف لفظ ہیں۔ **رَغَبَ تَرْغِيًّا**، شوق دلانا۔ **رَهَبَ تَرْهِيًّا**، ڈرانا۔ **صُنُوفُ جَمْعُ صِنْفٍ** بمعنی نوع اور قسم۔ **تَدَاوُلَ تَدَاوُلًا**: ہاتھوں ہاتھ لینا۔ **تَوَقَّفَ** فعل مضارع مجہول، صیغہ واحد مذکر حاضر **وَقَّفَ** فلانا علی الشَّيْءِ: خبردار کرنا، واقف کرنا۔ یہ لفظ **تَوَقَّفَ** (از باب افعال) بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا: ”آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو روایات کے مجموعہ کے پاس کھڑا کر دیا جائے الخ مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہوگا۔ **شغَلَ** (ف) **شَغْلًا** عَنْهُ غافل کرنا۔ **مؤلفه** (اسم مفعول) تالیف کردہ مرتب کردہ۔ **مُحَصَّاة** (اسم مفعول): شمار کردہ، اکٹھا، گننا ہوا از **أُحْصِيَ يُحْصِي إِحْصَاءً**: شمار کرنا، گننا۔ **تَفَهُمَ تَفَهُمًا**: سمجھنا۔

ترکیب :- فانك الخ **إِنَّ** حرف مشبہ بالفعل۔ کاف اس کا اسم، **جملة ذَكَرْتُ** خبر۔ **بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ** **جملة معترضة**۔ بتوفیق خالقک بعد میں آنے والے **ذَكَرْتُ** سے متعلق۔ **أَنَّكَ هَمَمْتَ** (الی قولہ) فیما بینہم **جملة اسمیہ** **ذَكَرْتُ** کا مفعول بہ۔ **هَمَمْتُ** **جملة فعلیہ** **أَنَّ** کی خبر۔ **بالفحص** متعلق **هَمَمْتُ** سے۔ **عن تعرف الخ** متعلق **فَحَصَّ** سے۔ **لِلْمَأْثُورَةِ** صفت الأخبار کی۔ **عن رسول الله** متعلق **المأثورة** سے۔ **فی سُنَنِ الخ** **المأثورة** کا ظرف۔ **وما كان الخ** **جملة الأخبار** پر معطوف۔ **ما موصوله**، **كَانَ** فعل ناقص، ضمیر **هُوَ** مستتر راجع بسوئے موصول اسم، **منہا** فعل ناقص کا ظرف (یہ ما موصوله کا بیان ہے اور ضمیر الأخبار کی طرف راجع ہے) فی الثواب الخ **طرف مستقر** ہو کر خبر۔ **من صُنُوفِ الْأَشْيَاءِ** **طرف مستقر** ہو کر **غیر ذلک** کی صفت۔ **بالأسانید** متعلق **تَعَرَّفْتُ** سے (بامعنی مع ہے)۔ **التي بها نقلت** صفت **الأسانید** کی۔ **بها** متعلق **نقلت** سے۔ **جملة تدادولها** معطوف بر **جملة نقلت**۔ **فیما بینہم** متعلق **تَدَاوُلَ** سے۔ **قوله**، **اغارت الخ** **اردت** فعل بافاعل۔ **جملة تَوَقَّفَ** **تداوُل** مفرد ہو کر مفعول بہ۔ **علی**

جملہ متعلق توقف سے — مؤلفہ اور مُحَصَّاة احوال میں جملہ متعلق کی ضمیر مجرور سے۔
 قولہ: سألتنی الخ ہی مفعولِ اول — جملہ اُلْخَصَّہَا بتاویل مفرد ہو کر مفعولِ ثانی — لَکْ
 ظرف لغو — فی التالیف ظرف اُلْخَصَّ کا — بلا تکرار بھی اُلْخَصَّ کا ظرف — لَا مَعْنَا
 غَیْرُ مضاف تکرار مضاف الیہ — جملہ بیکثر صفت تکرار کی۔
 قولہ: فَإِنَّ ذَٰلِكَ الخ ذَٰلِكَ اِسْمِ اِنَّ کا — زعمت جملہ معترضہ — مِمَّا يَشْغَلُكَ
 ظرف مستقر ہو کر خبر — عَمَّا لَہُ الخ متعلق یَشْغَلُ سے — لَہُ متعلق قَصَدْتُ سے من التفہم
 بیان ہے مَا قَصَدْتُ کا — فیہا متعلق التفہم سے — الاستنباط معطوف التفہم پر —
 منہا ظرف الاستنباط کا۔

درخواست کی پذیرائی

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد کی مذکور درخواست کو بہ نظر استحسان دیکھا اور اس کی پذیرائی
 فرمائی کہ آپ کی فرمائش بہت اہم ہے، اگر حسب درخواست کتاب تیار ہو گئی تو انشاء اللہ اُمتِ مسلمہ
 کیلئے بہت مفید کتاب ہوگی۔

وَالَّذِي سَأَلْتُ — اَلْكَرَمَكَ اللّٰهُ! — حِينَ رَجَعْتُ اِلَى تَدَبُّرَةٍ،
 وَمَا تَتَوَلَّ اِلَيْهِ الْحَالُ — اِنْ شَاءَ اللّٰهُ! — عَاقِبَةُ "مَحْمُودَةٍ،
 وَمَنْفَعَةٌ "مَوْجُودَةٌ"

ترجمہ: — اور اس بات میں جس کی آپ نے فرمائش کی ہے — اللہ آپ کو عزت بخشے
 — جب میں نے آپ کی فرمائش پر غور کیا، اور اس کے نتیجہ کو سوچا، تو — اگر اللہ نے چاہا — اس
 کا اچھا انجام اور نقد فائدہ ہوگا۔

لغت: — آل (ن)، اَوَّلًا وَمَا اِلَيْهِ: لوٹنا۔ مَا تَتَوَلَّ اِلَيْهِ الْحَالُ: وہ بات جس کی طرف
 حالت لوٹے یعنی بات کا جو انجام سامنے آئے۔

ترکیب: — وَالَّذِي ظرف مستقر ہو کر خبرِ مقدم — عَاقِبَةُ الخ مبتدأ مؤخر — اَلْكَرَمَكَ اللّٰهُ جملہ
 معترضہ — حِينَ رَجَعْتُ بھی مع جملہ معطوفہ علمتُ ذَٰلِكَ مقدر کا ظرف ہو کر جملہ معترضہ — مَا

تقول الخ معطوف تَدْبُرُ کے مضاف الیہ ضمیر مجرورہ پر۔ ان شاء اللہ مع جزاء محذوف لکآن کذاً جملہ معترضہ (الحال مذکور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے)

تصنیف کبھی مُصنّف کیلئے بھی مفید ہوتی ہے

تصنیفات سے عام طور پر دوسرے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں مگر بعض تصانیف خود مصنف کیلئے بھی مفید ہوتی ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:-

”اگر حسب طلب کتاب تیار ہوگئی تو سب سے پہلے خود مجھ کو اس سے فائدہ پہنچے گا، متعدد وجوہ سے، جس کی تفصیل میں طوالت ہے، البتہ بنیادی وجہ یہ ہے کہ آدمی کے لئے تھوڑی روایات کو پختہ اور مضبوط کرنا آسان ہوتا ہے۔ بہت ساری روایات کی ممارست سے یعنی بہت ساری روایات کا یاد رکھنا، ان کی صحت و سقم سے بحث کرنا اور ہر وقت ان سب باتوں کو ذہن میں مستحضر رکھنا مشکل ہوتا ہے، اگر ایک بار بحث و تحیص کر کے اور روایات کی چھان بین کر کے ایک جامع مجموعہ تیار کر لیا جائے تو وہ میرے لئے بھی مفید ہوگا۔“

وَوَظَنْتُ حِينَ سَأَلْتَنِي تَجَسَّمُ ذَلِكَ: أَنَّ لَوْ عَزَمَ لِي عَلَيْهِ، وَقُضِيَ لِي تَمَامُ
كَانَ أَوَّلُ مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذَلِكَ إِتْيَايَ خَاصَّةً، قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ
لِأَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ، يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ؛ إِلَّا أَنَّ جُمْلَةَ ذَلِكَ:
أَنْ ضَبَطَ الْقَلِيلَ مِنْ هَذَا الشَّيْءِ، وَاتَّقَانَهُ، أَيْسَرَ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ
مُعَالَجَةِ الْكَثِيرِ مِنْهُ.

ترجمہ:- اور میں نے خیال کیا۔ جب آپ نے مجھ سے اس بھاری کام کے کرنے کی درخواست کی۔ کہ اگر یہ کام مجھ سے بن پڑا، اور اس کا اتمام میرے ذریعہ مقدّر ہوا، تو اس کا فائدہ دوسروں سے پہلے خود مجھ کو پہنچے گا۔ گونا گوں اسباب کی وجہ سے، جن کی تفصیل میں طوالت ہے۔ البتہ بنیادی وجہ یہ ہے کہ تھوڑی روایات کا ضبط کرنا اور پختہ کرنا آدمی کیلئے آسان ہوتا ہے بہت ساری روایات کی دواؤں کو کرنے سے۔
لغات:- تَجَسَّمُ الْأَمْرُ:- مشقت سے کام کرنا، بڑی مصیبت جھیلنا۔ عَزَمَ عَلَيَّ مَا: پختہ ارادہ کرنا۔ عَزَمَ فَعْلَ ماضی مجہول ہے یعنی پختہ ارادہ کر لیا گیا مجھے اس کام کا یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کام آسان فرمایا اور توفیق عطا فرمائی اور کام کرنے کی میرے اندر قوت پیدا کی۔ قُضِيَ لِي: بھی

فعل ماضی مہول ہے۔ قَضٰی یَقْضِی قَضَاءً؛ فیصلہ کرنا۔ قَضٰی لٰی تَمَامًا؛ میرے لئے اس کام کی تکمیل کا فیصلہ کیا گیا یعنی اس کی تمامیت میرے ذریعہ مقدر ہوئی۔ وَصَفَ الشَّیْءَ وَصْفًا؛ بیان کرنا۔ جُمْلَةً؛ مجموعہ یعنی ام الاسباب۔ تَمَّ تَمَامًا؛ پورا کرنا بَابُهُ ضَرَبَ۔ عَالَجَ مَعَالَجَتَ الْمَرِیضِ؛ بیمار کا علاج کرنا۔ الْأَمْرَ۔ انْجَمَ دینا۔

ترکیب :- حین سألتنی الخ مفعول فیہ ظننتُ کا۔ حین مضاف اور جملہ سألتنی مضاف الیہ۔ تَجَسَّسْتُ ذَٰلِكَ مَرْکَبِ اِضَافِی سَأَلْتَنِیْ کا مفعول۔ اُنْ مُخَفَّفٌ مِنَ الْمُشْکَلِ (حرف مشبہ بالفعل) ضمیر شان محذوف اس کا اسم، لوعزم (الی قولہ) الوصف شرط و جز امل کر خبر پھر اَنْ اُپنے اسم و خبر سے مل کر ظننتُ کا مفعول بہ۔ عَزَمَ فعل مجہول، نائب فاعل ضمیر مستتر، لی اور علیہ ظرف لغو۔ جملہ قَضٰی معطوف بر جملہ عَزَمَ۔ معطوف معطوف علیہ مل کر شرط کان اَوَّلُ الخ جزاء۔ اَوَّلُ مع مضاف الیہ فعل ناقص کا اسم۔ نفع ذلک فاعل یُصِیْبُهُ کا۔ ایای فعل ناقص کی خبر۔ خَاصَّةً مفعول مطلق فعل محذوف خُصِّصَتْ (خاص کیا گیا میں) کا۔ قَبْلَ غَیْرِی الخ مفعول فیہ یُصِیْبُ کا۔ مِنَ النَّاسِ ظرف مستقر ہو کر غیری کی صفت۔ لَأَسْبَابِ الخ یُصِیْبُ سے متعلق۔ کثیرۃ پہلی صفت اسباب کی اور جملہ یطول الخ دوسری صفت۔ الوصف فاعل یطول کا۔ اِلَّا کلام سابق کے مفہوم سے استثناء ای لا اَذْکُرُ الْوُجُوہَ کُلَّهَا اِلَّا خِلَاصَتَهَا۔ جُمْلَةً ذَٰلِکَ اَنْ کا اسم۔ اور جملہ اَنْ ضَبْطًا اَنْ کی خبر۔ مِنْ هَٰذَا الشَّانِ ظرف مستقر ہو کر القلیل کی صفت۔ اُیْسَرُ دوسرا اَنْ کی خبر۔ عَلٰی الْمَرءِ اور مِنْ مَعَالَجَتِ الخ اُیْسَرُ سے متعلق۔ مِنْهُ ظرف مستقر ہو کر الکثیر کی صفت۔

عام لوگوں کیلئے صحیح حدیثوں کی کتاب ہی مفید ہے

عام لوگوں کے لئے صحیح حدیثوں کی کتاب ہی مفید ہے، تاکہ وہ صحت و تقم کی طرف سے مطمئن ہو کر اس پر اعتماد کریں، پڑھیں پڑھائیں اور فائدہ اٹھائیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:-
”جو لوگ صحیح اور غیر صحیح روایات میں بغیر کسی کی رہنمائی کے امتیاز نہیں کر سکتے، اُن کے سامنے ہر طرح کی حدیثوں کا مجموعہ مرتب کر کے پیش کرنا کسی طرح بھی سودمند نہیں ہے۔ اُن کے لئے صحیح حدیثوں کا مجموعہ ہی مفید ہے۔“

چنانچہ محدثین کرام نے ذخیرہ حدیث کی چھان بین کر کے صحیح حدیثوں کی متعدد کتابیں تیار کیں، جن میں

سب سے زیادہ مفید کتاب صحیح مسلم شریف ہے۔ کیونکہ اس میں صحیح حدیثوں کے انتخاب کے ساتھ تکرار روایات، استنباط مسائل اور تراجم والواب سے احتراز کیا گیا ہے، تاکہ قاری صرف حدیثوں سے استفادہ کر سکے اور دوسری متعلقہ بحثوں میں گم ہو کر نہ جائے۔

وَلَا سَيِّمًا عِنْدَ مَنْ لَا تَمْيِيزَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِّ، إِلَّا بَأْنَ يُوقِفُهُ
عَلَى التَّمْيِيزِ غَيْرُهُ؛ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا، فَالْقَصْدُ
مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوْ لِيْ بَهْمِ مِنْ أَرْذَى أَدِ السَّقِيمِ

ترجمہ :- خاص طور پر وہ بات اُن عوام کیلئے ہے جن کو خود روایات میں تمیز نہیں ہے، لایہ کہ کوئی دوسرا شخص ان کو سو جائے، پس جب صورت حال وہ ہے جو ہم نے بیان کی تو، ان کیلئے تھوڑی صحیح روایات کا ارادہ کرنا بہت ساری سقیم و ضعیف روایات طلب کرنے سے بہتر ہے۔
لغات :- التَّمْيِيزُ؛ برابر، مثل، کہا جاتا ہے هُمَا سَيِّئَانِ وہ دونوں ایک جیسے ہیں اور لَا سَيِّمًا سِیٌّ اور مَآ سے مرکب ہے اور اپنی اصل وضع میں کلمہ استنار ہے۔ ثُمَّ اسْتَعْمَلَ بِمَعْنَى خصوصاً اور اس کا استعمال وَاو اور لَآ کے ساتھ ہوتا ہے۔ وَقِفُهُ عَلَى كَذَا؛ خبردار کرنا۔
اِرْذَى :- زیادہ طلب کرنا۔

ترکیب :- لَا سَيِّمًا میں لَا نفی جنس کا، سِیٌّ اس کا اسم، اور خبر جمہور نخاعہ کے نزدیک موجود، محذوف ہے، اور مَآ میں بہت جھگڑا ہے۔ عِنْدَ مَنْ الْخُطُوفِ مستقر ہو کر خبر ہے مبتداً محذوف ہوئی، جو راجع ہے ضبط القلیل الخ کی طرف۔ عِنْدَ مضاف، مَنْ مَعْ صِلَ مضاف الیہ۔ لَا نفی جنس کا، تَمْيِيزُ اس کا اسم، عِنْدَهُ ظَرْفِ مستقر ہو کر خبر اور مِنَ الْعَوَامِّ بیان ہے مَنْ مَوْصُولَہ کا۔ اِلَّا اسْتِنَارَ ہے جملہ لَا تَمْيِيزَ عِنْدَهُ سے۔ بَا جَارَہ اَنْ مَصْدَرِہ۔ یُوقِفُهُ فَعْلٌ بِمَفْعُول۔ عَلَى التَّمْيِيزِ ظَرْفُ لَعُو، غَيْرُهُ فَاعِلٌ پھر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہو کر محذوف، جَارِ محذوف ظَرْفِ مستقر ہو کر مستثنیٰ۔ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا اور جَمْلَہ فَالْقَصْدُ الخ جزاء۔ الْأُمْرَ اسم کان کا، فِي هَذَا ظَرْفِ مستقر ہو کر الْأُمْرِ کی صفت، کَمَا وَصَفْنَا خبر۔ الْقَصْدُ مبتداً، مِنْهُ کی ضمیر ہذا الشان کی طرف راجع ہے اور مِنْهُ ظَرْفِ مستقر ہو کر مبتداً کی صفت ہے، اِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ مبتداً سے متعلق ہے، اُولَى الخ خبر، بَہْمِ ظَرْفُ لَعُو،

ضمیر عوام کی طرف راجع ہے — من از دیاد الخ بھی اولی سے متعلق ہے۔

بڑے لوگوں کی بات اور ہے

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کا یہ ارشاد کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ: ”تھوڑی صحیح حدیثوں پر اکتفا کرنا بہتر ہے“؟ اکابر محدثین کے واقعات تو اس کے خلاف ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو غیر معتبر حدیثوں کے علاوہ جو قابل اعتماد حدیثیں یا تھیں، ان کی تعداد ساٹھ لاکھ تھی، یہی تعداد محدث البوزرعہ رازی رحمہ اللہ کے محفوظات کی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ انھیں دو لاکھ کے قریب تو غیر صحیح اور ایک لاکھ صحیح حدیثیں ازبر تھیں۔ خود امام مسلم رحمہ اللہ سے لوگوں نے اُن کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ وہ اپنی کتاب صحیح مسلم شریف کے بارے میں خود فرمایا کرتے تھے کہ: ”میں نے اپنے کان سے سنی ہوئی تین لاکھ حدیثوں میں سے یہ مجموعہ منتخب کیا ہے، اسی طرح اور محدثین کی طرف بھی بڑے بڑے عدد منسوب ہیں۔ (تذوین حدیث مولانا غلامی رحمہ اللہ ص ۱۳۷) امام مسلم رحمہ اللہ اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ یہ معاملہ فن حدیث کے شہسواروں کا ہے، اُن خوش نصیب حضرات کے لئے بہت زیادہ حدیثوں کا جمع کرنا مفید تھا، کیونکہ ان کو بیدار مغزی کی دولت نصیب تھی۔ وہ احادیث کے علل و اسباب سے واقف تھے۔ اس لئے ان کے لئے احادیث کی کثرت اور مکررات کا ذخیرہ مفید تھا، مگر عام لوگوں کے لئے، جن کو خواص کی مذکورہ بالا صلاحیتیں میسر نہیں ہیں، بہت زیادہ حدیثیں جمع کرنا مفید نہیں ہے، کیونکہ وہ تھوڑی روایات کے ضبط سے بھی عاجز ہیں۔ اُن کے لئے تو یہی مفید ہے کہ ان کی استطاعت کے بقدر صحیح احادیث منتخب کر کے ان کو دی جائیں، تاکہ وہ ان سے استفادہ کریں اور انتشار ذہنی سے محفوظ رہیں۔

وَ إِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْإِسْتِكْثَارِ مِنْ هَذَا الشَّيْءِ، وَ جَمْعُ
الْمَكْرَاتِ مِنْهُ، لِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ، مِمَّنْ رُزِقَ فِيهِ بَعْضُ التَّيَقُّظِ،
وَالْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ، وَ عَلَيْهِ؛ فَذَلِكَ — أَنْ شَاءَ اللَّهُ — يَنْجِيهِمْ
بِمَا أُوتِيَ مِنْ ذَلِكَ، عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْإِسْتِكْثَارِ مِنْ جَمْعِهِ، فَأَمَّا عَوَامُ
النَّاسِ — الَّذِينَ هُمْ بِخِلَافِ مُعَالِي الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التَّيَقُّظِ
وَالْمَعْرِفَةِ — فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ الْكَثِيرِ، وَقَدْ
عَجَزُوا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيلِ

ترجمہ :- اور احادیث کی بہتات میں، اور مکررات کو جمع کرنے میں، کچھ نفع کی امید صرف اُن مخصوص لوگوں کے لئے ہے، جنہیں اس فن میں کچھ بیدار مغزی اور احادیث کے علل و اسباب کی معرفت نصیب ہے سو یہ شخص — اگر اُس نے چاہا تو — جادہ صمکے گا، خدا داد صلاحیتوں کی وجہ سے، بہت زیادہ حدیثیں جمع کرنے کے فائدے پر — رہے عام لوگ — جن کی صورت حال بیدار مغزی اور علم و معرفت رکھنے والے خواص سے مختلف ہے — تو اُن کے لئے بہت زیادہ حدیثیں طلب کرنے کی کوئی معنویت نہیں ہے، درآخالیکہ وہ تھوڑی روایات جاننے سے بھی عاجز ہیں۔

لغات :- اِسْتَكْتَارَ مِنَ الشَّيْءِ: بہت کی رغبت کرنا — هَذَا الشَّيْءُ: مراد فن حدیث ہے — تَيَقُّظٌ: بیدار ہونا — اسباب و علل مترادف الفاظ ہیں — عِلَّتْ اُس پوشیدہ خرابی کا نام ہے جو راوی کے دہم سے پیدا ہو جاتی ہے، اور حدیث بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے، اور اس دہمی تغیر و تبدل کا قرائن سے اور تمام سندوں کو جمع کرنے سے پتہ چل جاتا ہے — هَجَمَ (ن) علیہ: یکا یک پہنچ جانا، جادہ صمکنا — معانی جمع ہے معنی کی معنی وجہ، مقصود،

ترکیب :- اِنَّمَا کلمہ حصر — یُرجی فعل مضارع مجہول — بعضُ المنفعة نائب فاعل — فی الاستکثار متعلق یُرجی سے — من هذا الشَّيْءِ ظرف مستقر ہو کر الاستکثار کی صفت — جمع المکررات معطوف الاستکثار پر — منه ظرف مستقر ہو کر المکررات کی صفت — لخاصة متعلق ثانی یُرجی کا — من الناس ظرف مستقر ہو کر خاصہ کی صفت — من رُزِقَ اِی بیان خاصہ اِی کا — فیہ متعلق رُزِقَ سے — بعض التیقظ مع معطوف رُزِقَ کا مفعول ثانی۔

قولہ :- فذلک اِی ذلک مبتداً جملہ یہجم خبر — ان شاء اللہ مع جزائے مخدوف جملہ معترضہ — بما اوتی متعلق اول یہجم کا — من ذلک متعلق اوتی سے — علی الفائدة متعلق ثانی یہجم کا — فی الاستکثار متعلق الفائدة سے — من جمعه متعلق الاستکثار سے۔
قولہ :- فاما عوام الناس اِی عوام الناس مبتداً متضمن معنی شرط، فلامعنی لہم اِی خبر متضمن معنی جزاء — الذین مع صلہ صفت عوام الناس کی — هم مبتداً بخلاف اِی خبر — من اهل اِی بیان الخاص کا — لامعنی اِی لا نفی جنس کا۔ معنی اس کا اسم، لہم خبر — فی طلب اِی متعلق معنی سے — وقد عجزوا اِی جملہ عالیہ۔

صحیح مسلم کا اجمالی تعارف

چونکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ کتاب درخواستِ مذکور کے جواب میں مرتب فرمائی ہے اس لئے :-

(۱) احادیث صحیحہ کے انتخاب کے لئے روایات حدیث کی تین قسمیں ہیں اور جو غیر معتبر راوی تھے ان کی بیان کردہ حدیثیں درج کتاب کرنے سے احتراز کیا ہے۔ اور معتبر روایات میں سے جو اعلیٰ درجہ کے تھے ان کی حدیثوں کو اصول بنایا ہے، اور دوسرے درجہ کے راویوں کی حدیثوں کو متابعات و شواہد میں لائے ہیں، البتہ اگر کسی جگہ کوئی باب درجہ اول کے روایات کی روایتوں سے خالی ہوا تو پھر دوسرے درجہ کے روایات کی روایتوں کو اصول میں لائے ہیں۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۲) کوشش یہ کی ہے کہ کتاب میں تکرار نہ ہو، کیونکہ تکرار قاری کیلئے باعث تشویش ہوتی ہے۔

ثُمَّ إِنَّا — إِنْ شَاءَ اللَّهُ — مُبْتَدِئُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلْتُ، وَتَالِيفِهِ عَلَى شَرِيطَةٍ، سَوْفَ أَذْكُرُهَا لَكَ وَهِيَ: أَنَا نَعْمِدُ إِلَى جُمْلَةٍ مَا أُسْنِدُ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَقِصُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ، وَثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِنَ النَّاسِ، عَلَى غَيْرِ تَكَرُّارٍ۔

ترجمہ :- اب ہم — بحیثیت ایزدی — آپ کی مطلوبہ احادیث کی تخریج و تالیف شروع کرتے ہیں، ایک شرط کا التزام کرتے ہوئے جس کا آگے تذکرہ کروں گا، اور وہ شرط یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث کے معتبر حصہ کا جائزہ لیں گے، اور ان کو تین قسموں میں، اور ان کے راویوں کو تین طبقوں میں تقسیم کریں گے۔ (اور تالیف) تکرار سے بچتے ہوئے کریں گے۔

لغات :- خَرَجَ تَخْرِيجًا: چھانٹنا، انتخاب کرنا، کہا جاتا ہے۔ خَرَجَ الرَّاعِيَةُ الْمَرْتَعِ: کچھ چرنا، کچھ چھوڑ دینا۔ خَرَجَ الْكَاتِبُ الْكِتَابَ: کچھ لکھنا، کچھ چھوڑ دینا۔ عام محاورہ ہے کہ: ”اس حدیث کی فلاں نے تخریج کی ہے“، یعنی انتخاب کر کے اپنی کتاب میں درج کی ہے۔ خَرَجَ کے ایک اور معنی ہیں تربیت دینا جس کا مطاوع تَخْرِيجُ (باب تَفَعَّلُ) اور صفت مفعولی خَرَجَ بِهٖ بمعنی ”فاضل“ آتی ہے کہا جاتا ہے فلاں خَرَجَ جَامِعَةً كَذَا: فلاں مدرسہ کا فاضل ہے (یہ دوسرے معنی یہاں مراد نہیں ہیں)۔ شَرِيطَةٌ اور شرط مترادف لفظ ہیں۔ اول کی جمع شَرَايِطُ اور ثانی کی جمع شُرُوطُ آتی ہے۔ عَمَدٌ رَضٍ، لِلشَّيْءِ وَالِى الشَّيْءِ، تصد کرنا۔ جملۃ یعنی جملہ غالبہ ظاہرہ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ جَمِيعَ الْأَخْبَارِ الْمُسْنَدَةِ (فتح الملهم) — أُسْنَدُ اسْنَادًا، بلند کرنا، چڑھانا، کہا جاتا ہے أُسْنَدُ فِي الْجَبَلِ: پہاڑ پر چڑھانا۔ اصطلاحی معنی ہیں: بات کی سند قائل تک پہنچانا۔ اسی سے حدیث

مُسْنَدُہ یعنی وہ حدیث جو صحابی نے مرفوعاً بیان کی ہو، اور ایسی سند سے مروی ہو، جو بظاہر متصل ہو۔

ترکیب :- اِنَّا حرف مشبہ بالفعل مع اسم، مبتدؤن (الی قولہ) اذ کو حال خبر فی تخریج الخ
ظرف لغو — تخریج مضاف، ماسألت موصول صلہ مل کر مضاف الیہ — تالیفہ معطوف تخریج
پر — علی شریطۃ شتعلق تخریج سے — سوف الخ صفت شریطۃ کی۔

قولہ :- وهو الخ ہو مبتدا، مرجع شریطۃ بتاویل شرط، جملہ اِنَّا نَعِدُ الخ خبر — اِنَّا
حرف مشبہ بالفعل مع اسم، جملہ نَعِدُ خبر — الی جملۃ الخ ظرف لغو — مَا اُسْنَدُ مضاف الیہ
— من الأخبار بیان مَا موصولہ کا — عن رسول الخ ظرف مستقر ہو کر صفت الأخبار کی۔

قولہ :- فنقسمہا الخ فا عطفہ — علی ثلاثۃ الخ ظرف لغو — ثلاث الخ معطوف
ثلاثۃ پر — من الناس ظرف مستقر ہو کر صفت طبقات کی — علی غیر تکرار شتعلق تالیفہ

صحیح مسلم میں تکرار بدرجہ مجبوری ہے

امام مسلم رحمہ اللہ نے حتی الامکان تکرار سے احتراز کیا ہے۔ مگر جہاں تکرار ناگزیر ہو گئی ہے وہاں
ضرورت تکرار کی ہے مثلاً :-

(۱) کسی حدیث میں کوئی زائد مضمون ہوتا ہے۔ جس کا لانا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ زائد مضمون مستقل حدیث
کے حکم میں ہوتا ہے، پھر اگر صرف اسی زائد مضمون کو لانا ممکن ہوتا ہے تو پورا متن مکرر نہیں لایا جاتا۔ البتہ جہاں
ایسا کرنا ممکن نہیں ہوتا وہاں مجبوراً سارا متن مکرر لایا جاتا ہے۔

(۲) کسی سند کے بعد موقع اور محل کے تقاضے سے دوسری سند لانی پڑتی ہے مثلاً ایک سند میں
عنہ ہے مگر رجال "اول درجہ" کے ہیں اور دوسری سند میں تحدیث کی تصریح ہے مگر "رواۃ" فروتر
ہیں۔ اس لئے پہلے پہلی سند ذکر کی جاتی ہے اور اس کے بعد دوسری سند لانی جاتی ہے جس کی وجہ سے
سند میں تکرار ہو جاتی ہے۔

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مَوْضِعٌ لَا يُسْتَعْنَى فِيهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِيثٍ، فِيهِ زِيَادَةٌ
مَعْنَى؛ أَوْ إِسْنَادٌ يَقَعُ إِلَى جَنْبِ إِسْنَادٍ، لِعِلَّةِ تَكُونُ هُنَاكَ؛ لِأَنَّ
الْمَعْنَى الزَّائِدَ فِي الْحَدِيثِ، الْمَحْتَاجَ إِلَيْهِ، يَقُومُ مَقَامَ حَدِيثٍ تَامٍّ؛
فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيثِ، — الَّذِي فِيهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ —

اَوْ اَنْ نَفْصِلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِيثِ، عَلَى اخْتِصَارٍ — اِذَا
اُمُكِنَ — وَلَكِنْ تَفْصِيلُهُ رُبَّمَا عَسَرَ مِنْ جُمْلَتِهِ؛ فَاِعَادَتْهُ بِهَيْئَتِهِ
— اِذَا ضَاقَ ذَلِكَ — اَسْلَمَ؛ فَاَمَّا مَا وَجَدْنَا بَدَأَ اَمِنْ اِعَادَتِهِ
بِجُمْلَتِهِ، عَنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِثْلَ اِلَيْهِ، فَلَا تَتَوَلَّى فِعْلُهُ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

ترجمہ :- مگر یہ کہ کوئی ایسی جگہ آجائے، جہاں کسی ایسی حدیث کی تکرار ناگزیر ہو، جس میں کوئی زائد
مضمون ہے، یا کوئی ایسی سند آئے جو دوسری سند کے پہلو میں واقع ہو، کسی خاص وجہ سے جو وہاں پائی
جاتی ہو (تو تکرار گوارہ کی گئی ہے) کیونکہ حدیث میں جو زائد مضمون ہے، جس کی احتیاج ہے، وہ مستقل
حدیث کا حکم رکھتا ہے۔ اس لئے اُس حدیث کو دوبارہ لانا ضروری ہوتا ہے، جس میں وہ زائد مضمون
ہوتا ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے یا یہ ضروری ہوتا ہے کہ اختصار کے لئے ہم اس زائد مضمون کو لمبی
حدیث سے جدا کریں، اگر ایسا کرنا ممکن ہو، مگر کبھی لمبی حدیث سے اُس مضمون کا علیحدہ کرنا دشوار
ہوتا ہے تو ایسی صورت میں پوری حدیث بعینہ مکرر لانا ہی زیادہ مناسب ہوتا ہے — رہی وہ جگہ
جہاں ساری حدیث مکرر لائے بغیر کام چل سکتا ہے بایں وجہ کہ ہم کو ساری حدیث (مکرر لانے) کی ضرورت
نہیں ہے، تو وہاں ہم ان شاء اللہ تکرار کی ذمہ داری قبول نہیں کریں گے۔

لغات :- استغنیٰ عنہ: اکتفا کرنا، بے نیاز ہونا — تَرَدَّدُ: تکرار (بصری مخاطہ کے نزدیک
فعل مجرد کا مصدر ہے اور کوفیوں کے نزدیک باب تفعیل کا مصدر ہے) — عَسَرَ (س، ک): دشوار ہونا
— تَوَلَّى الْأَمْرَ: ذمہ داری لینا — عِلَّةٌ: وجہ — وَصَفَ وَصْفًا: بیان کرنا — فَصَّلَ
تَفْصِيلًا: جدا کرنا — بَدَأَ: چارہ

ترکیب :- الْأَحْرَفُ اسْتِنَارَ (مستثنیٰ منہ عدم تکرار جو غیر تکرار کا مفاد ہے) جملہ اَنْ يَأْتِيَ
مُسْتَنًى — جملہ لَا يَسْتَعْنِي صفت مَوْضِعٌ کی — فیہ اور عن تردد اذ الخ متعلق لَا يَسْتَعْنِي
سے — فیہ خبر مقدم، زیادۃً معنی (مرکب اضافی) مبتدأ مؤخر، پھر جملہ حدیث کی صفت — اسناد
کا عطف موضع پر، جملہ یقع صفت اسناد کی، الی جنب الخ متعلق یقع سے — لعل الخ یأتی
سے متعلق بھی ہو سکتا ہے اور یقع سے بھی (اوپر مطلب ترکیب ثانی کے اعتبار سے لکھا گیا ہے) جملہ تکنون
صفت علة کی۔ ضمیر مستتر ہی تکنون کا اسم اور ہناک اس کی خبر

قوله: لان المعنى الخ لام جارة تعليلية متعلق لا يستغنى فيه سے — المعنى (الی قوله)

الیہ اسم اَنْ کا اور جملہ يقوم خبر — فی الحدیث الزائد سے متعلق اور المحتاج الیہ، المعنی کی صفت — الیہ متعلق المحتاج سے — يقوم میں ضمیر مستتر راجع المعنی الزائد کی طرف فاعل مقام حدیث تام (مکرب اضافی) مفعول فیہ۔

قوله :- فلا بد الخ لا برای نفی جنس - بُدَّ اسم، من إعادة الخ ظرف مستقر ہو کر خبر — الذی اسم موصول فیہ خبر مقدم، ما و صفنا موصول صلہ (عائد محذوف) من الزیادة بیان، موصول صلہ مع بیان مبتدأ مؤخر پھر جملہ اسمیہ الذی کا صلہ، پھر موصول صلہ مل کر الحدیث کی صفت۔

قوله :- او ان نفضّل الخ معطوف إعادة پر — ذلک المعنی مفعول بہ۔ من جملہ الخ اور علی اختصارہ متعلق نفضّل سے اذا شرطیہ، اُمكن جملہ شرطیہ، جزاء محذوف۔

قوله :- ولكن تفصیله الخ تفصیله اسم لکن کا — ربّ حرف جر، ما کافہ، جملہ عس خبر — من جملہ متعلق تفصیله سے۔

قوله :- فاعادته الخ فاعاطفه، إعادته مبتدأ، أسلم خبر — بهیئۃ متعلق إعادة سے — اذا حرف شرط ضاق ذلک جملہ شرطیہ، جزاء محذوف۔

قوله :- فاما ما وجدنا الخ فاعاطفه - أمّا حرف شرط — ما وجدنا موصول صلہ ملکر شرط، فلا تنوّی جزاء — من إعادته متعلق بُدَّ اسے اور بجملتہ متعلق إعادة سے — عن غیر حاجة الخ متعلق وجدنا سے اور عن یا مّن تعلیلیہ ہے — غیر مضاف حاجة مضاف الیہ، مّا ظرف مستقر ہو کر حاجة کی صفت اور الیہ متعلق حاجة سے — فَعَلَهُ مفعول بہ۔

شُرَاطُ مُسْلِمَ کَا تَفْصِیْلِ بَیَان

حدیث شریف کے راویوں کی بنیادی قسمیں اَدْو ہیں، ثِقَّہ اور ضعیف

(۱) ثِقَّہ (معتبر) وہ راوی ہیں جو اسباب طعن سے بالکل پاک ہوں، اور ضبط و عدالت کے ساتھ متصف ہوں

(۲) ضعیف (مکزور) وہ راوی ہیں جو اسباب طعن کے ساتھ مجروح ہوں۔

لہ طعن راوی میں کسی ایسی خرابی کا نام ہے جو قبول حدیث کے لئے مانع ہو ۱۲ لہ ضبط کے معنی ہیں یاد رکھنا پھر ضبط کی دَوّ قسمیں ہیں ضبط الصدر اور ضبط الکتابہ — ضبط الصدر (سینہ میں محفوظ رکھنا) یعنی حدیث شریف کو اچھی طرح یاد رکھنا، کہ جب چاہے بے تکلف صحیح صحیح بیان کر سکے — اور ضبط الکتابہ (لکھ کر محفوظ رکھنا) یعنی حدیث شریف صاف واضح طور پر لکھ لینا، پھر لکھے کی تصحیح کر لینا، اور مشتبہ کلمات پر اعراب لگا لینا ۱۲ لہ عدالت (دبذاری) آدمی کے اس وصف کا نام ہے جس کی وجہ سے اس کو نیک اور دبذار سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً کیا کرے اعتبار سے اعتبار نہ کرنا نیز خلاف مروت باتوں سے پرہیز کرنا جیسے راستہ میں بول و برا کرنا بدکاروں سے میل جول رکھنا ۱۳

تو اس کو اس وقت تک قوی نہ کر دیتے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے لیے لے کر جاسکے۔ اور اس کے لیے اس کو اس وقت تک قوی نہ کر دیتے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے لیے لے کر جاسکے۔ اور اس کے لیے اس کو اس وقت تک قوی نہ کر دیتے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے لیے لے کر جاسکے۔

[illegible][illegible]

ہمسہ آرتھوڈوکس ویا آرتھوڈوکس

۱- اے نبیؐ! اپنے پیغمبروں کے ساتھ جو اللہ نے تم کو بھیجا ہے ان سے تم کو نصرت ہوگی اور تم لوگ جیت جاؤ گے۔

۔ کہیں کہیں صوفیوں کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔

[illegible][illegible][illegible]

- تہذیب و تمدن کے ارتقاء اور انسانی زندگی میں اصلاحات کی راہیں۔

[illegible]

علیحدہ علیحدہ مفہوم رکھنے والی اصطلاحات بن گئیں۔ جس کی وجہ سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے صحیحین کی بعض روایات پر اعتراض کیا کہ یہ روایات صحیح لذات کے درجہ کی نہیں ہیں ان کے راوی فروتر ہیں۔ یہ اعتراض اسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔

فَإِنَّمَا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ: فَإِنَّمَا نَتَوَخَّى أَنْ نُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ، الَّتِي هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا، وَأَنْتَقَى؛ مِنْ أَنْ يَكُونَ نَاقِلُوهَا أَهْلُ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ، وَإِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوا، لَمْ يَوْجَدْ فِي رِوَايَتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ، وَلَا تَخْلِيطٌ فَاحِشٌ؛ كَمَا قَدْ عُرِفَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ الْمَحْدَثِينَ، وَبَانَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ

ترجمہ:۔ رہی پہلی قسم: تو ہم ارادہ کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اُن حدیثوں کو درج کریں جو نسبت اور روایات کے عیوب سے زیادہ محفوظ اور پاک ہیں؛ بایں وجہ کہ اُن کے راوی حدیثوں کو درستگی کے ساتھ بیان کرنے والے ہیں، اور جن روایات کو وہ نقل کرتے ہیں ان کو اچھی طرح یاد رکھنے والے ہیں۔ اُن کی روایتوں میں بہت زیادہ مخالفت اور حد سے زیادہ خلط ملط (غٹ زبود) نہیں پایا جاتا ہے؛ جیسا کہ بہت سے حدیث بیان کرنے والوں پر اس بات کا پتہ چلا ہے، اور ان کی مرویات میں یہ بات ظاہر ہو گئی ہے۔

تشریح:۔ امام نووی رحمہ اللہ اختلاف شدید اور تخلیط فاحش کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "راوی حدیث کا ضبط (یاد رکھنا) اس طرح پہچانا جاتا ہے کہ اس کی روایات عام طور پر ثقہ راویوں کی روایات کے مطابق ہوں، شاذ و نادر ہی ان کے خلاف روایت کرتا ہو۔ یہ نادر مخالفت راوی کے ضبط میں خلل انداز نہیں ہوتی، بلکہ اس کی روایت سے استدلال کیا جائے گا۔ کیونکہ معمولی مخالفت سے احتراز ممکن نہیں ہے۔ البتہ اگر مخالفت بہت زیادہ ہو تو وہ اس راوی کے ضبط میں خلل انداز ہوگی اور اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح اگر اس کی روایات میں اضطراب اور خلط ملط نادر ہو تو مضر نہیں ہاں بہت زیادہ ہو تو اس کی روایات رد کر دی جائیں گی۔"

لغات: ۱۔ تَوَخَّى تَوَخَّيَا الْأَمْرَ: قصد کرنا — أَنْتَقَى (اسم تفضیل)؛ پاکیزہ، صاف ستھرا، از نقیْ يَنْقَى نَقَاءً، صفت نَقِيْ — أَتَقَنَّ الْأَمْرَ: مضبوط کرنا — خَلَطَ الشَّيْءُ بِالشَّيْءِ: رَلَا، مَلَا،

فہرست

[illegible]

— از آن که اکثر اهل علم و ادب در این کتاب نظر کرده اند، و در این باب اتفاق شده است، و در این باب اتفاق شده است، و در این باب اتفاق شده است.

[illegible][illegible]

۱۔ حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا و رغبت حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کرنا چاہیے اور جو کچھ کرنا منع ہے اس کی وضاحت کرنا۔
۲۔ حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا و رغبت حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کرنا چاہیے اور جو کچھ کرنا منع ہے اس کی وضاحت کرنا۔
۳۔ حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا و رغبت حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کرنا چاہیے اور جو کچھ کرنا منع ہے اس کی وضاحت کرنا۔

ترکیب :- اذا شرطیہ ، نَحْنُ مبتدا، جملہ تَقْصِیْمًا خبر (پھر جملہ اسمیہ شرطیہ) اخبار الخ مفعول بہ من الناس ظرف مستقر ہو کر صفت الصنف کی، جملہ اتباعًا ہا جزاء، ہا مفعول اول، اخبار الخ مفعول ثانی، جملہ یَقَعُ صفت اخبار الخ کی فی اسانید ہا متعلق یقع سے، بعض من الخ یقع کا فاعل — بعض مضاف، من مع صلہ مضاف الیہ، جملہ لیس صلہ — لیس کا اسم ضمیر مستتر، راجع من موصولہ کی طرف بالموصوف خبر (بار خبر پر زائد) بالحفظ الخ متعلق الموصوف سے — کالصنف الخ کاف جارہ برائے تشبیہ (اس کے لئے متعلق ضروری نہیں) المقدم اسم مفعول، قبلہم اس کا مفعول فیہ پھر شذیہ جملہ الصنف کی صفت۔

علی انہم الخ علی جارہ بمعنی لکن برائے اضراب یعنی ما قبل سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے اس کیلئے بھی متعلق کی ضرورت نہیں، انہم حرف مشبہ بالفعل مع اسم، فان اسم الستر الخ خبر (جو قائم مقام جزاء بھی ہے) — وان وصلیہ تضمن معنی شرط جملہ کا نو الخ شرطیہ — دُونہم فعل ناقص کی خبر، فیما وصفنا متعلق فعل ناقص سے — جملہ وصفنا صلہ، ضمیر عائد بسوئے اسم موصول محذوف ان اسم الستر قائم مقام جزاء، فاجزائیۃ — اسم الستر الخ رات کا اسم، جملہ یشملہم خبر — من محال جار مجرور ظرف مستقر ہو کر اضراب کی صفت۔

رُوات کی درجہ بندی

سابق میں ثقہ رُوات کی جو دو قسمیں کی گئی ہیں اس کی قدرے تفصیل مناسب معلوم ہوتی ہے، تاکہ بات ابھی طرح سمجھ میں آجائے۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:-

ہم نے حضرت عطاء، یزید اور لیث کو درجہ دوم کا راوی کہا ہے، کیونکہ یہ حضرات اگرچہ محدثین کے نزدیک ثقہ، اور فن حدیث سے تعلق رکھنے والے تھے، مگر حفظ و اتقان اور روایت کی درستگی میں ان کو وہ مقام حاصل نہیں تھا جو ان کے بعض دوسرے معاصر محدثین کو حاصل تھا۔ مثلاً حضرت منصور بن المعتمر سلمیٰ کو فی (متوفی ۱۳۲ھ) جو ثقہ ہونے کے ساتھ ثبت (روایت حدیث میں نہایت مضبوط) بھی تھے اور تلبیس کبھی نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح امام اعشٰی سلیمان بن مہران کو فی (ولادت ۱۳۲ھ وفات ۱۴۲ھ) نہایت پارسا، ثقہ اور حافظ حدیث تھے۔ اسی طرح حضرت اسماعیل بن ابی خالد الحمسی، یحییٰ (متوفی ۱۴۲ھ) ثقہ ہونے کے ساتھ روایت حدیث میں ثبت (مضبوط) بھی تھے۔ الغرض ان تینوں حضرات کو حفظ و اتقان اور روایت کی درستگی میں جو بلند مقام حاصل تھا وہ حضرت عطاء وغیرہ

لے قد لیس کے معنی میں محدث کا حدیث کی روایت میں کسی راوی کا نام نہ لینا، بلکہ اس سے اوپر کے راوی کا نام لینا، اور لفظ ایسا اختیار کرنا جس میں سماع کا احتمال ہو۔

کو کسی درجہ میں بھی حاصل نہیں تھا۔ اور محدثین کے نزدیک یہ چیز روات میں امتیاز پیدا کرتی ہے اور ان کا درجہ بلند کرتی ہے۔ اس لئے حضرت منصور، اعمش اور اسماعیل کو درجہ اول کا راوی قرار دیا گیا ہے اور حضرت عطاء، یزید اور لیث کو درجہ دوم کا۔

فَهُمْ، وَأَنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّيْرِ، عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، مَعْرُوفِينَ،
فَغَيْرُهُمْ مِنْ أَقْرَانِهِمْ — مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِتْقَانِ،
وَالِاسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ — يُفَضِّلُونَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ؛
لَأَنَّ هَذَا، عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، دَرَجَةٌ رَفِيعَةٌ، وَخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ.
أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِذَا وَازَنْتَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ — الَّذِينَ سَتَيْنَاهُمْ
عَطَاءً، وَيَزِيدَ، وَلَيْثَ — بِمَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، وَسَيِّمَانَ الْأَعْمَشِ،
وَأَسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، فِي اتِّقَانِ الْحَدِيثِ، وَالِاسْتِقَامَةِ فِيهِ، وَجَدْتُمْ
مُبَايِنِينَ لَهُمْ؛ لَا يُبَدِّأُونَهُمْ؛ لِأَشَقِّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ
فِي ذَلِكَ؛ لِذَلِكَ اسْتِفَاضَ عِنْدَهُمْ، مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ، وَ
الْأَعْمَشِ، وَأَسْمَاعِيلَ، وَاتِّقَانِهِمْ لِحَدِيثِهِمْ؛ وَأَتَمَّهُمْ لِمَعْرِفَتِهِمْ
مِثْلَ ذَلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَيَزِيدَ، وَلَيْثَ.

ترجمہ :- الغرض یہ حضرات اگرچہ ائمہ حدیث کے نزدیک، اُن صفات میں جو ہم نے ذکر کیں یعنی علم حدیث کے ساتھ استغفار اور مستوریت (عدالت) میں مشہور ہیں، مگر اُن کے ہم عصر دوسرے روات میں سے جو حفظ و اتقان اور روایت کی درستگی میں اُس مرتبہ پر ہیں جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے، اُن حضرات (عطاء وغیرہ) سے حالت و مرتبہ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ محدثین کے نزدیک یہ چیز (یعنی حفظ و اتقان) ایک بلند مرتبہ اور عظیم الشان امتیاز ہے۔

دیکھئے! جب آپ ان تینوں حضرات کا — جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے یعنی عطاء، یزید اور لیث کا۔
— منصور بن المعتمر، سیمان اعمش اور اسماعیل بن ابی خالد سے، حفظ و اتقان اور روایت کی درستگی میں موازنہ کریں گے۔ تو ان کو اُن سے بالکل مختلف پائیں گے، وہ ان کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔
ائمہ حدیث کو اس بارے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے۔ بایں وجہ کہ اُن کو بدرجہ شہرت یہ بات معلوم ہے کہ

منصور، اعمش اور اسماعیل کو احادیث اچھی طرح یاد تھیں اور وہ اپنی مرویات کو خوب مضبوط کئے ہوئے تھے اور عطار، یزید اور لیث کے بارے میں یہ بات محدثین کو معلوم نہیں ہے۔

لغات: اَقْرَانُ جمع قِرْن کی بمعنی ہم عصر — فَضْلُ (ک) برتر ہونا، صاحب فضیلت ہونا۔ خصلۃ: عادت، بات — سَلْبِيَّةٌ: رَفِيقَةٌ: عَظِيمُ الشَّانِ — وَازَنَ موازنۃ، موازنہ کرنا، وزن معلوم کرنے کیلئے مقابلہ کرنا — سَمِيَّةٌ تَسْمِيَّةٌ: ذکر کرنا۔ نام لینا — ذَالِي مَدَانَاةٍ: ایک کا دوسرے قریب ہونا — اسْتِفَاضَ اسْتِفَاضَةً: پھیلنا۔

ترکیب: - فہم، فافضیعیہ، ہم مبتداً جملہ فغیرہم خبر (جو قائم مقام جزا بھی ہے)۔ وان کاوا الخ وان وصلیہ متضمن معنی شرط، کاوا فعل ناقص مع اسم، معروفین خبر، پھر جملہ اسمیہ شرطیہ اور جملہ جزائیہ کے قائم مقام جملہ فغیرہم — بما وصفنا الخ متعلق معروفین سے اور عند اهل العلم مفعول فی معروفین (اسم مفعول) کا — فغیرہم الخ فا جزائیہ غیرہم مبتداً یفضلونہم خبر — من اقراہم ظرف مستقر ہو کر غیرہم کی پہلی صفت اور من عندہم الخ ظرف مستقر ہو کر دوسری صفت — ممن میں من جارہ تبعیضیہ اور من موصولہ، عندہم خبر مقدم اور ما ذکرنا مبتداً مؤخر پھر جملہ اسمیہ صلہ — لان هذا الخ لام جارہ تعلیلیہ متعلق یفضلون سے — هذا اسم ات کا درجۃ الخ خبر —

قولہ: - الاتری الخ جملہ اَنْكَ (الی قولہ) مباینین لہم مفعول بہ الاتری کا — اذا وازنت شرط وجزا مل کر ات کی خبر ہو لاء الخ مفعول بہ وازنت کا — الذین مع صلہ صفت ہو لاء الخ کی — عطاء الخ مبتداً مخذوف کی خبر اور اگر سَمِیْنَا کی ضمیر مفعول سے بدل ہیں تو منصوب ہوں گے — بمنصور الخ وازنت کا متعلق اول — فی اتقان الخ متعلق ثانی پھر جملہ وازنت شرطیہ اور جملہ وجد تہم جزائیہ — مباینین مفعول ثانی وجد تہم کا — لہم ظرف مباینین کا لایید انونہم جملہ مستقلہ — لاشک الخ لا برائے نفی جنس، شک اسم، فی ذلک خبر — عند اهل العلم جملہ ظرفیہ معترضہ — بالحدیث العلم (مصدر) سے متعلق — للذی الخ لام جارہ تعلیلیہ لاشک (مصدر) سے متعلق جملہ استفاض صلہ — من صحح الخ اسم موصول کا بیان — اتقانہم معطوف

لہ اعمش (صفت مذکر) چڑھیا یعنی وہ شخص جس کی آنکھیں روشنی کی تاب نہ لاسکیں — ایسے القاب جو عیوب پر دلالت کرتے ہیں جیسے اعمش (چڑھیا) آخرج (لنگڑا) اعمی دانڈھا، وغیرہ ان کا تذکرہ برائے تعریف ضرورت کی وجہ سے جائز ہے جیسے روایات پر جرح ضرورۃً جائز ہے۔ البتہ تنقیص کے طور پر ایسے القاب دینا جائز نہیں۔ (نووی)

صحیحہ پر ——— لحدیثہم متعلق اتقان سے ——— وانہم لم یعرفوا الخ جملہ الذی استفاض پر معطوف
جملہ لم یعرفوا خبر اُن کی۔ مثل ذلک لم یعرفوا کا مفعول بہ۔ من عطاء متعلق لم یعرفوا

درجہ بندی کی مزید شرح

تقریبات کی درجہ بندی ایک اور مثال سے سمجھئے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جو طبقہ ثالثہ کے سرخیل ہیں، جن کی وفات تقریباً نوٹسے سال کی عمر میں ۱۱۵ھ میں ہوئی ہے، اور حضرت محمد بن سیرین بصری رحمہ اللہ جن کی وفات بھی ۱۱۵ھ میں ہوئی ہے، اور جو میرے طبقہ کے جلیل القدر محدث ہیں، ان دونوں بزرگوں کے چار شاگرد ہیں۔

(۱) عبد اللہ بن عون بن اڑطبان بصری (متوفی ۱۵۱ھ) جو ثقہ ثبت اور بڑے فاضل ہیں۔

(۲) ایوب بن ابی تیمیمہ سختیانی بصری (متوفی ۱۳۱ھ) جو ثقہ ثبت اور محبت ہیں۔

(۳) عوف بن ابی جمیل اعرابی عبدی بصری (متوفی ۱۴۶ھ) جو ثقہ ہیں، مگر ان پر قدری اور شیعہ ہونیکا الزام ہے۔

(۴) اشعث بن عبد الملک حرانی بصری (متوفی ۱۴۲ھ) جو ثقہ اور فقیہ ہیں۔

جب آپ ان چاروں کا باہم موازنہ کریں گے تو کمالِ فضل اور روایت کی صحت میں اولین اور آخرین میں بڑا فرق پائیں گے۔ اگرچہ حضرت عوف اور اشعث بھی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں، مگر مقام و رتبہ میں اولین سے کم تر ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عون اور ایوب سختیانی رحمہما اللہ کو ”درجہ اول“ کا راوی قرار دیا گیا ہے اور حضرت عوف اور اشعث رحمہما اللہ کو ”درجہ دوم“ کا۔

وفي مثل مجرى هؤلاء، إذا وازنت بين الأقران، كابن عون، وایوب
السختياني، مع عوف بن ابی جبيلة، واشعث الحمراني، وهما صالحا الحسن
وابن سيرين، كما أن ابن عون وایوب صاحباهما، إلا أن البون بينهما
وبين هذين بعيد في كمال الفضل، وصحة النقل، وإن كان عوف و
اشعث غير مدفوعين عن صدق و أمانة، عند أهل العلم، ولكن الحال
ما وصفنا من المنزلة، عند أهل العلم.

ترجمہ:- علیٰ ہذا القیاس جب آپ ہم عسروں کے درمیان موازنہ کریں گے، مثلاً ابن عون اور ایوب سختیانی کا

۱۔ طبقات کا ذکر تقریباً التہذیب کے مقدمہ میں ہے، اردو میں دیکھنا چاہیں تو تحفۃ الدُّرر میں دیکھیں ۱۲۔

من المبتلى به شقيق وصفي
ناظر مشاغل و غم

[illegible]

[illegible][illegible]

۲۔ لکھنؤ "تہذیبی" مجلہ، ۱۹۱۱ء، ج ۱، صفحہ ۱۰۱

۳۱) (۱۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کہتا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر کو دیکھا

چند روزی که در آنجا بودم، دیدم که بعضی از بزرگان و اعیان آنجا که در آنجا بودند، در آنجا بودند.

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِي الْحِجَّةِ إِذْ أَنَا مِنَ الْمُنْزِلِينَ

١٠٠

مَدَنِيَّةٌ مُتَمَدِّدَةٌ

पृष्ठ-१-

۴۔ مہینہ مہینہ اول و اول ثانیہ ۴۔ فرق اول و ثانیہ ۴۔ فی المہینہ

[illegible]

၆၇၂

کے لیے یہ بات یاد رکھو کہ اگرچہ یہ سب سے زیادہ اہم ہے، لیکن یہ سب سے کم ہے۔

[illegible]

[illegible][illegible]

ਸਤਿਨਾਮੁ ਕਰਤਾ ਹਰਿ ॥ ੧ ॥ ਸਤਿਨਾਮੁ ਕਰਤਾ ਹਰਿ ॥ ੧ ॥

(۵) ابو عبد اللہ بن غنیث بن ابی سلمہ کوفی کے بارے میں اہل علم و فضل کا یہ قول ہے کہ "انسان سم"

"میرزا محمد حسین بن محمد علی میرزا، وادارنده امور خزانہ و قریب و اندامی، بیانی از این امر فرموده است."

[illegible][illegible]

تغیبات

ترجمہ :- الغرض سابق میں ذکر کردہ شرائط کے مطابق، ہم آپ کی مطلوبہ احادیث مرفوعہ کو مرتب کریں گے، اور رہی وہ حدیثیں، جو ایسے راویوں سے مروی ہیں، جو تمام محدثین کے نزدیک یا اکثر کے نزدیک وضع حدیث میں، بذمہ ہیں، تو ہم اُن کی حدیثوں کی تخریج میں مشغول نہیں ہوں گے۔ جیسے ابو جعفر عبداللہ بن مسعودؓ، عمرو بن خالد، عبدالقدوس شامی، محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم اور ابو داؤد سلیمان بن عمرو نخعی وغیرہ وہ روایات جو وضع حدیث اور اخبار سازی کے ساتھ منہم کئے گئے ہیں۔

لغات :- مُتَّهِم (اسم مفعول) بذمہ اِتَّهِمَ بكذا، تہمت لگانا، بدگمانی کرنا، اِتَّهِمَ الرَّجُلُ بذمہ ہونا (مادہ وہم) — تَشَاغَلَ بكذا، مشغول ہونا — الشُّبْہُ اور الشُّبْہَةُ: مثل، مانند، جمع أُشْبَاهٌ — وَلَدَ الشَّيْءُ مِنَ الشَّيْءِ: پیدا کرنا، نکالنا۔

ترکیب :- فَا يَتَّبِعِيہُ — علی خواجہ متعلق تُوَلِّفَ سے — ما ذکرنا موصول صلہ مل کر نحو کا مضاف الیہ، من الوجوہ بیان ما موصولہ کا — مَا سَأَلْتُ موصول صلہ مل کر مفعول بہ — من الأخبار بیان مَا سَأَلْتُ کا — عن رسول اللہ طرف مستقر ہو کر الاخبار کی صفت — فَا مَا كَانَ الخ فاعاطفہ، اَمَّا شرطیہ، مَا كَانَ الخ موصول صلہ مل کر شرط، فَلَسْنَا نَشَاغِلُ الخ جزاء — کان منها الخ کان میں ضمیر ہو مستتر جامع بسو موصول اسم، منها اس کا حال عن قوم الخ خبر — ہم مُتَّهِمُونَ جملہ اسمیہ خبریہ قوم کی صفت — عند اہل الحدیث اپنے معطوف او عند اکثر منہم سے مل کر مبتدا خبر کے درمیان جملہ ظرفیہ معترضہ — منہم طرف مستقر ہو کر اکثر کی صفت — فَلَسْنَا الخ فاجزائیہ لَسْنَا فعل ناقص مع اسم، جملہ نلتشاغل خبر — بتخریج الخ ظرف لغو — کعبہ اللہ کاف جارہ برائے تشبیہ یا بمعنی مثل مضاف — عبد اللہ (الی قولہ) وَاشْبَاهُہُمْ حسب ترکیب معلوم معطوفات مل کر موصوف، مِمَّنْ اِتَّهِمَ طرف مستقر ہو کر صفت، موصوف صفت مل کر مجرور یا کاف بمعنی مثل کا مضاف الیہ — مِمَّنْ میں مِّنْ جارہ تبعیضیہ، من موصولہ، جملہ اِتَّهِمَ صلہ، بوضع الخ ظرف لغو۔

منکر اور غلط روایات بھی نہیں لی گئیں

جن روایات کی بیشتر روایات منکر یا غلط ہیں، اُن کی حدیثیں بھی صحیح مسلم میں نہیں لی گئیں :-

(الف) منکر، معروف کی ضد ہے، فن میں دونوں کی تعریفیں اس طرح کی گئی ہیں کہ اگر ضعیف راوی کا بیان ثقہ راوی کے خلاف ہے تو ضعیف راوی کی روایت کو منکر (انجانی، اور ثقہ کی روایت کو معروف (پہچانی) کہتے ہیں — حدیث منکر کی ایک دوسری قدیم تعریف یہ تھی کہ اگر کسی حدیث کا کوئی راوی ضعیف ہو، اور وہ

”کسی حدیث کے منکر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر اس روایت کا معتبر حفاظ کرام کی روایات سے موازنہ کیا جائے تو قطعاً اس سے مختلف ہو، یا بمشکل موافقت پیدا کی جاسکے، جس راوی کی بیشتر مرویات اس قسم کی ہوں گی وہ متروک الحدیث، ناقابل اعتبار اور اس کی مرویات ناقابل قبول ہوں گی۔“ — مثلاً، (۱) عبداللہ بن محرز (بروزن محمد) جزری، قاضی رقبہ — جو ابن ماجہ کا راوی ہے — متروک اور ناقابل اعتبار ہے بلکہ

(۳) یحییٰ بن ابی انیسہ جسرزی، رُہاوی — جو ترمذی کا راوی ہے — متروک ہے، فلاس کہتے ہیں، قد اجتمعوا علی تروک حدیثہ (اس کی حدیثیں قبول نہ کرنے پر محدثین کا اتفاق ہے) (۴) ابو العطف جراح بن منہال جسرزی، جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے منکر الحدیث اور امام نسائی اور دارقطنی نے متروک کہا ہے۔

(۴) عبّاد بن کثیر ثقفی بصری (فلسطینی نہیں) — جو ابوداؤد اور ابن ماجہ کا راوی ہے — متروک ہے۔

(۵) حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ حمیری، مدنی متروک الحدیث اور کذاب ہے۔
(۶) عمر بن مہبان اسلمی، مدنی۔ جو ابن ماجہ کا راوی ہے۔ منکر الحدیث ہے، ابن عری
کہتے ہیں: غَلَبْتُ عَلَىٰ أَحَادِيثِهِ الْمَنَافِرُ وَلَمْ

اس قسم کے تمام روایات جو منکر روایات نقل کرنے میں مذکورہ بالا روایات کے نقش قدم پر چلتے ہیں، امام مسلمؒ ان کی حدیثوں پر اعتماد نہیں کریں گے۔ نہ ان کی روایات کو مسلم شریف میں درج فرمائیں گے۔

۱۵ حالات کیلئے دیکھئے میزان منہ ۵۹ عقیلی ۳۹، تہذیب ۳۸، ۵۲ حالات کیلئے دیکھیں تہذیب ۱۸۳ میزان
 ۳۶۲ عقیلی ۳۹۲ ۵۳ حالات کیلئے دیکھیں میزان منہ ۳۹ عقیلی منہ ۲۰ ۹۹
 ۵۴ حالات کیلئے عقیلی منہ ۱۴ میزان ۳۴۱ تہذیب منہ ۱۰۱ التاریخ الکبیر البخاری ۴/۳ ملاحظہ فرمائیں
 ۵۵ حالات کیلئے دیکھیں میزان منہ ۵۳۸ عقیلی ۲۴۶، ۲۸۹
 ۵۶ حالات کیلئے دیکھیں میزان منہ ۲۰، عقیلی ۱۴۵ تہذیب ۱۶۲

(ب) فحش غلط (اغلاط کی بہتات) یعنی وہ روایات جن کی غلط بیانی، صحت بیانی سے زائد ہے، ان کی حدیثیں بھی صحیح مسلم شریف میں نہیں لی گئی ہیں۔ فحش غلط کا اندازہ بھی ثقہ اور ثبت (مضبوط) روایات کی حدیثوں کے ساتھ موازنہ کرنے سے ہوتا ہے۔

وَكَذَلِكَ: مِنَ الْغَالِبِ عَلَى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ، أَوِ الْغَلَطُ، أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ وَعِلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ: إِذَا مَا عَرَضَتْ رَوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَى رَوَايَةِ غَيْرِهِ، مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا، خَالَفَتْ رَوَايَتَهُ رَوَايَتُهُمْ، أَوِ لَمْ تَكُنْ تَوَافِقُهَا. فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذَلِكَ، كَانَ مَهْجُورًا مُحَدِّثًا، غَيْرَ مَقْبُولِهِ، وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ. فَمِنْ هَذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمَحْدَثِينَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَرَّرٍ، وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أَنَسٍ، وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمُنْهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ، وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ضَمِيرَةَ، وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ، وَمَنْ غَايَ نَحْوَهُمْ فِي رَوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ؛ فَلَسْنَا نَعْرِجُ عَلَى حَدِيثِهِمْ، وَلَا نَتَّسَعِلُ بِهِ.

ترجمہ :- اسی طرح جس راوی کی مرویات پر منکر یا غلط احادیث کا غلبہ ہے اس کی روایتوں کو بھی درج کرنے سے ہم نے احتراز کیا ہے۔ اور کسی محدث کی مرویات کے منکر ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب اس کی روایت کا مقابلہ دوسرے اہل حفظ و رضا (یا درکھنے والے، پسندیدہ) راویوں کی حدیثوں سے کیا جائے تو اس کی روایت ان کی روایت کے خلاف ہو، یا مشکل سے موافقت پیدا کی جاسکے، الغرض جس شخص کی روایات میں بیشتر ایسی ہی روایات ہیں، وہ راوی متروک الحدیث، غیر مقبول الروایہ اور ناقابل احتجاج ہے۔ اس قسم کے راویوں میں عبداللہ بن محرز، یحییٰ بن ابی انیسہ، ابوالعطوف جرّاح بن منہال، عباد بن کثیر، ابن ضمیرہ، عمر بن صہبان اور وہ تمام روایات ہیں جو منکر روایتیں نقل کرنے میں ان لوگوں کے نقش قدم پر ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کی روایتوں پر اعتماد نہیں کریں گے، اور ان کی تخریج میں مشغول نہیں ہوں گے،

لغات :- أَمْسَكْنَا عَنْ الْأَمْرِ: باز رہنا۔ عَرَضَ دُخِلَ: عَرَضًا الشَّيْءُ: پیش کرنا۔ رَضِيَ دُخِلَ: رَضِيَ: خوش ہونا۔ لَمْ تَكُنْ تَوَافِقُهَا: (فعل مضارع، نفی جَدُّ كَلَمٌ) از کاد یکاد کوڈا۔ یہ فعل کام کے نزدیک ہونے کو بتانے کیلئے ہے۔ پھر کلام مثبت میں نفی کرتا ہے اور کلام منفی میں اثبات کرتا ہے۔ جیسے کاد یَصُوبُ: تر ہے۔

تھا کہ مارے (مگر مارا نہیں) اُکاڈُ اُحْقِفْہَا: قریب تھا میں کہ (قیامت کی خبر) چھپاؤں (مگر چھپائی نہیں)۔ بلکہ بندوں کو نفس وقوع سے مطلع کر دیا، مَا کَاذُوْا یَفْعَلُوْنَ: وہ قریب نہیں تھے کہ (گائے ذبح کرتے (مگر) لُتْکَدُوْا فُتُوحٌ: قریب نہیں تھی کہ موافق ہو (مگر مشکل ہوگئی) — مَہْجُوْر (اسم مفعول) بمعنی متروک از ہَجَر: چھوڑنا — مُسْتَعْمَلٌ: کار آمد یعنی جس سے استدلال درست ہو — اَلضُّوْبُ: قسم، نوع — مُحَدِّثِیْنِ، لغوی معنی میں ہے، برائے تعظیم نہیں ہے — نَحَارُنِ (غَوَّ الشَّیْءُ: قصہ کرنا، نَحَا غَوَّ فُلَانٌ: پیروی کرنا) — عَزَّجَ ٹھیرنا، ایک جانب سے دوسری جانب جھکنا، کہا جاتا ہے فُلَانٌ لَا یُعَزِّجُ عَلٰی قَوْلِهِ: فلاں کی بات پر اعتماد نہیں کیا جاتا — تَشَاغَلَ بہ: مشغول ہونا۔

ترکیب ۱۔ کَذٰلَکَ میں کاف جارہ برائے تشبیہ یا بمعنی مثل مضاف، ذٰلَکَ مجرور یا مضاف الیہ پھر جار مجرور مل کر یا مضاف، مضاف الیہ مل کر خبر مقدم اور من الغالب الخ مبتدأ مؤخر — مَنْ مَوْصُوْلہ مبتدأ متضمن معنی شرط، الغالب الخ خبر، مبتدأ خبر مل کر جملہ اسمیہ شرطیہ اور جملہ امسکنا الخ جزائیہ — عَلٰی حَدِیْثِهِ مُتَعَلِّقُ الْغَالِبِ (اسم فاعل) سے المنکر مع معطوف فاعل — عَنْ حَدِیْثِهِمْ مُتَعَلِّقُ امسکنا سے — اِیضاً مفعول مطلق فعل محذوف آض (بمعنی رَجَعُ) کا، پھر آض جملہ فعلیہ معترضہ۔
قولہ ۲۔ علامۃ المنکر الخ مبتدأ، اِذَا مَا عَرَضَتْ الخ خبر — فِی حَدِیْثِ الخ متعلق علامۃ (مصدر) سے — اِذَا مَا ظَرْفِیۃٌ مُتَضَمِّنٌ مَعْنٰی شَرْطٍ، عَرَضَتْ (الی قولہ) والرضا جملہ شرطیہ اور خَالَفَتْ (الی قولہ) توافقہا جملہ جزائیہ — لِلْحَدِیْثِ مُتَعَلِّقُ رَوَاۃٌ (مصدر) سے علی رَوَاۃٌ متعلق عَرَضَتْ سے — مِنْ اَہْلِ الخ ظرف مستقر ہو کر غیرہ کی صفت — جملہ لہ تَکْدِ الخ معطوف جملہ خَالَفَتْ پر — لہ تَکْدِ فَعْلٌ مُقَارِبٌ، ضمیر ہی اسم اور جملہ توافقہا خبر۔

قولہ ۳۔ فاِذَا کَانَ الْاَغْلَبُ الخ اِذَا اِشْرَطِیۃٌ، جملہ کَانَ الخ شرطیہ اور کَانَ مَہْجُوْر الخ جملہ جزائیہ — مِنْ حَدِیْثِهِ مُتَعَلِّقُ الْاَغْلَبِ سے کَذٰلَکَ فعل ناقص کی خبر — کَانَ مَہْجُوْر الخ کَانَ کا اسم ضمیر ہو مستتر راجع بسوئے مِنْ الْاَغْلَبِ الخ غیر مقبولہ خبر ثانی وَلَا مُسْتَعْلَیۃٌ معطوف غیر مقبولہ پر، لَا بِمَعْنٰی غَیْرِ مُضَافٍ یَا لَآ بِرَآئَ تَکْلِیْدِ لَفِیْ اور عَطْفٌ مَقْبُوْلہ پر۔

قولہ ۴۔ فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ الخ مِنْ هٰذَا الخ ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، عِبْدُ اللّٰہِ (الی قولہ) مِنْ الْحَدِیْثِ حَسْبُ تَرْکِیْبِ مَعْلُوْمٌ مُبْتَدَأٌ مُؤَخَّرٌ — مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ ظرف مستقر ہو کر هٰذَا الضَّرْبِ کی صفت — غَوْمٌ مَفْعُوْلٌ مُطْلَقٌ غَا کَا، فِی رَوَاۃٍ مُتَعَلِّقٌ غَا سے، مِنَ الْحَدِیْثِ ظرف مستقر ہو کر الْمُنْکَرُ کی صفت
قولہ ۵۔ فَلَسْنَا الخ لَسْنَا فعل ناقص مع اسم جملہ نَعَزَّجُ خبر اور جملہ نَتَشَاغَلُ معطوف جملہ نَعَزَّجُ پر

[illegible]

فان كنتم تدينونهم فليدينهم بحسب ما كانوا يعملون

[illegible]

-۱- التمهيد، الجزء الأول

[illegible][illegible]

وَحَدِيثُهُمَا، عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، مَبْسُوطٌ، مُشْتَرَكٌ؛ قَدْ نَقَلَ أَحْبَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الْإِتْفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ — فَيُرَوَّى عَنْهُمَا، أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا، الْعَدَدُ مِنَ الْحَدِيثِ — مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنَ أَصْحَابِهِمَا، وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ — فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُولُ حَدِيثِ هَذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ترجمہ: اس لئے کہ محدثین کا جو فیصلہ اور ان کا جو مذہب مشہور ہے، اس حدیث کو قبول کرنے کے سلسلہ میں جس کا راوی متفق رہے وہ یہ ہے کہ راوی ثقہ حفاظ محدثین کے ساتھ شریک رہا ہو ان کی بعض مرویات میں، اور اُس نے انتہائی جدوجہد کی ہو ان کی حوائجت کرنے میں تو جب کوئی ایسا ثابت ہو جائے پھر وہ کوئی زائد بات بیان کرے، جو اس کے ساتھیوں کی روایت میں نہ ہو، تو اس کی زیادتی قبول کی جائے گی؛ رہا وہ راوی جسے آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ امام زہری رحمہ اللہ جیسے محدث کا قصد کرتا ہے (جو امام زہری کی طرح ہے، جلالت شان میں اور شاگردوں کی کثرت میں جو حفاظ حدیث ہیں۔ اور ان کی اور دوسرے محدثین کی روایا کو نہایت درستگی کے ساتھ بیان کرتے ہیں) — یا وہ حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ جیسی شخصیت کا قصد کرتا ہے — درآنحالیکہ دونوں کی حدیثیں محدثین کے پاس بفضل موجود ہیں، اور دونوں کی حدیثیں مشترک بھی ہیں۔ جن میں سے اکثر کو ان کے تلامذہ باہم متفق ہو کر ان سے روایت کرتے ہیں — اب وہ راوی ان دونوں حضرات سے، یا ان میں سے کسی ایک سے، چننا ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے، جن کو ان کے تلامذہ میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ راوی اُن تلامذہ کے ساتھ ان کی صحیح روایات نقل کرنے میں شریک بھی نہیں رہا ہے تو اس قسم کے روایات کی روایتیں قبول کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

لغات: - شَارَكَ مُشَادَكَةً، باہم شریک ہونا — أَمْعَنَ فِي... گہرائی میں پہنچنا، بہت مبالغہ کرنا — عَمِدَ (ض)، عَمِدًا لِلشَّيْءِ وَالِی الشَّيْءِ: قصد کرنا — مَبْسُوطٌ (اسم مفعول)، پھیلی ہوئی، مفصل، بسط (ن)، الثوب: پھیلا نا۔

ترکیب: - لِأَنَّ الْخَ لَا مَجَارَہَ تَعْلِيلِیَہ (یہ جملہ ماسبق فلسفنا فقرہ کی علت ہے) حکم (الی قولہ)، من الحدیث اَنَّ کا اسم اور ان یكون (الی قولہ)، علی الموافقة لهم خبر — الَّذِی یُعرف معطوف حکم پر — فی قبول الخ متعلق یُعرف سے — مَا یَتَفَرَّدُ الخ مضاف الیہ قبول کا — من الحدیث بیان مآ کا — ان یكون الخ یكون کا اسم فاعل مستتر للمحدث کی طرف

راجع اور جملہ قد شارب مع معطوف خبر — شارب کا فاعل ضمیر مستتر ہو راجع بسوئے المحدث،
الثقات مفعول بہ، من اهل الخ صفت الثقات کی، فی بعض الخ متعلق شارب سے — اَمَعْن الخ
معطوف جملہ شارب پر — فی ذلک اور علی الموافقة متعلق اَمَعْن سے، لَہُم متعلق الموافقة
قوله: فاذا وجد الخ اذا شرطیہ، جملہ وجد (الی قولہ)، عند اصحابہ شرطیہ اور
جملہ قبلت جزائیہ — ذلک نائب فاعل وجد کا — جملہ زاد معطوف جملہ وجد پر —
بعد ذلک مفعول فیہ زاد کا اور شیئاً مفعول بہ اور جملہ لیس صفت شیئاً کی — لیس کا اسم مستتر اور
عند اصحابہ خبر۔

قوله: فاما من تراه الخ اَمّا شرطیہ، من تراه (الی قولہ)، مما عندہم جملہ شرطیہ،
غیر جائز الخ جملہ جزائیہ — من موصولہ مبتدأ، جملہ تراه الخ خبر — جملہ یعمد مفعول ثانی
تروی کا — لمثل هشام الخ معطوف لمثل الزہری پر — جملہ یروی عنہما الخ معطوف جملہ
یعمد پر — فی جلالتہ الخ مثل سے متعلق ہے — الحفاظ پہلی صفت اصحابہ کی،
المتقین دوسری صفت — لحدیثہ مع معطوف متعلق المتقین سے — وحدیثہما الخ
جملہ حالیہ (ذو الحال زہری اور هشام)، حدیثہما مبتدأ، مبسوط اور مشترک خبریں — عند
اهل العلم جملہ ظرفیہ معترضہ بین المبتدأ والخبر — قد نقل الخ دوسرا جملہ حالیہ (واو حالیہ محذوف)،
— علی الاتفاق الخ ظرف مستقر ہو کر اصحابہما کا حال ای حال کو نہم متفقین الخ — منہم
ظرف مستقر ہو کر الاتفاق کی صفت یعنی الاتفاق الکائن منہم — فی اکثرہ متعلق الاتفاق سے
— العدد الخ مفعول بہ یروی کا — من الحدیث صفت العدد کی — مما لا یعرفہ موصول
صلہ لک صفت الحدیث کی — من اصحابہما صفت احد کی — جملہ لیس ممن الخ حالیہ (ذو الحال
یروی کی ضمیر فاعل جو المحدث کی طرف عائد ہے)، — لیس کا اسم ضمیر مستتر اور ممن الخ ظرف مستقر
ہو کر خبر — فی الصبیح الخ متعلق شارب سے — مما عندہم ظرف مستقر ہو کر صفت الصبیح
کی — غیر جائز خبر مقدم، قبول الخ مبتدأ مؤخر — من الناس ظرف مستقر ہو کر هذا الضرب
کی صفت — واللہ اعلم مبتدأ خبر۔

بحث تمام شد

روایات حدیث کی تیسری قسم یعنی ضعیف روایات کے سلسلہ میں جملہ اشرب تک اتنی تفصیل سامنے
آچکی ہے کہ اگر کوئی شخص محدثین کا راستہ اپنانا چاہے تو اُسے کچھ نہ کچھ راہ نمائی مل سکتی ہے۔ اس لئے اب

ہم یہ مضمون یہاں ختم کرتے ہیں تاکہ اسی مقدمہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی مزید باتیں، روایات ضعیفہ کے بیان میں موقع بہ موقع آئیں گی۔

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ
مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ، وَوَقَّعَ لَهَا. وَسَنَزِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ —
شَرْحًا وَابْتِذَاحًا، فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ، عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ
الْمُعَلَّلَةِ، إِذَا أُتِينَا عَلَيْهَا، فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِي يَلِيقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِبْتِذَاحُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

ترجمہ :- اور ہم نے فقہ حدیث اور محدثین کے طریقہ کے سلسلہ کی بعض وہ باتیں واضح کر دی ہیں، جن کے ذریعہ وہ شخص محدثین کی راہ اختیار کر سکتا ہے، جو چاہے اور جسے اس کی توفیق بھی ملی ہو۔ اور انشاء اللہ ہم اس کی مزید وضاحت کریں گے اسی مقدمہ میں، متعدد جگہ، احادیث ضعیفہ کے بیان میں، جب ہم وہاں پہنچیں گے، جس جگہ تشریح و توضیح کا موقع ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

لغات :- المذہب (مصدر می)، روش طریقہ، جمع مذاہب — تَوَجَّهَ بِهِ، راستہ اپنا، يَقْصِدُ طَرِيقَهُمْ وَيَسْلُكُ مَذْهَبَهُمْ (نودی) — الْمُعَلَّلَةُ اِی الَّتِي فِيهَا عِلَّةٌ یعنی روایات (مُعَلَّلٌ حدیث کی ایک خاص قسم بھی ہے وہ یہاں مراد نہیں ہے) — اَلَّتِي عَلَيْهِ، پہنچنا — اَمَاكِنُ، مکان کی جمع الجمع ہے بمعنی جگہ۔

ترکیب :- مِنْ مَذْهَبِ الْخِ شَرْحَ سے — اہلہ معطوف الحدیث پر — بَعْضُ مَا الْخِ مرکب اضافی مفعول بہ — بِهِ متعلق یتوجہ سے — مَنْ أَرَادَ الْخِ مفعول صلہ مل کر فاعل یتوجَّهَ کا — جملہ وَفَّقِ معطوف جملہ أَرَادَ پر — لَهَا کی ضمیر سبیل (مذکورہ) مؤنث، کی طرف راجع۔

قولہ :- سَنَزِيدُ الْخِ شَرْحًا مع معطوف مفعول مطلق — فِي مَوَاضِعَ ظرف لغو — مِنَ الْكِتَابِ ظرف مُسْتَقَرٍّ ہو کر مَوَاضِعَ کی صفت — عِنْدَ ذِكْرِ الْخِ مفعول فیه نَزِيدُ کا — **قولہ :-** إِذَا أُتِينَا الْخِ اِذَا ظَرْفِیہ مضاف جملہ أُتِينَا الْخِ مضاف الیہ، پھر سَنَزِيدُ کا مفعول فہ — عَلَيْهَا اور فِي الْأَمَاكِنِ متعلق أُتِينَا سے — اَلَّتِي يَلِيقُ اَلَّتِي صفت اَمَاكِنِ کی — بِهَا متعلق

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من أجل أن يتبين له حقيقة الدين والعبادة

[illegible]

۱۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹

تو اور اس کتاب کا یہ قول کہ "اس کتاب میں جو کچھ ہے وہ میری طرف سے ہے" اس کا مطلب ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ ہے وہ میری طرف سے ہے۔

خنده، احوال و جبهه

سخن نه خوار کردی صفا و سچا و سچا و سچا

مجلس العلماء ایتامیہ ————— ایتامیہ خیرات و صدقات ————— (جمعہ) ایتامیہ خیرات و صدقات ————— ایتامیہ خیرات و صدقات

نہلاتے ہیں کہ:-

”جب ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگوں نے جن پر ”محدث“ کا لیبیل لگا ہوا ہے، غلط روش اپنالی ہے اور جان بوجھ کر ضعیف اور منکر روایات بیان کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ناپسندیدہ روایات سے روایت کرنے کی ائمہ فن امام مالک، امام شعبہ، ابن عیینہ، یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی وغیرہ نے سخت مذمت کی ہے۔ مگر وہ تمام فتنی پابندیوں کو پھلانگ کر اپنی شہرت اور ناموری کیلئے ”غراب“ بیان کرنے پر تیل گئے ہیں تو ہمارے لئے صحیح حدیثوں کے انتخاب کا یہ پتہ مار کام آسان ہو گیا اور ہمیں یہ خدمت انجام دینی پڑی۔“

وَبَعْدُ: — يَرْحَمُكَ اللَّهُ — فَلَوْلَا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوءِ صَنِيعِ
كَثِيرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ مُحَدِّثًا، فَيَمْلِئُزُهُمْ مِنْ طَرَحِ الْإِحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ
وَالرَّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ، وَتَرْكُهُمُ الْإِقْتِصَارَ عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيحَةِ الشَّاهِدَةِ،
مِمَّا نَقَلَهُ الثَّقَاتُ الْمَعْرُوفُونَ بِالصَّدْقِ وَالْأَمَانَةِ، بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَ
اِقْرَارِهِمْ بِالسَّنَنِهِمْ: أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا يَقْدِرُونَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ
هُوَ مُسْتَنَكِرٌ، وَمَنْقُولٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مُرْضِيَيْنَ، مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ
أُثْمَةُ الْحَدِيثِ، مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، وَسُفْيَانَ
بْنَ عُيَيْنَةَ، وَيَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ،
وغيرهم من الأئمة، لِمَا سَهَّلَ عَلَيْنَا الْإِنْتِصَابَ لِمَا سَأَلْتُ مِنَ
التَّيْيِيزِ وَالتَّحْصِيلِ. وَلَكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ
الْأَخْبَارِ الْمُنْكَرَةِ، بِالْأَسَانِيدِ الضَّعِيفِ الْمَجْهُولَةِ، وَقَدْ فِيهِمْ بَهَا
إِلَى الْعَوَامِّ، الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ عِيوبَهَا، خَفَّ عَلَى قُلُوبِنَا أَجَابَتُكَ
إِلَى مَا سَأَلْتُ .

ترجمہ :- بعد ازاں۔ اللہ آپ پر مہربانی فرمائیں! — اگر ہم نے اُن بہت سے لوگوں کے

غلط طریقہ کا مشاہدہ کیا ہوتا، جنہوں نے اپنے آپ کو ”محدث“ بنا کر پیش کیا ہے، اس معاملہ میں جو اُن پر لازم تھا
یعنی ضعیف حدیثوں اور منکر روایتوں کو چھوڑ دینا۔ اور ہم نے مشاہدہ کیا ہوتا، اُن کے اتقانہ کرنے کا اُن صحیح

اور مشہور حدیثوں پر، جن کو معتبر راویوں نے روایت کیا ہے، جو صدق و دیانت میں معروف ہیں (اور ان کا یہ عمل، یہ جانتے ہوئے اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے ہے کہ بہت سی وہ حدیثیں جو وہ لوگ نا سمجھ عوام کو سمجھے بوجھے بغیر سنا دیتے ہیں وہ منکر روایات ہیں، اور ایسے ناپسندیدہ روایات سے مروی ہیں جن سے روایت کرنے کی مذمت کی ہے امام مالک رحمہ اللہ، شعبہ، ابن عیینہ، یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی وغیرہ ائمہ حدیث نے اگر یہ غلط باتیں ہمارے مشاہدہ میں نہ آتیں تو ہمارے لئے اس کام کیلئے تیار ہونا آسان نہ ہوتا۔ جس کی آپ نے درخواست کی ہے یعنی صحیح اور ضعیف روایتوں میں امتیاز کرنا اور صحیح روایتوں کو جمع کرنا۔ مگر اس وجہ سے جو ہم نے آپ کو بتائی یعنی محدثین کا پھیلانا ان منکر حدیثوں کو جو ضعیف اور مجہول سندوں سے مروی ہیں، اور ان لوگوں کا ان حدیثوں کو ایسے عوام تک پہنچانا جو ان روایات کی خرابیوں سے واقف نہیں ہیں اس صورت حال کی وجہ سے ہمارے دل پر آپ کی درخواست قبول کرنے کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

لغات :- صنیع: طریقہ، روش — نصَبَ الشَّيْءُ: کھڑا کرنا، اِنْتَصَبَ: کھڑا ہونا — طَرَحَ (ف)، الشَّيْءُ: پھینک دینا — قَذَفَ (ض)، بقولہ: بغیر سمجھے بوجھے بک دینا — مُسْتَنْكَر (اسم مفعول)، انجانی — مِيزَ الشَّيْءُ: علیحدہ کرنا، جُدا کرنا — حَصَلَ الدِّينِ: تحصیلاً جمع کرنا۔

ترکیب :- اس عبارت میں کل دو جملے ہیں ایک لولا سے من القیابین والتحصیل تک، دوسرا واکن سے آخر تک، اور دونوں جملے ہم معنی ہیں۔ پہلا جملہ کچھ پیچیدہ تھا اس لئے دوسرا صاف جملہ لائے ہیں۔ بعد ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال کیلئے ہے اور اس کا مضاف الیہ محذوف مثنوی ہے اسی بعد ہذا — لولا حرف تخیض و تہذیب ہے۔ یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، پہلا جملہ اسمیہ اور دوسرا فعلیہ ہوتا ہے اور اول کے وجود سے ثانی کے انتفاء پر دلالت مقصود ہوتی ہے جیسے لولا نصیحة الاستاذ، لَهْلَكَ التلميذ اگر استاذ کی نصیحت نہ ہوتی تو شاگرد برباد ہو جاتا یعنی استاذ کی نصیحت تھی اس لئے شاگرد برباد نہ ہوا — مذکورہ بالا عبارت میں پہلا جملہ الذی رأینا الخ ہے اور دوسرا جملہ لما سهل الخ ہے اور چونکہ ما سهل جملہ منفیہ ہے اور لولا کا دوسرا جملہ متنفی ہوتا ہی ہے، اسلئے دو نفی مل کر اثبات ہو گئیں جیسے لولا عناية الاستاذ كما فاز الطالب (اگر استاذ کی مہربانی نہ ہوتی تو طالب علم کامیاب نہ ہوتا، یعنی استاذ کی مہربانی سے طالب علم کامیاب ہوا) اسی طرح مصنف رحمہ اللہ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ، "نام نہاد محدثین کی غلط کاری کی وجہ سے ہمارے لئے کام آسان ہو گیا"

لولا برائے تخیض متفنن معنی شرط — الذی رأینا الخ جملہ شرطیہ اور لما سهل جملہ جزائیہ

— من سوء الخ لفظاً رأینا سے متعلق ہے اور معنی مفعول بہ ہے — ممن نصب الخ ظرف مستقر ہو کر کثیر کی صفت ہے — محدثاً مفعول ثانی ہے نصب کا — فیما یلزم مہم الخ متعلق ہے سوء صنیع سے ای ساء صَنِیعُہم فی الأمر الذی ہو لازمٌ علیہم دیناً (سندی) — من طرح الخ بیان ہے ماکا — ترکہم معطوف ہے سوء صنیع پر ای لولا الذی رأینا من سوء صنیعہم، و ترکہم الاقتصار الخ (فتح الملمہم) — علی الاخبار الخ متعلق ہے الاقتصار سے — مما نقلہ الخ ظرف مستقر ہو کر الاخبار کی صفت — المعروفون صفت ہے الثقات کی — بالصدق الخ متعلق ہے المعروفون سے — بعد معرفتہم الخ مفعول فیہ ہے سوء صنیع کا — بالسینہم متعلق ہے اقرار سے — جملہ اَنْ کثیراً الخ مفعول بہ ہے معرفۃ کا یا اقرار کا۔ (تنازع عاملان ہے) — مما یقذفون الخ ظرف مستقر ہو کر کثیر کی صفت، الی الأغبیاء متعلق یقذفون سے، من الناس ظرف مستقر ہو کر صفت الأغبیاء کی — ہو ضمیر فصل — مُسْتَنْکَرٌ مع معطوف خبر اَنْ کثیراً کی — عن قوم متعلق منقول سے — غیر الخ قوم کی پہلی صفت اور ممن ذم الخ ظرف مستقر ہو کر دوسری صفت — من الأئمة ظرف مستقر ہو کر غیرہم کی صفت — لہما سہل الخ لام جملہ جزائیہ پر زائدہ — لہما سألْتُ متعلق انتصاب سے اور من التمییز الخ بیان مآصولہ کا۔

قولہ :- ولكن الخ ولكن حرف عطف — من أجل الخ من جارہ ابتدائیہ یا تعلیلیہ متعلق خَفَّ سے — ما اعلیٰناک موصول صلہ مل کر مضاف الیہ أجل کا — من نشر الخ بیان ماکا ، الاخبار مفعول بہ نشر مصدر کا المنکوتہ پہلی صفت الاخبار کی اور بالاسانید ظرف مستقر ہو کر دوسری صفت۔ قد فہم الخ معطوف نشر پر — الذین لا یعرفون الخ صفت العوام کی — اجابتک فاعل خَفَّ کا الی ما سألت متعلق اجابۃ سے۔

صرف صحیح روایتیں بیان کی جائیں

مُتَّهَمٌ اور گمراہ ضدی روایت سے روایت جائز نہیں ہے

اوپر نام نہاد محدثین کی جو غلط کاری بیان کی گئی تھی اس سلسلہ میں مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

لہ فاعل اور مفعول بہ پر بعض مرتبہ حرف جر بڑھا دیا جاتا ہے جیسے کفی باللہ میں فاعل پر بآ زائدہ ہے اور نِعَفَرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ میں مفعول بہ پر مِنْ زائدہ ہے۔ اسی طرح مِنْ سُوءٍ میں مفعول بہ پر مِنْ زائدہ ہے ۱۲ لہ جو لکن اپنی اصل وضع سے خفیہ ہوتا ہے وہ حرف عطف ہے پھر اگر جملہ کا جملہ پر عطف ہو تو اسکے ساتھ واو لازماً ضروری ہے یہاں جملہ کا جملہ پر عطف ہے ۱۳۔

”جو شخص صحیح اور ضعیف روایتوں میں امتیاز کر سکتا ہے، اور ثقہ روایت اور متہم روایت کو پہچانتا ہے اس پر لازم ہے کہ صرف وہی حدیثیں بیان کرے، جن کے راویوں کی عدالت معلوم ہو اور متہم روایت کی حدیثیں اور فرق باطلہ کے ضدی افراد کی روایتیں نقل کرنے سے احتراز کرے۔“

(۱) امام مسلم رحمہ اللہ نے ”متہم“ لفظ ”ثقة“ کے مقابل استعمال کیا ہے اس لئے متہم کے عام معنی مراد لئے جاتیں گے۔ یعنی راوی کی عدالت کو متاثر کرنے والی جو چار خرابیاں (کذب، تہمت کذب، فسق اور بدعت) ہیں وہ سب ہی اس لفظ سے مراد ہیں اور المعاندین تخصیص بعد التعمیم ہے۔

(۲) الاستتارۃ (مکسر السین) کے معنی ہیں پردہ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ لفظ بمعنی عصیان و عدالت استعمال کیا ہے۔ یعنی وہ روایت جن کی صرف خوبیاں ہمارے علم میں ہیں ان کی کوئی بُرائی ہمارے علم میں نہیں ہے، اگر واقعہً ہیں بھی تو اُن پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

(۳) مبتدع (بدعتیہ) کی روایت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کی گمراہی کفر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے تو اس سے روایت جائز نہیں ہے جیسے خال شیعہ مثلاً باطنیہ، قرامطہ، امامیہ یعنی اثنا عشریہ اور خطابیہ وغیرہ۔ اور اگر اس کی گمراہی فسق کے درجہ کی ہے، جیسے تفضیلی شیعہ تو یہ دیکھیں گے کہ وہ اپنے باطل مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے یا نہیں؟ اگر دعوت دیتا ہے تو وہ معاند ہے اور اصح مذہب یہ ہے کہ اس سے روایت جائز نہیں ہے، امام مسلم رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے اور غیر داعی سے روایت کرنا جائز ہے۔

وَأَعْلَمُ — وَقَفَّكَ اللَّهُ تَعَالَى — أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ، عَرَفَ التَّمْيِيزَ بَيْنَ صَحِيحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيئِهَا، وَثَقَاتِ النَّاقِلِينَ لَهَا مِنَ التَّهْمِيِّينَ؛ أَنْ لَا يَرَوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ صَحَّةَ مَخَارِجِهِ وَالِاسْتِئْذَانَ فِي نَاقَلِيهِ؛ وَأَنْ يَتَّقِيَ مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ التَّهْمِ، وَالْمَعَانِدِينَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ

لہ فرقہ اثنا عشریہ کی بنیاد امامت کے مسئلہ پر ہے، جس کا لازمی نتیجہ تکفیر صحابہ ہے اور بارہ اماموں کے بارے میں اُن کے جو عقائد ہیں وہ ختم نبوت کے انکار کو اور تحریف قرآن کے عقیدہ کو مستلزم ہیں اسلئے ان کی گمراہی کفر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے ۱۲

لہ تفضیلی شیعہ وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتا ہے یعنی حضرت عثمانؓ کی نوبت میں خلافت کا اُن سے زیادہ حقدار حضرت علیؓ کو قرار دیتا ہے ۱۳

ترجمہ :- اور آپ یہ بات جان لیں — اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں! — کہ ہر اس شخص پر جو صحیح اور ضعیف روایتوں کے درمیان امتیاز کر سکتا ہے اور حدیث کے ثقہ راویوں کو متہم راویوں سے ممتاز کر سکتا ہے اس پر واجب ہے کہ صرف وہ حدیثیں روایت کرے جن کے روایت کی درستگی اور ناقلوں کی عدالت جانتا ہے اور جو روایتیں متہم اور معاند گمراہ لوگوں سے مروی ہیں ان سے اجتناب کرے۔

لغات : سقیم: بیمار یعنی ضعیف روایت — مُتَّهَم (اسم مفعول) الزام دیا ہوا — مخارج: مخرج کی جمع: نکلنے کی جگہ یعنی حدیث کے روایت لَآئِ الْحَدِيثِ يَخْرُجُ مِنْهُمْ — اِتَّقِ اِثْمًا: بچنا — اِثْمُهُم: تہمت کی جمع: الزام — المعاند: ضدی — اَلْبِدْعُ: بدعت کی جمع: باطل عقائد۔

ترکیب :- اَنَّ الْوَاجِبَ الْخُ اعْلَمُ كَامْفَعُولٍ بِ — الْوَاجِبُ اسْمُ اَنْ كَا اور ان لایروی خبر — جملہ عرف صفت احد کی — بین الخ مفعول فیہ التَّمِیْزُ کا — ثَقَاتِ الخ معطوف بین پر — لَهَا تَعْلُقُ النَّاقِلِیْنَ سے — مِنَ الْمُتَّهَمِیْنَ تَعْلُقُ التَّمِیْزُ (مصدر) سے

قولہ : ان لایروی الخ منها متعلق یروی سے اور ضمیر راجع بسوئے روایات — الاحرف استنثار، مُسْتَنْثَرٌ مِنْ شَيْءٍ مَحْذُوفٌ، جملہ ما عرف الخ مستثنیٰ پھر مستثنیٰ مُسْتَنْثَرٌ مِنْ شَيْءٍ مَحْذُوفٌ کا مفعول — فی ناقلیہ ظرف مستقر ہو کر السَّتَارَةِ کی صفت — ان یثقی معطوف ان لایروی پر — پہلا منها متعلق یتقی سے — ما كان الخ مفعول یتقی کا (اور ما موصول سے پہلے مِنْ جَارِ مَحْذُوفٌ) — کان کا اسم ضمیر مستتر اور دوسرا منها ظرف مستقر ہو کر کان کے اسم سے حال، عن اهل الخ خبر کان کی — من اهل الخ صفت المعاندین کی۔

پہلی دلیل قرآن کریم سے

اوپر جو بیان کیا گیا کہ صرف ثقہ راویوں کی روایتیں بیان کرنا ضروری ہے اور غیر ثقہ روایت خاص طور پر ضدی گمراہ لوگوں کی روایتیں بیان کرنا جائز نہیں ہے اس کی دلیل اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے کہ:

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق شخص تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ“ (الحجرات آیت ۶)

دوسری جگہ ارشاد ہے: ”ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو“ (البقرہ ۲۸۲) تیسری جگہ ارشاد ہے:

”اور اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کرلو“ (الطلاق ص) — ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ فاسق کی خبر غیر معتبر ہے اور غیر عادل کی شہادت مردود ہے، پس ان کی روایات بیان کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

والدلیل علی أَنَّ الذی قُلْنَا من هذا هو اللازم، دون ما خالفه قول الله — تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرُهُ — رِيَاسَتُهَا الَّذِينَ آمَنُوا! إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ فَبَيِّنُوا، أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ، فَتُصْحِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ، وقال — جَلَّ ثَنَاؤُهُ —: (مَنْ تَرَضَّوْنَ مِنَ الشَّهَدَاءِ) وقال: (وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِنْكُمْ). فَذَلَّ بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هَذِهِ الْأَيِّ: أَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ، غَيْرُ مَقْبُولٍ؛ وَأَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ مَرْدُودَةٌ.

ترجمہ: اور اس بات کی دلیل کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہی لازم ہے اور اس کا خلاف جائز نہیں ہے۔ اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے (اے ایمان والو! اگر کوئی بے کار آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نادانی میں کوئی نقصان پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پچتاؤ) اور اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے (ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو) اور یہ ارشاد ہے (اور اپنے میں سے دو معتبر آدمیوں کو گواہ بناؤ) یہ آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فاسق کی خبر ناقابل اعتبار، نامقبول ہے اور یہ کہ غیر عادل کی گواہی مردود ہے۔

ترکیب: ۱۔ والدلیل (الی قولہ) خالفہ مبتدأ اور قول اللہ (الی قولہ تعالیٰ) ذوی عدل منکم خبر — علی أن الخ متعلق الدلیل صیغہ صفت سے — الذی قلنا اسم أن کا، من هذا متعلق قلنا سے (یہ متن مفعول بہ پر داخل ہوا ہے) ہو ضمیر فصل اور اللازم خبر آن کی — دون بمعنى غیر مع مضاف الیہ جملہ ظرفیہ (مستقلہ) — قول اللہ الخ تینوں قول مقولہ سے مل کر الدلیل کی خبر — ذکرہ فاعل تعالیٰ کا **قولہ:** ۲۔ فَذَلَّ الخ بما ذکرنا الخ متعلق ذلَّ سے (یہ بافاعل پر داخل ہوئی ہے) — من هذه الخ بیان ما کا — الْأَيُّ جمع ہے آیت کی — أَنَّ خبر الخ مفعول بہ ذلَّ کا (ذلل من هذه علی مفعول بہ پر سے حذف کیا گیا ہے) — سَاقِطٌ اور غیر مقبول خبریں آن کی —

و ان شاء الله تعالیٰ

[illegible][illegible]

خداوند و منیر حقرا

شماره پنجم - ۱۳۴۵

وَالْخَبْرُ، وَإِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ، فِي بَعْضِ الْوُجُوهِ، فَقَدْ
يَجْتَمَعَانِ فِي أَعْظَمِ مَعَانِيهِمَا؛ إِذَا كَانَ خَبْرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُولٍ،
عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مُرْدُودَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ.

ترجمہ :- اور خبر بعض اعتبارات سے اگرچہ شہادت سے جدا گانہ چیز ہے مگر بنیادی بات میں
دونوں متحد ہیں کیونکہ فاسق کی خبر علماء کے نزدیک غیر معتبر ہے، جس طرح اس کی شہادت بالاتفاق مردود ہے۔
ترکیب :- الخبر مبتدأ وان الخبر شرط وجزا ازل کر خبر — وان وصلیہ متضمن معنی
شرط، جملہ فارق الخبر شرطیہ، اور جملہ قد یجتمعان الخبر جزائیہ — معناه فاعل فارق کا اور
معنی الشہادۃ مفعول بہ — فی بعض الخبر متعلق فارق سے — فی اعظم الخبر متعلق یجتمعان
سے — اذ تعلیلیہ (یہ اجتماع کی علت ہے) — کما کاف جارہ برائے تشبیہ (اس کے لئے
متعلق کی ضرورت نہیں) مآ کافہ — عند اهل العلم اور عند جمیعہم ظرفیہ جملے۔

دُوسری دلیل

(حدیث شریف سے)

جس طرح قرآن کریم سے فاسق کی خبر کا غیر معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے، اسی طرح حدیث شریف سے
منکر روایتوں کو روایت کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے کہ
"جو شخص میری طرف سے کوئی ایسی حدیث بیان کرتا ہے، جس کے متعلق اس کا گمان ہے
کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ خود بھی جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے!"
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو احادیث منکر ہیں، جن کے بارے میں ظن غالب یہ ہے کہ وہ صحیح نہیں ہیں،
ان کا بیان کرنا جائز نہیں ہے۔۔

وَدَلَّتِ السَّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رَوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ، كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ
عَلَى نَفْيِ خَبْرِ الْفَاسِقِ؛ وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُورُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ، يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ

الْكَاذِبَيْنِ“۔
 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ،
 عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ سَدْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ
 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَيْضًا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ
 شُعْبَةَ وَسَفْيَانَ، عَنْ جَبَلِيبٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَذِيبٍ، عَنْ الْمَغِيرَةِ
 بْنِ شُعْبَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ.

ترجمہ :- اور احادیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ منکر روایتوں کا بیان کرنا جائز نہیں ہے، جس طرح قرآن کریم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فاسق کی خبر معتبر نہیں ہے۔ اور وہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے کہ: ”جو شخص میری طرف سے کوئی ایسی حدیث بیان کرتا ہے۔ جس کے تعلق اس کا گمان ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ خود بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے!“

(۱) ہمیں یہ حدیث بیان کی ابن ابی شیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کی وکیع نے، وہ شعبہ سے، وہ حکم (ابن عقیبہ) سے، وہ ابن ابی لیلیٰ سے اور وہ حضرت سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں (دوسری سند) نیز ہمیں یہ حدیث بیان کی ابن ابی شیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کی وکیع نے، وہ شعبہ اور ثوری سے، وہ جبیب (بن ابی ثابت) سے، وہ میمون سے اور وہ حضرت مغیرہؓ سے روایت کرتے ہیں، دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا ہے۔

تشریح :- (۱) بڑی اگر معروف ہے تو معنی ہوں گے: ”جانتے ہوئے“ اور بڑی مجہول ہے تو معنی ہوں گے: ”گمان کرتے ہوئے“ ————— کیونکہ ”رَأَى رُؤْيَةً“ کے معنی ہیں: ”بصارت سے دیکھنا یا بصیرت سے دیکھنا“ پس معروف کی صورت میں لفظی ترجمہ ہوگا: ”دیکھتا ہے وہ“ یعنی بصیرت سے دیکھتا ہے جس کا مفہوم ہے: ”جانتا ہے وہ“ ————— اور مجہول کی صورت میں ترجمہ ہوگا: ”دکھلایا جاتا ہے وہ“ یعنی دوسرا اس کو سمجھاتا ہے۔ پس یہ دیکھنا ایک درجہ کمزور ہو گیا، اس لئے گمان کے معنی پیدا ہو گئے۔ ————— حدیث شریف میں دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں مگر بہتر مجہول ہے، کیونکہ امام مسلمؒ کا استدلال اُسی صورت میں درست ہوتا ہے۔

(۲) الکاذبین تشنیہ، جمع دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اُدپر جمع کا ترجمہ کیا گیا ہے اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ راوی بھی جھوٹوں کی جماعت کا ایک فرد ہے ————— اور تشنیہ کی صورت میں

ترجمہ یہ ہو گا کہ: ”وہ دو جھوٹوں میں کا ایک ہے“ — پہلا جھوٹا شخص ہے جس نے یہ حدیث بنائی ہے اور دوسرا وہ راوی ہے جو اُس جھوٹ کو پھیلارہا ہے۔ یعنی اَنْتَ الْكَاذِبُ الْاَوَّلُ هُوَ الْبَادِئُ بِهَذَا الْكَذِبِ، وَهَذَا الرَّاْوِیْ هُوَ ثَانِیْهِمَا۔
نوٹ ہے:۔ اب عبارت آسان ہے اس لئے ترکیب نہیں کی گئی۔

حدیث میں کذبِ بیانی کی شناعت

کسی بھی شخص پر کذبِ بیانی بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ:۔
”جھوٹ بولنے سے احتراز کیا کرو، کیونکہ جھوٹ بولنا بدکاری تک پہنچاتا ہے، اور بدکاری دوزخ تک پہنچاتی ہے، اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے، اور سوچ سوچ کر بولتا ہے، تا آنکہ اللہ کے نزدیک اس کا نام ”بڑا جھوٹا“ لکھ دیا جاتا ہے (بخاری و مسلم)
ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:۔

”مومن کی فطرت میں ہر خصلت ہو سکتی ہے، مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہو سکتے“ (رُیْطَبُ الْعُمُومِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا، اَلَا الْخِيَانَةُ وَالْكَذِبُ) رواہ احمد

اور اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذبِ بیانی تو نہایت مہلک گناہ ہے، کیونکہ اس کا اثر دین پر پڑتا ہے — اور اللہ تعالیٰ پر کذبِ بیانی اس طرح ہوتی ہے کہ جو بات دین کی نہیں ہے اس کو دین کی بتائی جائے۔ قرآن پاک کی متعدد آیتوں میں اس کی قباحت بیان کی گئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:۔
”اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں کذبِ بیانی کرتی ہیں، ان کے بارے میں یہ نہ کہہ دیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے، اس طرح کہہ کر تم اللہ تعالیٰ پر افترا پر دازی کرو گے، بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا پر دازی کرتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ (دُنْیَا کَا یَہ) عیش چند روزہ ہے، اور (آخر کار) ان کیلئے دردناک عذاب ہے“ (النحل ۱۱۶، ۱۱۷)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذبِ بیانی اس طرح ہوتی ہے کہ جو بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی اس کی نسبت آپ کی طرف کی جائے، یہ بھی سنگین جرم ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت تو ایسے شخص کیلئے توبہ کا دروازہ بند ہونے کا قائل ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ میں اس بارے میں نہایت سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ چار صحابہ کرام، حضرت علی، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہم سے اس سلسلہ میں حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ذیل میں وہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْدَرُ بْنُ شَيْبَةَ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ وَحْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى، وَابْنِ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا — رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ — يَخْطُبُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلْجِ النَّارَ»

ترجمہ: (۲۱) ربیع بن حراش نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مجھ پر کذب بیانی نہ کرو، کیونکہ جو شخص مجھ پر کذب بیانی کرے گا، جہنم میں جائے گا۔

وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ — يَعْنِي ابْنَ عَلِيٍّ — عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: إِذَا لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُحَدِّثَ ثَكْمًا كَثِيرًا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

ترجمہ: (۳۱) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے بکثرت حدیثیں بیان کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روکتا ہے کہ: ”جو شخص بالقصد مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے!“

تشریح: (۱) ان اُحَدِّثْ ثَكْمًا سے پہلے من حرف جر محذوف ہے، اور ان مصدریہ سے پہلے حرف جر کا حرف عام ہے (۲) لِيَتَّبِعُوا (فعل امر صیغہ واحد مذکر غائب) اَزْتَبَوْا الْمَكَانَ وَبِهِ: اقامت اختیار کرنا، ٹھہرنا، ٹھکانا بنانا — مَقْعَدٌ: بیٹھنے کی جگہ، سیٹ — تَبَوُّوا الْمَقْعَدَ: سیٹ ریز رو کر انا۔

لہ غندر: حضرت محمد بن جعفر کا لقب ہے جس کے معنی ہیں (۱) موٹا تازہ لڑکا (۲) بھلی آدمی — محمد بن جعفر کو یہ لقب محدث جلیل ابن جریج رحمہ اللہ نے ایک موقع پر دیا تھا، جو زبان زد خلاق ہو گیا ۱۲
لہ علیہ حضرت اسماعیل کی والدہ ہیں۔ والد کا نام ابراہیم ہے۔ حضرت اسماعیل والدہ کی طرف نسبت کے ساتھ مشہور ہو گئے تھے مگر وہ یہ نسبت پسند نہیں کرتے تھے، اسلئے امام مسلم رحمہ اللہ ہر جگہ یعنی کہ ہر تعارف کرائیں گے ۱۲

(۳) جو مفعول مطلق تاکید کیلئے ہوتا ہے۔ اس کے فعل پر نفی داخل کی جائے تو نفی صرف مفعول مطلق کی ہوتی ہے، پس حضرت انسؓ کے قول میں تحدیث کثیر کی نفی ہے، مطلق تحدیث کی نفی نہیں ہے۔ اور کثرت و قلت انسانی امور ہیں۔ پس حضرت انسؓ کا شمار اگرچہ مکثرین (بکثرت حدیث بیان کرنے والے) صحابہ میں ہے، مگر اُن کی تکثیر خود ان کی مسموعات کے اعتبار سے غِیْضٌ مِنْ فِیْضٍ (سمندر کے چند قطرے) ہے۔

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعُبَيْرِيِّ، قَالَ: ثنا ابوعوانة، عن ابی حصین
عن ابی صالح، عن ابی ہریرۃ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،
”مَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَمِّدٍ اَفْلَيْتَبَوْا مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ“

ترجمہ:- (۴) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے، چاہے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے!

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُنِيرٍ، قَالَ: نا ابی، قال: ثنا سعيد
بن عبید، قال: نا علی بن ربیعۃ الوابی، قال: أُتِيتُ الْمَسْجِدَ
وَالْمَغِيرَةَ أُمِيرَ الْكُوفَةِ — قال: فقال المغيرة: سمعتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ”إِنْ كَذَبَ بَاعِلِي لَيْسَ كَلِّبٍ
عَلَى أَحَدٍ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَمِّدٍ اَفْلَيْتَبَوْا مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ“

ترجمہ:- (۵) علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں پہنچا — اور یہ واقعہ اُس زمانہ کا ہے جب حضرت مغیرہؓ کو کوفہ کے امیر (گورنر) تھے — علی نے کہا، پس حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”مجھ پر جھوٹ ویسا نہیں ہے جیسا اوروں پر، پس جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے، چاہے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے!“

وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، قَالَ: نا علی بن مُسْهِرٍ، قال: نا محمد
بن قیس الاسدی، عن علی بن ربیعۃ الاسدی، عن المغيرة بن

شُعْبَةُ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِهِ؛ وَلَمْ يَذْكُرْ
 "إِنَّ كَذِبًا عَلَى لَيْسَ كَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ"

ترجمہ:- (۶۱) علی کے دو شاگرد محمد بن قیس کی روایت بھی سعید بن عبید کی روایت کی طرح ہے۔ مگر ان کی روایت میں **إِنَّ كَذِبًا** الخ نہیں ہے۔

تشریح:- ۱۔ ۲ سے ۷ تک جو حدیث بیان ہوئی ہے وہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث ہے، بعض حضرات کی رائے میں یہ حدیث متواتر ہے۔ اس حدیث کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اس کو عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہے۔ اس روایت کے بارے میں چند ضروری باتیں عرض ہیں۔

(۱) اہل سنت کے نزدیک کذب (جھوٹ) خلاف واقعہ بات بیان کرنے کو کہتے ہیں، خواہ عکرا ہو یا سہوا، مگر چونکہ بھول چوک میں گناہ نہیں ہوتا اس لئے حدیث میں **مُنْعَمِدٌ** کی قید بڑھائی گئی ہے۔ **وَالْكَذِبُ**؛ الإخبار عن الشيء على غير ما هو عليه، وان لم يتعمد؛ لكن التعمد شرط الاثم (فیض القدير ص ۶۷) (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب بیانی مطلقاً حرام ہے، خواہ دینی احکام میں ہو یا ترغیب و ترسب میں یا وعظ و ارشاد میں، اور اس پر ائمتہ کا اجماع ہے۔ بعض گمراہ یا جاہل لوگوں کا خیال ہے کہ ترغیب و ترسب اور وعظ و نصیحت کیلئے روایات گھڑنا جائز ہے۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ہے۔ ان کی دو دلیلیں ہیں۔

(الف) حدیث میں **كَذِبَ عَلَيَّ** آیا ہے پس صرف وہ کذب بیانی جو دین کیلئے مضر ہو جائے ترسب ہے اور ترغیب و ترسب اور وعظ و ارشاد کیلئے حدیثیں گھڑنے کا مقصد چونکہ لوگوں کو دین سے قریب کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے جائز ہے پس وہ **كَذِبَ عَلَيَّ** کا مصداق نہیں ہوں گی، بلکہ **كَذِبَ لَنَا** کہلائیں گی۔

(ب) اگر ان لوگوں کی یہ دلیل تسلیم کر لی جائے تو پھر تمام بدعات دین ہو جائیں گی، کیونکہ مبتدعین دین کو نقصان پہنچانے کیلئے بدعات ایجاد نہیں کرتے، بلکہ اپنے زعم میں وہ ان بدعات کے ذریعہ دین کی تکمیل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہر غلط انتساب **كَذِبَ عَلَيَّ** کا مصداق ہے اول اس طرح کہ جبے منع کا سلسلہ شروع ہو گا تو اس پر کوئی پابندی نہیں لگ سکے گی، احکام میں بھی حدیثیں وضع کی جائیں گی، بلکہ گئی ہیں ثانیاً ہر وضع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام قائم کرے گا کہ آپ نے دین کی تمام باتیں نہیں بتائیں۔ کچھ رہ گئی تھیں۔ جسے یہ واضعین مکمل کر رہے ہیں۔ **العیاذ باللہ!**

(ج) مذکورہ بالا حدیث کے بعض طرق میں **مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا يُضِلُّ بِهِ النَّاسَ** آیا ہے یعنی

لے یہ زیادتی مسند بزرگوار اور سنن داری میں ہے (قواعد التحدیث ص ۷۱)

ۛ دے کہ جو یقیناً ہوتا ہے۔ پتہ نہ دیتا

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
۱۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

[illegible][illegible]

تکلیف و مشقت اور عجز و تنگی، یہ سب چیزیں جو غریبوں کو ملتی ہیں، ان کو غریبوں کو ملنا چاہیے۔ اگر غریبوں کو ملنا نہ چاہیے، تو ان کو غریبوں کو ملنا چاہیے۔ اگر غریبوں کو ملنا نہ چاہیے، تو ان کو غریبوں کو ملنا چاہیے۔

روایات کی تحقیق کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

وحد ثنا عبید اللہ بن معاذ العنبری، قال: نا أُنِي ح وحد ثنا محمد بن الْمُثَنَّى، قال: نا عبد الرحمن بن مَهْدِيٍّ، قال: نا شعْبَةُ، عن خُبَيْب بن عبد الرحمن، عن حفص بن عاصم، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كُفِيَ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ".

ترجمہ:- (۷۷) حفص بن عاصم (تابعی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات بھی سنے بیان کر دے"

ترکیب:- بالمرء پر بازائدہ ہے، یہ لفظاً مجرور اور محلاً منصوب ہے کیونکہ یہ کفی کا مفعول ہے۔ کذباً تائید ہے۔ اور جملہ یحدث الخ بتاویل مصدر ہو کر کفی کا فاعل ہے۔ بکل الخ متعلق یحدث سے ای کفی التحديث الكذابي المرء ائثما۔ قال القرطبي، والباء في بالمرء زائدة ههنا على المفعول، وفاعل كفی: أن يحدث (فیض القدير للمناوی ص ۲۵)

وحد ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، قال: نا علي بن حفص، قال: نا شعْبَةُ، عن خُبَيْب بن عبد الرحمن، عن حفص بن عاصم، عن أبي هُرَيْرَةَ، عن النبي صلى الله عليه وسلم: بمثل ذلك.

ترجمہ:- (۸۱) اس روایت کے الفاظ بھی وہی ہیں جو ۷۷ میں گذرے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ روایت مرسل تھی یہ مسند ہے۔

تشریح:- امام شعبہ سے یہ حدیث اُن کے متعدد تلامذہ روایت کرتے ہیں مگر سب حدیث کو مرسل بیان کرتے ہیں۔ صرف علی بن حفص مرفوع روایت کرتے ہیں یعنی سند کے آخر میں حضرت ابو ہریرہؓ کا ذکر کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے پہلے ۷۷ پر شعبہ رحمہ اللہ کے دو شاگرد، معاذ عنبری اور ابن مہدی کی مرسل روایت ذکر کی تھی اب تیسرے شاگرد علی بن حفص کی سند سے مرفوع ذکر کی اور اشارہ کیا کہ یہ حدیث دونوں طرح صحیح ہے کیونکہ علی ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی معتبر ہے اور رفع (حدیث کو مسند کرنا) زیادتی ہے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بھی سنن میں کتاب الادب باب فی الکذب میں دونوں طرح حدیث روایت کی ہے

اور فرمایا ہے کہ لَوْ سَيِّدَةُ الْاَهْلِ الْاَلْهَانِ الشَّيْخُ يَعْنِي عَلِيَّ بْنَ حَفْصِ الْمَدَائِنِيِّ -

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: اَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سَلِمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ
ابْنِ عَثْمَانَ التَّهْمَنِيِّ، قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ: "بِحَسْبِ الْمَرْءِ
مِنْ الْكَلْبِ بِ أَنْ يُجِدَّ ثَبَلُكٌ مَا سَمِعَ"

ترجمہ: (۹۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "انسان کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ جو بات بھی سنے بیان کر دے"

ترکیبی: ۔۔ با جاہ زائدہ، حسب (بکون لسن) مصدر مصنف: المروء مصنف الیہ، ومن
الکلب متعلق مصدر سے، پھر بحسب الم مبتداً اور جملہ حدیث بتا دیا مفرد مذکر خبر۔

وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سُرَّجٍ،
قَالَ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ لِي مَالِكٌ: "أَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِسَلَمٍ
رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ؛ وَلَا يَكُونُ إِلَّا مَا أَبَدًا، وَهُوَ يَحْدِّثُ
بِكُلِّ مَا سَمِعَ"

ترجمہ: (۱۰۱) عبد اللہ بن وہب مہری کہتے ہیں کہ مجھ سے امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:
"تم یہ بات جان لو کہ جو شخص ہر سنی ہوئی حدیث بیان کرتا ہے وہ دھوٹ سے (پتھ نہیں سکتا؛ اور کسی بھی
پیشوا نہیں بن سکتا، درآغا سیکر وہ ہر سنی ہوئی حدیث بیان کرتا ہو"

لغت: ۔۔ سَلِمَ رَس (سَلَامَةً مِنَ الشَّيْءِ)۔ نجات پانا، بچنا، بری ہونا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمَدَنِيِّ، قَالَ: نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ: نا
سَفِيَانُ، عَنْ أَبِي اسْمَعِيلَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:
"بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَلْبِ بِ أَنْ يَحْدِّثَ بِ كُلِّ مَا سَمِعَ"

ترجمہ:- (۱۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں کہ: ”آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے“

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ، يَقُولُ: «لَا يَكُونُ الرَّجُلُ إِمَامًا يُقْتَدَى بِهِ، حَتَّى يُمْسِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ».

ترجمہ:- (۱۲) ابن مہدی فرماتے ہیں کہ: ”آدمی کبھی ایسا پیشوا نہیں بن سکتا جس کی پیروی کی جائے، تا آنکہ وہ بعض سنی ہوئی حدیثوں کو بیان کرنے سے رُک جائے“

تشریح:- روایات کے تائید کا حاصل یہ ہے کہ ہر سنی ہوئی بات صحیح نہیں ہوتی۔ اس کے عموم میں حدیثیں بھی داخل ہیں، تدوین حدیث سے پہلے رجال سے سنی ہوئی ہر حدیث کا صحیح ہونا ضروری نہیں تھا۔ اس لئے غور و فکر اور تحقیق کرنے کا مشورہ دیا جاتا تھا۔ اب یہی مشورہ حدیث کی کتابوں کے بارے میں دیا جائے گا۔ کیوں کہ کتابوں میں لکھی ہوئی ہر حدیث کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہے۔ پس کسی بھی کتاب میں دیکھ کر جو لوگ وعظ وغیرہ میں ان اپ شناپ حدیثیں بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں وہ کذب بیانی سے بچ نہیں سکتے۔ نہ کبھی وہ مقتدی اور پیشوا بن سکتے ہیں، بلکہ اُن کی یہ بے احتیاطی ان کی رسوائی کا سبب بن جاتی ہے۔

ان اپ شناپ حدیثیں بیان کرنیکی مضرت

بے تحقیق ان اپ شناپ حدیثیں بیان کرنا آدمی کو رسوا کر دیتا ہے، ایسے محدث پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور لوگ اس کی حدیثوں کی تکذیب کرنے لگتے ہیں۔ بصرہ کے قاضی، فضیلت مآب تابعی، حضرت ایاس بن معاویہ بن قرہ (متوفی ۲۲ھ) جن کی ذکاوت، فہم و بصیرت، فصاحت و بلاغت اور ہوشیاری ضرب المثل تھی، اپنے ایک شاگرد کو یہی بات سمجھاتے ہیں۔

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَقْدَامٍ، عَنْ سَفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، قَالَ: سَأَلَنِي إِيَّاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: إِنِّي أُرَاكَ قَدْ كَلَفْتَ بَعْلَمَ الْقُرْآنِ، فَأَقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةً، وَفَسِّرْ، حَتَّى أَنْظُرَ فِيْمَا

عَلِمْتُ، قَالَ: فَفَعَلْتُ، فَقَالَ لِي: «أَحْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ: أَيَاكَ،
وَالشَّاعَةَ فِي الْحَدِيثِ، فَإِنَّهُ قَلَمًا حَمَلَهَا أَحَدٌ، إِلَّا ذَلَّ فِي
نَفْسِهِ، وَكَذَّبَ فِي حَدِيثِهِ»۔

ترجمہ:- (۱۳) سفیان بن حسین کہتے کہ مجھ سے ایسا بن معاویہ نے کہا کہ میں علم تفسیر کے
ساتھ تمہاری دلچسپی دیکھ رہا ہوں۔ لہذا تم میرے سامنے کوئی سورت پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کرو تا کہ میں
دیکھوں کہ تم نے کیا پڑھا ہے؟ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے حکم کی تعمیل کی، تو انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ!
"جوابات میں تم سے کہتا ہوں اس کو میری طرف سے خوب محفوظ رکھو۔" اناب شناپ حدیثیں بیان
کرنے سے بچو، کیونکہ عام طور پر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ خود ہی رزوا ہو جاتا ہے۔
اور حدیث کے بارے میں اس کی تکذیب کی جاتی ہے۔"

ہر شخص کے سامنے ہر حدیث بیان نہ کی جائے

ہر صحیح حدیث بھی ہر شخص کے سامنے بیان نہیں کرنی چاہئے، بلکہ لوگوں کی استعداد ملحوظ رکھنی چاہئے، ورنہ
فتنہ ہوگا۔ مثلاً احکام کی وہ حدیثیں جن کے مفہوم میں مجتہدین کرام کا اختلاف ہوا ہے، اگر تشریح کے بغیر عام
لوگوں کے سامنے بیان کی جائیں گی۔ تو لوگوں کیلئے الجھن کا سبب ہوں گی۔ حضرت ابن مسعودؓ اسی پر تنبیہ
فرما رہے ہیں۔

وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَنَا ابْنُ وَهَبٍ، قَالَ:
أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ،
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ: "مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا، لَا
تَبْلُغُهُ عَقُولُهُمْ، إِلَّا كَانُوا لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً"۔

ترجمہ:- (۱۴) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: "تم جب بھی کسی قوم کے سامنے کوئی ایسی حدیث
بیان کرو گے، جو ان کی عقل کی رسائی سے باہر ہو، تو وہ کچھ لوگوں کیلئے فتنہ بن جائے گی۔" (لفظی ترجمہ یہ ہے:-
نہیں ہو تم بیان کرنے والے کسی قوم سے کوئی ایسی حدیث جس تک نہ پہنچیں ان کی عقلیں مگر وہ ان میں سے بعض کیلئے فتنہ)

نئی نئی حدیثیں

واعظوں کی ایک بڑی کمزوری یہ ہے وہ لوگوں کو متاثر کرنے کیلئے، پھر اُن سے دنیوی مفاد حاصل کرنے کیلئے اُن کو نئی نئی حدیثیں سنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ واعظ تو خود گھڑتے ہیں اور اکثر حدیث کی غیر معتبر کتابوں میں سے بیان کرتے ہیں۔ یہ لوگ امت کیلئے بڑا فتنہ ہیں۔ ان لوگوں کے ذریعہ امت کی اصلاح تو کم ہوتی ہے، نقصان زیادہ پہنچتا ہے۔ امام مسلم علیہ الرحمہ اس سلسلہ کی دو مرفوع حدیثیں ذکر فرماتے ہیں۔

وحدثنى محمد بن عبد الله بن عُثَيْرٍ، وزهير بن حرب، قالوا: ثنا
عبد الله بن يزيد، قال: حدثني سعيد بن أبي أيوب، قال: حدثني
ابو هاشم، عن أبي عثمان مسلم بن يسار، عن أبي هريرة، عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم، أنه قال: سيكون في آخر أمتي أُناسٌ، يحَدِّثونكم
بما لم تسمعوا، أنتم ولا آبائكم، فإياكم وإياهم.

ترجمہ: (۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "میری امت کے آخری دور میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جو تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے، جو نہ تم نے سنی ہوں گی۔ نہ تمہارے باپ دادا نے، نہ سو تم ان سے بچتے رہنا۔"

وحدثني حَزْمَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عَمْرِانَ التَّجِيبِيُّ،
قال: ثنا ابن وهب، قال: حدثني أَبُو شَرِيحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ شَرَّاجِيلَ بْنَ
يَزِيدٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَّارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ:
قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ،
كَدَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا انْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ،
فَيَأْكُمُوا بِإِيَّاهُمْ، لَا يَصْلَوْنَ نَكَمًا، وَلَا يَفْتَنُونَ نَكَمًا».

ترجمہ (۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "آخر زمانہ میں منکار، جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے، جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے،

سو تم ان سے بچتے رہنا، وہ لوگ تم کو گمراہ نہ کر دیں، اور تم کو فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔“
تشریح:- دَجَال (صیغۂ مبالغہ) مکار، ملتع ساز، بڑا جھوٹا۔ دَجَل (ن) دَجَلًا: جھوٹ
 ہونا۔ دَجَلُ الشَّيْءِ: ڈھانپنا، دَجَلُ الْإِنَاءِ: سونے کے پانی سے ملتع کرنا۔ دَجَالُ اُس شخص کا
 صفاتی نام بھی ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور بڑا فتنہ پھیلانے گا۔ یہاں اُسی قماش کے دوسرے لوگ
 مراد ہیں۔

شیاطین کی حدیثیں

شیاطین (سکرش) جس طرح جنات میں ہوتے ہیں، انسانوں میں بھی ہوتے ہیں، سورۃ الانعام آیت ۱۱۲
 میں اس کی صراحت ہے۔ یہ شیاطین جھوٹی حدیثیں پھیلانے میں بڑا حصہ لیتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت
 عبداللہ بن عمرو بن العاص کے ارشادات پڑھئے۔

وَحَدَّثَنِي الْبُوسَعِيُّ الْأَشَجِيُّ، قَالَ: نَاوَكِيْع، قَالَ: نَا الْاَعْْمَشُ، عَنْ
 الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِةٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: "إِنَّ
 الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ، فَيَأْتِي الْقَوْمَ، فَيُحَدِّثُهُمْ
 بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكُذِبِ، فَيَتَفَرَّقُونَ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: سَمِعْتُ
 رَجُلًا أَعْرَفُ وَجْهَهُ، وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ، يُحَدِّثُ."

ترجمہ (۷۷) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ: "شیطان انسان کی صورت اختیار کرتا ہے، پھر
 وہ لوگوں کے پاس آتا ہے اور ان کو جھوٹی حدیثیں سناتا ہے۔ پھر جب لوگ منتشر ہوتے ہیں تو ان میں سے
 ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے، جس کی صورت سے تو میں
 آشنا ہوں، مگر نام نہیں جانتا (پھر اس شیطان سے سنی ہوئی جھوٹی روایت نقل کرتا ہے)۔"

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: نَا مَعْمَرٌ،
 عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ:
 "إِنَّ فِي الْبَحْرِ شِيَاطِينَ مُسْجُونَةً، أَوْثَقَهَا سَلِيمَانُ، يُوشِكُ أَنْ تَخْرُجَ،
 فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا"

ترجمہ:- (۱۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ: ”سمندر میں مقید کچھ شیاطین ہیں، جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے قید کیا ہے، قریب ہے کہ وہ نکلیں، پس وہ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنائیں“

تشریح:- مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا ایک خواب مذکور ہے کہ ان کے ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرا ہاتھ میں گھی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ دی تھی کہ تَقْرَأُ الْکِتَابَینَ: التَّوْرَةَ وَالْقُرْآنَ (اصابع ۲ ص ۳۵۲) چنانچہ آپ اسرائیلات سے خوب واقف تھے اسلئے ممکن ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اسرائیلات سے مأخوذ ہو، جس کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہے۔ یا پھر آپ کا منشأ بطور تمثیل یہ سمجھنا ہو کہ گمراہی پھیلانے والے، جب نکلیں گے تو بے تابانہ نکلیں گے۔ جس طرح جیل خانہ سے بوقت رہائی قیدی نکلتا ہے۔ پھر وہ قرآن و حدیث کے نام پر لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ واللہ اعلم۔

تحقیق کے بعد حدیث قبول کی جائے

جب احادیث شریفہ میں ”دراندازی“ کے امکانات ہیں تو ضروری ہے کہ تحقیق کے بعد حدیثیں قبول کی جائیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آخری دور میں، جب حدیثوں کے معاملہ میں لوگوں نے بے اطمینانی شروع کی، تو حدیثیں قبول کرنے میں احتیاط شروع کی تاکہ وہ بعد کے لوگوں کیلئے سنت بنے۔ ذیل میں اسی سلسلہ کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادٍ، وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، جَمِيعًا، عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ
— قَالَ سَعِيدٌ: أَنَا سَفِيَانٌ — عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ:
جَاءَ هَذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ — يَعْنِي بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ — فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ،
فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا، فَعَادَ لَهُ، ثُمَّ حَدَّثَهُ،
فَقَالَ لَهُ: عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا، فَعَادَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا أَدْرِي! أَعَرَفْتُ
حَدِيثِي كُلَّهُ وَأُنْكُرْتُ هَذَا، أَمْ أُنْكُرْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتُ هَذَا؟ فَقَالَ
لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: ”إِنَّا كُنَّا نَحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْكَرَ
يَكُنْ يَكْذِبُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ، تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ“

ترجمہ :- (۱۹) طاؤس کہتے ہیں کہ شخص حضرت ابن عباسؓ (متوفی ۶۸ھ) کے پاس آیا۔

— مشام کہتے ہیں کہ طاؤس کی مراد بشیر بن کعب ہے، — پس وہ حدیثیں بیان کرنے لگے، تو چند حدیثیں

سننے کے بعد ابن عباس نے اُن سے کہا کہ فلاں فلاں حدیثیں دوبارہ سنائیے، چنانچہ انھوں نے وہ دوبارہ

سنائیں، پھر وہ ان کے سامنے اور حدیثیں بیان کرنے لگے، تو (چند حدیثوں کے بعد پھر) ابن عباسؓ نے کہا کہ فلاں

فلاں حدیثیں دوبارہ بیان کیجئے۔ چنانچہ انھوں نے وہ دوبارہ بیان کیں، پھر بشیر نے ابن عباس سے کہا کہ میری

سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے میری سب حدیثوں کو معتبر سمجھا اور اُن چند کے بارے میں آپ کو شبہ ہو یا میری سب حدیثوں

کو غیر معتبر سمجھا اور ان چند کو معتبر جانا؟ تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: ”ہم حدیثیں بیان کئے جاتے تھے (یا بیان

کرتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولا جاتا تھا پھر

جب لوگ اچھی بُری سواری پر چڑھنے لگے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کی جانے والی

حدیثوں کو قبول کرنا، جھوٹ دیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیثیں بیان کرنا جھوٹ دیا)

تشریح :- (۱) بشیر بن کعب ابویوب عدوی بصری مخضرم تابعی ہیں اور ثقہ راوی ہیں اور حضرت

ابن عباس کے تقریباً ہم عمر ہیں۔ امام مسلم نے ان کا صرف یہاں تذکرہ کیا ہے مگر باقی ارباب صحاح نے ان کی

حدیث لی ہے۔ ایک موقع پر وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آکر مسلسل حدیثیں سننے لگے تو ابن عباسؓ

فرمایا کَافِيَ اسْمِعْ حَدِيثَ ابِي هُرَيْرَةَ (گو یا میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیثیں سن رہا ہوں!) یعنی ابن عباسؓ

نے ان کی تکثیر حدیث کو پسند نہیں کیا۔

(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جو بھیچے لوٹا کر حدیثیں پڑھوائی ہیں اس کا مقصد فقط حفظ و ضبط

کی جانچ کرنا ہے۔

(۳) ما اُدری الخ کا مقصد استفہام نہیں ہے، بلکہ استعجاب (حیرت ظاہر کرنا) ہے۔

(۴) نخدت کو معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں مگر بہتر مجہول پڑھنا ہے۔ بین القوسین

معروف کا ترجمہ دیا گیا ہے — مجہول کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مسلمان ایک دوسرے سے حدیثیں

بیان کرتے تھے اور وہ بے دغدغہ قبول کی جاتی تھیں، کیونکہ سب قابل اعتبار اور محتاط تھے، پھر جب لوگوں نے

بے احتیاطی شروع کر دی تو ہم نے ہر س و ناکس کی حدیث کا اعتبار ختم کر دیا۔ — اور معروف کی صورت میں

مطلب یہ ہوگا کہ ہم لوگوں سے حضور کی حدیثیں بیان کرتے تھے مگر جب لوگوں نے حدیثوں کی حفاظت میں

کو تاہی شروع کر دی تو ہم نے بیان کرنا موقوف کر دیا۔

وحدثني محمد بن رافع، قال: نا عبد الرزاق، قال: انا معمر، عن

ابن طاؤس عن أمیه، عن ابن عباس، قال: «إِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ
وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِذَا ارْكَبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَذُلُولٍ، فَهِيَهَا ت !

ترجمہ (۲۰) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: ”ہم حدیثیں یاد کر لیا کرتے تھے — اور حضورؐ کی حدیثیں تو یاد کی ہی جاتی ہیں — مگر جب آپؐ لوگ ہر اچھی بُری سواری پر چڑھنے لگے تو بات بہت دُور چلی گئی (یعنی اعتبار جاتا رہا)۔

تشریح :- صَعْب :- سواری چھوڑ دینے کی وجہ سے سرکش ہو جانے والی سواری — ذُلُول :- آسانی سے تابع ہونے والی سواری — ”اچھی بُری سواری پر چڑھنا“ کنایہ ہے بے احتیاطی سے۔

وحدثني ابو ايوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، قال: نا ابو عامر
— يعني العقدی — قال: نا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد،
قال: جاء بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَجَعَلَ يَحْدِثُ،
وَيَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذُنُ لِحَدِيثِهِ، وَلَا
يَنْظُرُ إِلَيْهِ؛ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! مَا لِي لَا أَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيثِي؟ أَأَحْدَثَكَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا تَسْمَعُ! فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا
كُنَّا مَرَّةً إِذْ أَسْمَعُنَا رَجُلًا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَبْتَدَرْتَهُ أَبْصَارُنَا، وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِأَذَانِنَا؛ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَةَ
وَالذُّلُولَ، لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ

ترجمہ :- (۲۱) مجاہد کہتے ہیں کہ بشیر عدویؓ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے، اور حدیثیں بیان کرنے لگے، اور کہنے لگے کہ: ”رسول اللہؐ صلعم نے فرمایا، رسول اللہؐ نے فرمایا! مجاہد نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے ان کی حدیثوں سے توجہ ہٹائی، اور ان کی طرف سے نگاہ پھیر لی، تو بتیر نے کہا کہ: ابن عباسؓ! کیا بات ہے آپ میری حدیثیں نہیں سنتے؟ میں آپ سے رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتا ہوں اور آپؓ سن نہیں رہے!

حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ: "ایک وقت تھا جب ہم کسی کو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہوا سنتے تو اس کی طرف ہماری نگاہیں اٹھ جاتیں، اور ہم اپنے کان اس کی طرف متوجہ کر دیتے، پھر جب لوگوں نے اچھی بُری ہر قسم کی سواریوں پر چڑھنا شروع کر دیا تو اب ہم صرف وہی حدیثیں لیتے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں۔"

تشریح: فن اصول حدیث میں جو معروف و منکر کی اصطلاحات مستعمل ہیں وہ غالباً حضرت ابن عباسؓ کے اسی ارشاد سے ماخوذ ہیں۔ وضع حدیث کا کاروبار روکنے کیلئے اور صحیح اور معتبر حدیثوں کو جاننے کیلئے صحابہ کرام کے آخر دور میں تین چیزیں شروع کی گئی تھیں۔

(۱) **اسناد حدیث:** یعنی حدیث سند کے ساتھ بیان کرنا کہ بیان کرنے والے نے کس سے سنا، پھر مروی عنہ نے کس سے سنا، اس سے فائدہ یہ ہوا کہ بے باکی اور بے احتیاطی کے ساتھ حدیث بیان کرنا سلسلہ کم ہو گیا۔

(۲) **نقد روایات (روایات کو پرکھنا):** کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ کسے بات اچھی طرح محفوظ ہے اور کون کچا؟ کس کا کس سے سماع ہے اور کس سے نہیں؟ تاکہ ثقہ حافظ کی وہ حدیث قبول کی جائے جس کی سند بظاہر متصل ہو۔ اور باقی روایتوں کے بارے میں احتیاط برتی جائے۔

(۳) **اکابر سے توثیق:** یعنی صحابہ، کبار تابعین اور ائمہ فن سے اپنے مسموعات کی توثیق کر لینا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دین کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا اس کی تکمیل اس طرح ہوئی کہ صحابہ کرام کی زندگیوں میں برکت فرمائی تاکہ تابعین ان کی طرف رجوع کر کے حدیثوں کی توثیق کر سکیں، پھر تابعین میں ایسے جلیل القدر حضرات پیدا ہوئے اور بعد میں ایسے بے شمار ائمہ فن پیدا ہوئے جن کی طرف رجوع کر کے حدیثوں کے بارے میں اطمینان حاصل کیا جاتا تھا۔ اُس زمانہ میں ایک موٹا اصول یہ مقرر کیا گیا تھا کہ معروف حدیثیں قبول کی جائیں اور منکر (غیر معروف) حدیثیں بیان کرنے والوں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے تاکہ یہ سلسلہ آگے نہ بڑھے۔ آگے یہی تین باتیں برعکس ترتیب سے بیان کی جا رہی ہیں۔

اکابر سے حدیثوں کی توثیق

حدیثوں کی صحت معلوم کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ فن حدیث کے اکابر سے رجوع کیا جائے، جس طرح لوگ اپنا سونا چاندی پرکھوانے کیلئے ماہر سنار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان سے معلوم کیا جائے

کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کون سی غیر صحیح؟ چنانچہ تابعین، اکابر صحابہ سے رجوع کرتے تھے۔ ذیل میں اس سلسلہ کی چند مثالیں دیکھئے:-

وحدثنا داؤد بن عمرو والصبّی، قال: نا نافع بن عمرو، عن ابن ابی مُلیکَ، قال: کتبت الی ابن عباس، أَسْأَلُهُ أَنْ یُکْتُبَ لِي کِتَابًا، وَیُخْفِیَ عَنِّي، فَقَالَ: وَلَدُ نَاصِحٍ! أَنَا أَخْتَارُ لَهُ الْأُمُورَ اخْتِيارًا، وَأُخْفِیُ عَنْهُ، قَالَ: فَدَعَا بَقِصَاءَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، فَجَعَلَ یُکْتُبُ مِنْهُ أَشْیَاءَ؛ وَیَمْسُرُ بِهِ الشَّیْءَ، فِیَقُولُ: وَاللَّهِ! مَا قَضَىٰ بِهَذَا عَلِیٌّ، إِلَّا أَنْ یَكُونَ ضَلًّا.

ترجمہ (۲۲) طائف کے قاضی، مشہور تابعی عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی مُلیکَ (متوفی ۷۸ھ) کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو خط لکھا جس میں آنجناب سے درخواست کی کہ مجھے (حضرت علیؓ کے فیصلوں کی ایک تحریر لکھ دیں، اور (غیر معتبر باتیں) مجھ سے چھپائیں (یعنی نہ لکھیں) حضرت ابن عباسؓ نے (خط پڑھ کر) فرمایا کہ: "خیر خواہ لڑکا ہے (یعنی سمجھ دار ہے) میں اس کے لئے اچھی باتیں منتخب کروں گا اور غیر معتبر باتیں نہیں لکھوں گا" راوی نے کہا پھر آنجناب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے منگوائے اور اس میں سے نقل کرنے لگے، اور بعض باتیں جب ان کی نگاہ سے گذرتی تو فرماتے کہ: "بخدا! یہ حضرت علیؓ کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، الا یہ کہ وہ گمراہ ہو گئے ہوں!" (اور معلوم ہے کہ وہ گمراہ نہیں ہوئے، پس یہ فیصلے ان کے نہیں ہیں بلکہ ان کے نام سے گھڑے گئے ہیں)

حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ، قَالَ: نَاسِفِيَانُ بْنُ عِيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَجْزٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: أُتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ، فَمَحَاهُ إِلَّا قَدْرًا، وَأَشَارَ سَفِيَانُ بْنُ عِيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ.

ترجمہ (۲۳) طاؤس العلما زکوان بن کیسان میمانی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس (توثیق کیلئے) ایک نوشتہ لایا گیا جس میں حضرت علیؓ کے فیصلے درج تھے۔ ابن عباسؓ نے وہ ساری تحریر مٹا دی مگر اتنی، اور ابن عیینہ نے اپنے ذراع (کہنی سے پنج کی انگلی تک کا حصہ) سے اشارہ کیا (یعنی ایک ہاتھ تحریر باقی رکھی باقی مٹا دی، کیونکہ اتنی ہی صحیح تھی باقی موضوع تھی)۔
تشریح:- زمانہ قدیم میں تحریر لمبائی میں لکھتے تھے اور اسکو گول لپیٹ لیتے تھے اور وہ سبج کہلاتی تھی۔

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ، قَالَ: نَاجِي بْنُ أَدَمَ، قَالَ: نَا بِنُ إِدْرِيسَ
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي اسْحَقَ، قَالَ: لَمَّا أُحْدِثُوا تِلْكَ الْأَشْيَاءَ
بَعْدَ عَلِيٍّ، قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ: قَاتِلَهُمُ اللَّهُ! أَيْ عِلْمُ أَفْسَدُوا!

ترجمہ: (۲۴) ابوالحق سبعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی وفات کے بعد جب لوگوں نے
”وہ چیزیں“ (موضوعات)، ایجاد کیں تو حضرت علیؑ کے ایک شاگرد نے (جن سے توثیق چاہی گئی تھی) فرمایا کہ:
”اللہ غارت کرے ان لوگوں کو! کیسا علم ان لوگوں نے بگاڑ دیا!“

تشریح:۔ حضرت علیؑ کے شاگرد کا اشارہ ان باتوں کی طرف تھا جو روافض اور شیعوں نے حضرت
علیؑ کے علوم میں اور ان کی حدیثوں میں بڑھادی تھیں اور جو قطعاً باطل اور موضوع تھیں، ان لوگوں نے صحیح
باتوں میں ان باتوں کو اس طرح رلا دیا تھا کہ کوئی امتیاز باقی نہیں رہا تھا (نودیؒ)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ— يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ — قَالَ: سَعَتُ
الْمَغِيرَةَ، يَقُولُ: ”لَمْ يَكُنْ يَصْدُقْ عَلِيُّ عَلِيٍّ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ، إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ“.

ترجمہ (۲۵) مغیرہ بن مقسمؒ کہتے ہیں کہ: ”حضرت علیؑ سے حدیثیں روایت کرنے میں سچ
نہیں بولا کرتے تھے مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ“ (من بیان جنس کیلئے یا زائدہ ہے (نودی)
تشریح:۔ بظاہر حضرت مغیرہ رحمہ اللہ نے یہ بات کسی کے یہ دریافت کرنے پر فرمائی ہوگی کہ حضرت
علیؑ کے کن تلامذہ سے حضرت علیؑ کی حدیثیں لی جائیں؟ حضرت مغیرہ نے بتایا کہ حضرت علیؑ کے وہ تلامذہ جو حضرت
ابن مسعودؓ کے بھی تلامذہ ہیں وہی صحیح حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

نقد روایات

وضع حدیث کا مقابلہ کرنے کے لئے اور صحیح حدیثوں کی حفاظت کے لئے دوسری تدبیر راویوں
پر تنقید“ شروع کی گئی تھی۔ ذیل میں اس سلسلہ کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّبِيعُ، قَالَ: نَاحِمٌ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ وَهْشَامَ، عَنْ
مُحَمَّدَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا فَضِيلٌ، عَنْ هِشَامَ؛ قَالَ: رَحَدَّثَنَا مُخَلَّدُ بْنُ حُسَيْنٍ،
عَنْ هِشَامَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلِيرٍ، قَالَ: ”إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ“، فَانْظُرُوا عَمَّنْ

تَاْخُذُوْنَ دِيْنََكُمْ؟

ترجمہ:- (۲۶) ہم سے حسن نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حماد نے بیان کیا، وہ ایوب اور شہام سے وہ دونوں ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ (دوسری سند) حسن کہتے ہیں کہ ہم سے فضیل نے بیان کیا، وہ ہشام سے روایت کرتے ہیں۔ (تیسری سند) حسن کہتے ہیں کہ ہم سے مغلہ نے بیان کیا، وہ ہشام سے وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ: "یہ علم (فن حدیث) دین ہے، پس دیکھو کہ کس سے تم اپنا دین حاصل کرتے ہو؟" یعنی آنکھ بند کر کے ہر کس و نا کس سے حدیث نہ لیا کرو، کیونکہ احادیث محض علم نہیں ہیں، بلکہ دین ہیں، پس اگر غلط حدیث قبول کرو گے تو اپنا دین برباد کر لو گے، پس خوب غور کر لیا کرو کہ حدیث کا راوی معتبر یا نہیں؟

حَدَّثَنَا ابُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: ثنا اسمعيل بن زكرياء، عن عاصم الأحول، عن ابن سيرين، قال: لَمَّا يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الاسْنَادِ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ، قَالُوا: سَأَلُوا لَنَا رَجُلًا لَكُمْ، فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ، فَيُؤْخَذُ عَنْهُمْ، وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدْعِ، فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ.

ترجمہ:- (۲۷) ابن سیرین کہتے ہیں کہ سلف حدیث بیان کرنے والوں سے سند معلوم نہیں کیا کرتے تھے، مگر جب فتنہ رونما ہوا، تو انھوں نے حدیث بیان کرنے والوں سے پوچھنا شروع کیا کہ اپنی سند بیان کرو، تاکہ اہل سنت راوی دیکھے جائیں اور ان کی حدیث قبول کی جائے اور فرقہ باطلہ کے افراد دیکھے جائیں اور ان کی حدیث نہ لی جائے۔

تشریح:- فتنہ سے مراد جنگ صفین کے بعد کے حالات ہیں۔ جب شیعیت، ناصبیّت (خارجیت) وغیرہ کی دعوت شروع ہوئی تو اس وقت جو صحابہ کرام بقید حیات تھے انھوں نے اسناد حدیث کی داغ بیل ڈالی اور راویوں کی جانچ شروع کی۔

حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: اَنَا عِيسَى — وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ — قَالَ: ثنا الأوزاعي؛ عن سليمان بن موسى، قال: لَقِيتُ طَاوُسًا، فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي فُلَانٌ كَيْتٌ وَكَيْتٌ؟ قَالَ: "إِنْ كَانَ صَاحِبَكَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ"

ترجمہ:- (۲۸) سلیمان اشراق کی حضرت طاووس رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، سلیمان نے اُن سے (برائے توثیق) ذکر کیا کہ: مجھے فلاں شخص نے یہ حدیثیں بیان کی ہیں۔ طاووس نے فرمایا کہ: "اگر تمہارا

استاذ توانگر (یا پُر) ہو تو اس کی روایت کو "تشریح"۔ مکتباً کے معنی توانگر بھی ہیں اور پُر یعنی بھرا ہوا بھی ہیں۔ حضرت طاؤس کی مراد اس لفظ سے یہ ہے کہ اگر تمہارا استاذ ثقہ ضابط اور متقن ہو، جس کی دینداری اور علم و معرفت پر اعتماد کیا جاسکتا ہو تو اس کی حدیث کو، ورنہ نہ لو (نووی)

وحد ثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، قال: انا مروان — يعني ابن محمد الدمشقي — قال: ثنا سعيد بن عبد العزيز، عن سليمان بن موسى، قال: قلت لطاؤس: ان فلانا حدثني بكذا وكذا؟ قال: ان كان صاحبك مكيلاً فخذ عنه .

ترجمہ:- (۲۹) یہ روایت ۲۷ کی دوسری سند ہے، یہ سعید بن عبد العزیز کی ہے اور وہ امام اوزاعی کی تھی مضمون دونوں کا ایک ہے۔

حد ثنا نصر بن علي الجهضمي، قال: ثنا الأصمعي، عن ابن أبي الزناد، عن أبيه، قال: أذرتُ بالمدِينَةِ مائةً، كلُّهم مأمُونٌ؛ ما يؤخذُ عنهم الحديثُ؛ يقال: "ليس من أهلِهِ!"

ترجمہ:- (۳۰) جلیل القدر تابعی ابو الزناد عبد اللہ بن زکوان کہتے ہیں کہ: میں نے مدینہ شریف میں ایسے سو حضرات کو پایا ہے جو سب جھوٹ سے محفوظ تھے، مگر ان سے حدیث نہیں لی جاتی تھی، کہا جاتا تھا کہ: "وہ حدیث کا اہل نہیں ہے!" (یعنی محض دیندار اور سچا ہونا قبول روایت کیلئے کافی نہیں ہے فن حدیث کی بھرپور صلاحیت ضروری ہے)

حد ثنا محمد بن ابی عمر المکی، قال: ثنا سفیان ح وحدثنی ابوبکر بن خلاد الباهلی — واللفظ له — قال: سمعتُ سُفیانَ بن عُیینة، عن مِسْعَرٍ، قال: سمعتُ سعدَ بنَ ابراهیم، يقول: "لا یُحدِّث عن رسولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ إِلَّا الثَّقَاتُ"

ترجمہ:- (۳۱) مسعر نے مدینہ منورہ کے قاضی حضرت سعد بن ابراہیم کو کہتے سنا کہ: "حضور اکرم صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حدیثیں صرف ثقہ (معتبر) حضرات ہی بیان کریں"

اسناد حدیث کی اہمیت

وضع حدیث کا مقابلہ کرنے کیلئے دو اراؤل میں جو احتیاطی تدبیریں اختیار کی گئی تھیں، ان میں سے ایک اسناد حدیث بھی ہے۔ اسناد حدیث کی اہمیت درج ذیل روایات سے ظاہر ہے — اسناد (افعال) کے لغوی معنی ہیں: چڑھانا، اٹھانا کہا جاتا ہے اسناد کا فی الجبل: پہاڑ پر چڑھایا، اصطلاح میں اسناد کے معنی ہیں: ”بات کی سند قائل تک پہنچانا“

وحدثنی محمد بن عبد اللہ بن قُھزَازَ — من اهل مَرُو — قال: سمعتُ عبد ان بن عثمان، يقول: سمعتُ عبد اللہ بن المبارک، يقول: «الإِسْنَادُ من الدین؛ ولولا الإِسْنَادُ لقال من شاء ما شاء!»

ترجمہ: (۳۲) حضرت عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ: ”اسناد دین میں سے ہے؛ اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کا جو بھی چاہتا کہتا!“

تشریح: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن المبارک کسی کے اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ علم حدیث جس کی بڑی فضیلت بیان کی جاتی ہے اس میں حدیث تو برائے نام ہے، زیادہ تر حد ثنا فلاں، حد ثنا فلاں ہے، اور اس کی بھلا کیا فضیلت ہو سکتی ہے؟ — حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ کے زمانہ تک اسناد حدیث کا اس قدر رواج ہو گیا تھا کہ ایک ایک حدیث کی سینکڑوں سندیں ہو گئی تھیں، گویا سندوں ہی کا نام فق حدیث رہ گیا تھا۔ ابن المبارک رحمہ اللہ نے مذکور اعتراض کا جواب دیا کہ یہ خیال درست نہیں ہے کہ حد ثنا فلاں، حد ثنا فلاں میں ثواب نہیں ہے۔ یہ حد ثنا حد ثنا بھی دینی امر ہے، کیونکہ یہ سب حدیث شریف کی حفاظت کیلئے ہے۔ اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کا جو بھی چاہتا کہتا، یہ اسناد ہی ہے جو جھوٹوں کے منہ میں لگا دیتی ہے؟

قال: وقال محمد بن عبد اللہ: قال: حدثنی العباس بن ابی رزمۃ، قال: سمعتُ عبد اللہ، يقول: «بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِي الْإِسْنَادُ .

ترجمہ: (۳۳) امام مسلم فرماتے ہیں: اور ابن قہزاز نے کہا، انھوں نے کہا کہ مجھ سے عباس بن ابی رزمہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن المبارک کو کہتے سنا کہ: ”ہمارے اور لوگوں کے درمیان“ پائے“ ہیں — وہ اسناد کو مراد لے رہے ہیں

تشریح: ابن المبارک رحمہ اللہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حدیثیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے خود نہیں سنی ہیں، بلکہ صحابہ نے سنی ہیں، اور صحابہ کا دور ہم سے دُور ہے، جس تک ہم واسطوں ہی سے پہنچ سکتے ہیں۔ انہی واسطوں کو پایوں (پیڑیوں، سیر فیہوں) سے تعبیر کیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے الکفایۃ (۳۹۱) میں ابن المبارک کے حوالہ فاطر روایت کئے ہیں اُن سے مراد بالکل متعین ہو جاتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔
 مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ أَمْرَ دِينِهِ بِإِسْنَادٍ
 كَمَثَلِ الَّذِي يَرْتَقِي السَّطْحَ بِإِسْلَمٍ۔
 اس شخص کی مثال جو دینی بات کو بغیر سند کے حاصل کرتا ہے اس شخص جیسی ہے جو چھت پر بغیر سیرھی کے چڑھتا ہے۔
 راجوبة الفاضله ص ۲۰

اتصال سند کی اہمیت

سند میں دو باتوں کی تحقیق کی جاتی ہے، ۱، تمام راوی ثقہ ہیں یا کوئی ضعیف ہے؟ ۲، سند متصل ہے یا اس میں کہیں انقطاع ہے؟ اگر تمام راوی ثقہ ہوں اور سند متصل ہو تو حدیث قبول کی جاتی ہے یعنی اُس سے مسائل دینیہ میں استدلال کیا جاتا ہے۔ ابن المبارک رحمہ اللہ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ سند کے تمام راوی اگرچہ ثقہ ہیں مگر سند متصل نہیں ہے اسلئے حدیث قابل استدلال نہیں ہے

وقال محمد: سمعتُ أبا إسحاق إبراهيم بن عيسى الطالقاني، قال: قلتُ لعبد الله بن المبارك: يا أبا عبد الرحمن! الحديث الذي جاء: "إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ، وَتُصُومَ لِهَمَا مَعَ صَوْمِكَ؟" قال: فقال عبد الله: يا أبا إسحق! عَمَّنْ هَذَا؟ قال: قلتُ له: هذا من حديث شهاب بن خراش؛ فقال: ثقة! عَمَّنْ؟ قال: قلتُ: عن الحجاج بن دينار؛ قال: ثقة! عَمَّنْ؟ قال: قلتُ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ قال: يا أبا إسحاق! إن بين الحجاج بن دينار وبين النبي صلى الله عليه وسلم مفاوز، تَقَطُّعُ فِيهَا أَغْنَاكَ الْمَطْيَ؛ ولكن ليس في الصدقة اختلافٌ

ترجمہ:۔ اور ابن قہزاد نے کہا کہ میں نے ابو اسحق طالقانی کو کہتے سنا، انھوں نے کہا کہ میں نے ابن المبارک سے دریافت کیا کہ ابو عبد الرحمن! یہ حدیث کیس ہے کہ: "نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کیلئے بھی نماز پڑھو، اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی روزے رکھو"؛ طالقانی

نے کہا: پس ابن المبارک نے دریافت کیا کہ ابواسحق! یہ حدیث کس سے مروی ہے؟ طالقانی نے کہا: میں نے ان سے عرض کیا کہ یہ شہاب بن خراش کی حدیثوں میں سے ہے، پس ابن المبارک نے فرمایا کہ یہ ثقہ ہیں، وہ کس سے روایت کرتے ہیں؟ طالقانی نے کہا: میں نے عرض کیا کہ وہ (حجاج بن دینار سے) روایت کرتے ہیں، ابن المبارک نے فرمایا کہ یہ (بھی) ثقہ ہیں، وہ کس سے روایت کرتے ہیں؟ طالقانی نے کہا: میں نے عرض کیا کہ وہ (کہتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ابن المبارک نے فرمایا کہ: ابواسحق! حجاج بن دینار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تو ایسے بیابان ہیں جن کو پار کرتے ہوئے سواریاں ہلاک ہو جاتی ہیں! — مگر صدقہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

لغات :- مَفَاوِزُ جمع ہے مَفَاذٌ، کسی جس کے معنی ہیں لَقَوْا وَدَقَّ بیابان — اَعْنَاقُ جمع ہے عُنُق کی جس کے معنی ہیں گردن — الْمَطِيُّ جمع ہے مَطِیَّةٌ کی جس کے معنی ہیں سواری۔

انْقَطَعَ: کٹنا — لفظی ترجمہ: کٹ جاتی ہیں ان بیابانوں میں سواریوں کی گردنیں یعنی ہلاک ہو جاتی ہیں۔

تشریح :- (۱) حجاج بن دینار واسطی البوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں، اور

ساتویں طبقہ کے ہیں۔ یہ طبقہ کبار تبع تابعین کا ہے، جیسے امام مالک، سفیان ثوری وغیرہ۔ اس طبقہ کی روایت میں کم از کم دو واسطے ضروری ہیں ایک تابعی کا اور دوسرا صحابی کا، جیسے امام مالک رحمہ اللہ کی سب سے مختصر سند

عن نافع عن ابن عمر ہے اور زائد سے زائد وسائط کی کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ پس اگر حجاج بن دینار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر روایت کرتے ہیں تو کم از کم دو واسطے ضرور چھوٹ گئے ہیں اور

زیادہ کا حال اللہ کو معلوم ہے پس سند میں بہت بڑا انقطاع ہے، اسی کو ابن المبارک نے بیابانوں کی حیثیت سے تعبیر فرمایا ہے۔ (۲) ایصالِ ثواب درست ہے یا نہیں؟ اور درست ہے تو کن کن عبادتوں

کا ثواب اموات کو پہنچایا جاسکتا ہے؟ معتزلہ کے نزدیک کسی عمل کا ایصالِ ثواب درست نہیں ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک صرف صدقہ، دُعا اور حج کا ایصالِ ثواب درست ہے۔

باقی عبادتوں کا، خاص طور پر بدنی عبادتوں کا ایصالِ ثواب درست نہیں ہے۔ احناف اور حنابلہ کے نزدیک ہر عمل کا ایصالِ ثواب درست ہے — امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ صدقہ، دُعا اور

حج کے علاوہ دیگر عبادتوں کا ایصالِ ثواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔ ابن المبارک نے اس کا جواب دیا ہے کہ ثبوت کی ضرورت بھی کیا ہے؟ جب صدقہ کا ایصالِ ثواب بالاجماع

ثابت ہے تو اسی پر باقی عبادتوں کو قیاس کیا جائے گا۔ کسی مسئلہ کے ہر ہر جز کا ثبوت ضروری نہیں ہے ورنہ پھر قیاس کی ضرورت ہی کیا تھی؟!

عَدَالَتِ رُؤَاةِ کی اہمیت

حدیث کے قابل قبول ہونے کے لئے سند کے اتصال کے علاوہ رُؤَاةِ کی عدالت بھی ضروری ہے اگر سند کا ایک راوی بھی غیر ثقہ ہو تو وہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے قابل استدلال ہونے میں اختلاف ہے۔ ذیل کی روایتیں اسی مسئلہ سے متعلق ہیں۔

و قال محمد: سمعتُ علی بن شقیق، یقول: سمعتُ عبد اللہ بن المبارک، یقول علی رؤس الناس: "دَعُوا حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ"

ترجمہ:- (۳۵) محمد بن قہزاذ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن شقیق کو کہتے سنا کہ میں نے ابن المبارک کو برا بھلا کہتے سنا ہے کہ: "عمر بن ثابت کی حدیث کو چھوڑ دو، کیونکہ وہ سلف کو (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) برا بھلا کہتا تھا۔"

تشریح:- ابو المقدم عمرو بن ثابت کو فی (متوفی ۲۲ھ) نہایت ضعیف راوی ہے۔ یہ شخص ابن المبارک کا معاصر تھا، جب اس کا انتقال ہوا اور جنازہ ابن المبارک کی مسجد کے سامنے سے گذرا تو ابن المبارک کی مسجد میں چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے، کیونکہ یہ شخص کفر شیعہ اور خبیث رافضی تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام صحابہ کافر ہو گئے تھے، علاوہ پانچ کے، نیز یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین پرترزیع دیتا تھا۔ صحاح ستہ کے مصنفین میں سے صرف امام ابو داؤد نے استحضار کی بحث (باب اذا اقبلت الحيضة الخ) میں اس کی ایک روایت تعلیقاً ذکر کی ہے اور فرمایا ہے کہ عمرو بن ثابت رافضی، رجل سوء، وَلَكِنَّهُ كَانَ صَدَقَ فِي الْحَدِيثِ (عمرو غالی شیعہ اور برا آدمی تھا مگر حدیث میں ٹھیک تھا، باقی ارباب صحاح نے حدیث میں بھی اس کو قابل اعتماد نہیں سمجھا۔)

و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْوَعْقِيلَ — صَاحِبَ بُهَيْتَةٍ — قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، فَقَالَ يَحْيَى: لِلْقَاسِمِ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ!

لہ تفصیلی حوالہ کیلئے دیکھیں تہذیب صحیح ۹ میزان ۲۴۹ الضعفاء للعقيل ص ۲۶۱ شرح بحار النعمانی ص ۳۱۹ والصغیر ص ۱۴۵

انہ قبیم علی مثلیک، عظیم، اُن تَسْأَلُ عَنْ شَیْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الدِّینِ، فَلَا یُوجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ، وَلَا فَرْجٌ، أَوْ: عَلِمْتُ وَلَا مَخْرَجٌ! فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ: وَعَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: لَا نَدْرُکُ ابْنَ إِمَامٍ مُهْدًی: ابْنُ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ! قَالَ: یَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ: أَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنْ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بَغِیرَ عِلْمٍ، أَوْ أَخْذُ عَنْ غَیْرِ ثِقَةٍ! قَالَ: فَسَكَتَ، فَمَا أَجَابَهُ.

ترجمہ:- (۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ اور تلمیذہ، بہتہ کے آزاد کردہ اور تلمیذ ابو عقیل کہتے ہیں کہ میں قاسم بن عبید اللہ اور یحییٰ بن سعید قطان کے پاس بیٹھا ہوا تھا یحییٰ نے قاسم سے کہا کہ: "ابو محمد! آپ جیسے شخص کیلئے یہ بات نہایت نازیبا ہے کہ آپ سے دین کی کوئی بات پوچھی جائے اور آپ کے پاس اس کے متعلق کوئی علم یا کوئی حل نہ ہو،" قاسم نے بھی سے پوچھا: "کس وجہ سے؟" یحییٰ نے کہا کہ: "بائیں وجہ کہ آپ دین کے دو پیشوا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فرزند ہیں!، ابو عقیل کہتے ہیں کہ قاسم نے بھی کو جواب دیا کہ: "اس سے زیادہ بڑی چیز اس شخص کے نزدیک جس کو اللہ نے دین کا علم دیا ہے، یہ بات ہے کہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہوں یا غیبر معتبر شخص سے علم دین حاصل کروں" ابو عقیل کہتے ہیں کہ یحییٰ سن کر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

وَحَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَفِيَانَ، يَقُولُ: أَخْبَرُونِي عَنْ أَبِي عَقِيلٍ، صَاحِبِ بُهَيْتَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو سَأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيهِ عِلْمٌ، فَقَالَ لَهُ: يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَا أُعْطِمُ أَنْ يَكُونَ مِثْلُكَ وَأَنْتَ ابْنُ إِمَامٍ مُهْدًی — يَعْنِي عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو — تَسْأَلُ عَنْ أَمْرِ، لَيْسَ عِنْدَكَ فِيهِ عِلْمٌ! فَقَالَ: أُعْطِمُ مِنْ ذَلِكَ — وَاللَّهِ! عِنْدَ اللَّهِ، وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنْ اللَّهِ — أَنْ أَقُولَ بَغِیرَ عِلْمٍ، أَوْ أَخْذُ عَنْ غَیْرِ ثِقَةٍ! قَالَ: وَشَهِدَهُمَا أَبُو عَقِيلٍ يَحْيَى بْنُ الْمَتَوَكِّلِ، حِينَ قَالَا ذَلِكَ.

ترجمہ:- (۳۷) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بہتہ کے تلمیذ ابو عقیل سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت ابن عمرؓ کے ایک فرزند سے لوگوں نے کوئی بات دریافت کی، ان کے پاس اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں تھا، تو یحییٰ بن سعید قطان نے ان سے کہا کہ: "بخدا! مجھ پر یہ بات بہت شاق گزری کہ آپ

جیسے شخص سے، جو دین کے دو پیشواؤں کے صاحبزادے ہیں — یحییٰ کی مراد دو پیشواؤں سے حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ ہیں — کوئی بات دریافت کی جائے اور آپ کے پاس اس سلسلہ میں کوئی علم نہ ہو! قاسم نے جواب دیا کہ "بخدا! اس سے زیادہ گراں — خدا کے نزدیک اور اس شخص کے نزدیک جسے دین کا علم حاصل ہے — یہ بات ہے کہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہوں، یا غیر معتبر شخص سے روایت کروں" — سفیان کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے وقت ابو عقیل یحییٰ بن المتوکل ان دونوں کے پاس موجود تھے۔

تشریح: (۱) حضرت قاسم کا ارشاد کہ غیر معتبر راوی سے روایت لینا علماء کے نزدیک نہایت قبیح ہے اس ارشاد سے عدالت راوی کی اہمیت صاف ظاہر ہے۔

(۲) حضرت قاسم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پردتے اور حضرت ابن عمرؓ کے پوتے ہیں۔ اُن کا نسب نامہ اس طرح ہے، قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب - اور والدہ کی طرف سے حضرت قاسم، حضرت صدیق اکبرؓ کے پروتی زادہ ہیں کیونکہ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ کی صاحبزادی، قاسم بن عبید اللہ کی والدہ ہیں — چنانچہ یحییٰ کے قول ابن اُمّ اُمّی الہدیٰ کی تفسیر بعض نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے کی اور بعض نے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، یہ دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔

(۳) اس روایت کے سلسلہ میں امام مسلم رحمہ اللہ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ابو عقیل یحییٰ بن المتوکل ضعیف راوی ہے۔ پھر "صحیح" میں امام مسلم اس کی روایت کیوں لائے ہیں؟ — اس اعتراض کا صحیح جواب یہ ہے کہ امام مسلم یہ روایت "صحیح" میں نہیں لائے ہیں بلکہ مقدمہ صحیح میں لائے ہیں اور مقدمہ من وجہ صحیح میں داخل ہے اور من وجہ باہر ہے اس لئے صحیح کی تمام شرطیں مقدمہ میں ملحوظ نہیں رکھی ہیں۔

(۴) اس روایت پر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں انقطاع اور جہالت ہے۔ کیونکہ جن لوگوں نے ابن عیینہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے ان کا نام اور حال معلوم نہیں ہے — اس اعتراض کا ایک جواب تو وہی ہے جو اوپر گذرا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت بطور شاہد لائی گئی ہے، اصول میں روایت ۳ لائی گئی ہے۔ جس میں انقطاع نہیں ہے۔

ضعیف راویوں پر جرح

ضعیف راویوں پر جرح (تنقید) نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ واجب ہے، فن حدیث کے تمام ائمہ

اس پر متفق ہیں، امام ثوری، شعبہ، مالک اور ابن عیینہ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو سب نے یہ جواب دیا کہ اگر راوی میں کوئی کمزوری ہے تو اس سے لوگوں کو مطلع کر دینا چاہئے، کیونکہ جرح کا مقصد لوگوں کی بُرائی یا غیبت نہیں ہے بلکہ دین کی صیانت و حفاظت ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیلی کلام آگے آ رہا ہے۔ ذیل میں دور تک آپ وہ روایات دیکھیں جن میں ائمہ جرح و تعدیل نے مختلف ضعیف روایات پر جرح کی ہے۔ ان روایات سے آپ کو ائمہ جرح و تعدیل کی جرح کا انداز معلوم ہوگا۔

وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، أَبُو حَفْصٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ سَفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَشُعْبَةَ، وَمَالِكًا، وَابْنَ عَيْنَةَ: عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَبَتًا فِي الْحَدِيثِ، فَيَأْتِيَنَّ الرَّجُلُ، فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ؛ قَالُوا: أَخْبِرْ عَنْهُ: أَنْتَ لَيْسَ بِثَبَتٍ.

ترجمہ: (۳۸) یحییٰ قطان کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری، شعبہ، مالک اور ابن عیینہ رحمہم اللہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو علم حدیث میں ثبوت دینے نہیں ہے پس ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور اس کے بارے میں دریافت کرتا ہے کہ وہ کیسا راوی ہے؟ ان سب حضرات نے جواب دیا کہ: اس کے بارے میں بتلا دو کہ وہ مضبوط راوی نہیں ہے۔

(۱) شہر بن حوشب

شہر بن حوشب اشعری، شامی (متوفی ۱۱۲ھ) معمولی درجہ کے راوی ہیں، کثیر الارسل والا وہاں ہیں سن اربعہ میں ان کی روایت لی گئی ہے۔ سید القرام، محدث جلیل، ابو عون عبداللہ بن عون بن اربطبان بصری رحمہ اللہ نے ان پر کلام کیا ہے بلکہ

وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ، يَقُولُ: سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرِ، وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أُسْكَفَةِ الْبَابِ فَقَالَ: إِنَّ شَهْرًا نَزَّكَوَةً؛ إِنَّ شَهْرًا نَزَّكَوَةً!! قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ بْنُ الْحَجَّاجِ: يَقُولُ: أَخَذْتُهُ أَلْسِنَةَ النَّاسِ؛ تَكَلَّمُوا فِيهِ.

ترجمہ: (۳۹) نضر بن شعیل کہتے ہیں کہ ابن عون سے دریافت کیا گیا، شہر بن حوشب کی حدیثوں کے بارے میں، درآنحالیکہ ابن عون دروازے کی دہلیز پر کھڑے تھے، تو انھوں نے جواب دیا کہ: "شہر کو

لوگوں نے نیزے مارے ہیں! شہر کو لوگوں نے نیزے مارے ہیں!! امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا:
ابن عون کہہ رہے ہیں کہ: لوگوں نے ان کی بُرائی کی ہے، ان پر عیب لگایا ہے۔
لغت :- فارسی میں چھوٹے نیزے کو "نیزک" کہتے ہیں، ابن عون رحمہ اللہ نے اس کی تعریف اور
تصریف کی ہے۔ فَرْكُوَّةٌ: لوگوں نے ان کو چھوٹے نیزے سے مارا ہے۔

وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ، قَالَ قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ لَقِيتُ شَهْرًا،
فَلَمْ أُعْتَدَ بِهِ

ترجمہ :- (۴۰) شبابہ بن سوار کہتے ہیں کہ امام شعبہ نے فرمایا کہ: "میری شہر بن حوشب سے
ملاقات ہوتی ہے میں نے ان کا اعتبار نہیں کیا ہے۔
لغت :- اُعْتَدَ: شمار ہونا، کہا جاتا ہے ہَذَا شَيْءٌ لَا يُعْتَدُ بِهِ :- یہ ایسی چیز ہے جس کا اعتبار نہیں
کیا جاتا، اور اس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا

(۲) عباد بن کثیر

عباد بن کثیر ثقفی بصری نہایت ضعیف اور متروک راوی ہے۔ پہلے صلاً پر اس کا ذکر آیا ہے۔ امام
ثوری اور امام شعبہ نے اس پر کلام فرمایا ہے یہ

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَهْرَازَ — مِنْ أَهْلِ مَرَوْ — قَالَ: أَخْبَرَنِي
عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ وَاقِدٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: قُلْتُ لِسَفْيَانَ الثَّوْرِيِّ:
إِنَّ عَبَادَ بْنَ كَثِيرٍ مِنْ تَعْرِفِ حَالِهِ! وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ! فَتَرَى أَنَّ
أَقُولُ لِلنَّاسِ: «لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ»، قَالَ سَفْيَانُ: بَلَى! قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَكُنْتُ
فِي مَجْلِسٍ، ذَكَرَ فِيهِ عَبَادٌ، أَتَيْنْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ، وَأَقُولُ: «لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ»

ترجمہ :- (۴۱) ابن المبارک کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ: "عباد بن کثیر
وہ شخص ہے جس کا حال آپ کو معلوم ہے! اور جب وہ حدیث بیان کرتا ہے تو بلاؤں کا ہوتا ہے! تو کیا آپ
کی رائے ہے کہ میں لوگوں سے کہہ دیا کروں کہ اس کی حدیث نہ لو؟" سفیان ثوری نے کہا کہ: "کیوں نہیں؟"
(یعنی ضرور کہہ دیا کرو) ابن المبارک کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں کسی ایسی مجلس میں ہوتا جس میں عباد کا
تذکرہ آتا، تو میں اس کی دینداری کی تعریف کرتا، اور کہہ دیا کرتا کہ اس سے حدیث نہ لو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَثْمَانَ، قَالَ: قَالَ أَبِي: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَتَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ، فَقَالَ: «هَذَا عَبْدُ بْنُ كَثِيرٍ، فَأَخَذَ رُؤُوسَهُ»

ترجمہ :- (۴۲) ابن المبارک کہتے ہیں کہ میں امام شعبہ رحمہ اللہ کے پاس گیا، پس انھوں نے کہا کہ:

«یہ عباد بن کثیر ہے، اس سے بچتے رہو»

(۳) محمد بن سعید مصلوب
اس شخص کا تذکرہ پہلے ملا پر آچکا ہے۔ یہ شخص بڑا جھوٹا تھا اور حدیثیں گھڑا کرتا تھا عراق میں پہنچا تو اس کی طرف بہت رجوع ہوا، سفیان ثوری رحمہ اللہ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے موقع دو میں اس شخص کی جانچ کروں۔ چنانچہ ثوری رحمہ اللہ اس کے پاس تشریف لے گئے، وہاں دونوں میں کیا بات چیت ہوئی وہ معلوم نہیں، مگر جب واپس آئے تو فرمایا کہ: الرجل کذاب (یہ شخص بڑا جھوٹا ہے) ذیل میں یہی واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: سَأَلْتُ مُعَلَّى الرَّازِيَّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ، الَّذِي رَوَى عَنْهُ عِبَادُ بْنُ كَثِيرٍ، فَأَخْبَرَنِي عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، قَالَ: كُنْتُ عَلَى بَابِهِ، وَسَفِيَانُ عِنْدَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ، سَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَذَّابٌ.

ترجمہ :- (۴۳) فضل کہتے ہیں کہ میں نے معلیٰ رازی سے اس محمد بن سعید (مصلوب) کے بارے میں دریافت کیا، جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے۔ تو معلیٰ نے مجھے بتلایا کہ عیسیٰ بن یونس کہتے ہیں کہ میں اس کے دروازے پر تھا اور سفیان ثوری اس کے پاس تھے، پس جب وہ باہر نکلے تو میں نے اُن سے محمد بن سعید مصلوب کے بارے میں دریافت کیا، تو انھوں نے مجھے بتلایا کہ: "وہ بڑا جھوٹا ہے۔"

(۴) صوفیا کی حدیثیں

صوفیا اور صالحین کی حدیثوں کا محدثین کے نزدیک کچھ زیادہ اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ اُن حضرات سے بچند وجوہ نادانستہ طور پر حدیث شریف کے باب میں بے احتیاطی ہو جاتی ہے۔ کچھ حضرات تو سب لوگوں کے ساتھ اچھا گمان رکھتے ہیں۔ اس لئے ضعیف راویوں سے بھی حدیثیں لے لیتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ترغیب و ترہیب، وعظ و

ارشاد اور فضائل اعمال میں حدیثیں گھڑنے کو جائز سمجھتے ہیں اور کچھ حضرات فضائل اعمال میں ضعیف روایات سے آگے بڑھ کر موضوعات بھی بیان کرنے لگتے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کو فن حدیث میں مہارت نہیں ہوتی ہے اس لئے ان سے نادانستہ طور پر غلطیاں ہو جاتی ہیں، چنانچہ ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک ان کی روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں۔

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَتَّابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَفَّانٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "لَمْ تَرَ الصَّالِحِينَ فِي شَيْءٍ الْكَذِبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ!" قَالَ ابْنُ أَبِي عَتَّابٍ: فَلَقِيتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ: "لَمْ تَرَ أَهْلَ الْخَيْرِ فِي شَيْءٍ الْكَذِبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ" قَالَ مُسْلِمٌ يَقُولُ: يَجْرِي الْكَذِبُ عَلَى لِسَانِهِمْ، وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكَذِبَ.

ترجمہ :- (۴۴) ابن ابی عتاب کہتے ہیں کہ مجھے عفان بن مسلم نے بتلایا، محمد سے روایت کرتے ہوئے، وہ اپنے والد یحییٰ سے روایت کرتے ہیں، یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا کہ: "ہم نے نیک لوگوں کو کسی چیز میں اتنا زیادہ جھوٹ بولتے نہیں دیکھا جتنا حدیث (روایت کرنے) میں" ابن ابی عتاب کہتے ہیں کہ پھر میری ملاقات محمد سے ہو گئی تو میں نے اُن سے اُن کے والد کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ: "تم نیک لوگوں کو کسی چیز میں اتنا زیادہ جھوٹ بولتے نہیں دیکھو گے جتنا حدیث (روایت کرنے) میں" — امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "حضرت یحییٰ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ (حدیث میں) جھوٹ ان کی زبان سے نکل جاتا ہے، قصداً وہ جھوٹ نہیں بولتے۔"

ترکیب :- الصالحین پہلا مفعول بہ لم تر (بالنون) یا لم تر (بالتاء الفوقانیہ) کا، کذب دوسرا مفعول بہ — فی شئی متعلق کذب (مؤخر) سے — مِنْهُمْ بھی کذب سے متعلق اور ضمیر الصالحین کی طرف راجع (مُفَضَّلُ اور مُفَضَّلٌ علیہ ایک ہیں) فی الحدیث بھی کذب سے متعلق۔

نوٹ :- سیوطی رحمہ اللہ نے تدریب الراوی ص ۲۸ ج ۲ میں حضرت یحییٰ کے الفاظ اس طرح نقل کئے ہیں۔ قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ: مَا رَأَيْتُ الْكَذِبَ فِي أَحَدٍ أَكْثَرَ مِنْهُ فِيمَنْ يُسَبِّحُ إِلَى الْخَيْرِ

میں نے جتنا صلاح و خیر کی طرف منسوب لوگوں میں جھوٹ دیکھا ہے اتنا کسی اور میں نہیں دیکھا۔
یعنی صالحین اور لوگوں سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات اگر روایت بالمعنی ہے
تو صحیح نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ کے قول کے صحیح معنی یہ ہیں کہ نیک لوگ اور چیزوں کی بہ نسبت حدیث
میں زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۵) غالب بن عبید اللہ

غالب بن عبید اللہ جزری عقیلی (متوفی ۳۵۰ھ) نہایت ضعیف راوی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے
اس کو "منکر الحدیث" کہا ہے یہ

حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَلِيفَةُ
بْنُ مُوسَى، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ، فَجَعَلَ يُمَلِّئُنِي عَلَيَّ: حَدَّثَنِي
مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ، فَأَخَذَ الْبَوْلَ، فَقَامَ، فَنَظَرْتُ فِي الْكِرَاسَةِ، فَادَّأَيْهَا:
حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ أَنَسٍ وَحَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ فُلَانٍ، فَتَرَكْتُه، وَقَمْتُ.

ترجمہ: (۳۵) خلیفہ کہتے ہیں کہ میں غالب بن عبید اللہ کے پاس گیا، تو وہ مجھے حدیثیں لکھوانے
لگا کہ: "حدَّثَنِي مَكْحُولٌ، حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ" یعنی حضرت مکحول کو اپنا استاذ ظاہر کر کے ان کی سند سے
حدیثیں لکھوانے لگا، پس اُسے پیشاب کا تقاضہ ہوا، چنانچہ وہ اٹھ گیا، تو میں نے اس کی کاپی میں دیکھا
تو اس میں: "حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ أَنَسٍ، حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ فُلَانٍ"، تھا یعنی کتاب میں کچھ تھا
اور وہ لکھوا کچھ رہا تھا، چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور اٹھ گیا۔

(۶) ابوالمقدام ہشام بصری

ابوالمقدام ہشام بن زیاد بصری متروک راوی ہے۔ ذیل میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس کو عقیلی نے
الضعفاء الکبیر ۳۳۹ ج ۴ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس میں اس شخص نے ایک طویل بے اصل روایت
بیان کی ہے۔

۱۔ تفصیل احوال کیلئے دیکھیں میزان ۳۳۱ عقیلی ۳۳۲ بان ۳۳۱ التاریخ الکبیر للبخاری ۳۱۱ والصغیر ۱۳۱،
۲۔ تفصیل حالات کیلئے دیکھیں تہذیب ۳۳۱ تقریب ۳۳۱ میزان ۳۳۱ التاریخ الکبیر للبخاری ۱۹۹ والصغیر ۱۶۶،

قَالَ: وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِي، يَقُولُ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَقَّانٍ حَدِيثَ هَشَامٍ ابْنِ الْمُقَدَّامِ — حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ — قَالَ: هَشَامٌ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ: قُلْتُ لِعَقَّانٍ: يَقُولُونَ: هَشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ! فَقَالَ: إِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قَبْلِ هَذَا الْحَدِيثِ، كَانَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدٍ؛ ثُمَّ أَدْعَى بَعْدَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ:- (۴۶) امام مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حسن حلوانی کو یہ کہتے سنا کہ میں نے عَقَّان کی کتاب میں ہشام ابوالمقدام کی حدیث دیکھی ہے — عمر بن عبدالعزیز کا واقعہ — (اس کی سند اس طرح تھی) قال هشام: حدثني رجلٌ يقال له يحيى بن فلان، عن محمد بن كعب الخ حلواني کہتے ہیں کہ میں نے عَقَّان سے کہا کہ: ”لوگ کہتے ہیں کہ ہشام نے یہ حدیث براہ راست محمد بن کعب سے سنی ہے!“ عَقَّان نے کہا کہ: ”اسی حدیث کی وجہ سے ہشام مصیبت میں پھنسے ہیں، پہلے وہ کہا کرتے تھے کہ حدیثی یحییٰ، عن محمد پھر بعد میں دعویٰ کرنے لگے کہ یہ حدیث انھوں نے بذات خود محمد بن کعب سے سنی ہے۔“

تشریح:- (۱) اپنے ضعیف استاذ کو حذف کر کے استاذ الاستاذ سے روایت کرنا تلبیس کہلاتا ہے اور اس طرح کی تدلیس حرام ہے۔ (۲) حدیث عمر اگر مبتدأ محذوف ہوگی خبر ہو تو مرفوع ہوگا اور ماقبل سے بدل یا اعنی محذوف ہو تو منصوب ہوگا۔ مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہے۔

(۷) سلیمان بن حجاج طائفی

سلیمان بن حجاج طائفی مجہول الحال راوی ہے، دُرَّ اَوْرَدِی عبدالعزیز بن محمد اور ابن المبارک نے ان سے روایت کی ہے یہ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَهْرَازٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ، يَقُولُ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: «يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ»؟ قَالَ: سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ؛ [قُلْتُ] أَنْظِرْ مَا وَضَعْتَ فِي يَدِكَ مِنْهُ!

لے تدلیس اور اس کی اقسام کے لئے تحفۃ الدرر دیکھیں۔

لے تفصیل حالاً کیے دیکھیں لسان سنہ ۸۶۰ میزان سنہ ۱۹۸۰ عقیلی سنہ ۱۲۳۰ اتاریخ الکبیر للبخاری ص ۱۱۱ الثقات لابن حبان ص ۲۷۳

ترجمہ :- (۴۷) عبداللہ بن عثمان معروف بہ عبدان کہتے ہیں کہ میں نے ابن المبارک سے پوچھا کہ وہ کون راوی ہے جس سے آپ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کہ "عید الفطر انعام پانے کا دن ہے!" روایت کرتے ہیں؟ ابن المبارک نے کہا کہ: "وہ سلیمان بن حجاج ہے (میں نے کہا کہ) آپ دیکھ لیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ میں اس شخص سے کیا چیز دھری ہے!"

تشریح :- سان المیزان میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مقدمہ مسلم سے یہ پوری روایت نقل کی ہے۔ اس میں حدیث عبد اللہ بن عمرو (میں نے کہا کہ) "وہ سلیمان بن حجاج ہے" پہلے نقل ہے۔ "یوم الفطر یوم الجوائز" یہ روایت کنز العمال (صفحہ ۶۲۳ طبع جدید) میں تازیخ ابن عساکر کے حوالہ سے ذکر کی ہے مگر وہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کی نہیں ہے اور کسی کتاب میں حضرت عبداللہ کے حوالہ سے مجھے یہ روایت نہیں ملی ہے۔ پس نہیں کہا جاسکتا کہ مسلم شریف کے موجودہ نسخوں میں یہ ٹکڑا صحیح ہے یا نہیں؟ اور انظر سے پہلے قلت ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کے بغیر عبارت کا مطلب صحیح نہیں ہوتا۔

عبدان بڑے درجہ کے محدث ہیں، ابن المبارک کے ہم وطن ہیں۔ اور عمر میں بائیس سال چھوٹے ہیں، مگر بہت سے اساتذہ سے روایت کرنے میں ابن المبارک کے ساتھی ہیں۔ عبدان نے ابن المبارک کو توجہ دلائی کہ آپ جو سلیمان بن حجاج سے روایت کرتے ہیں اس کے بارے میں غور فرمائیے کہ وہ روایت نقل کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عبدان کے توجہ دلانے پر ابن المبارک نے اس کی روایت موقوف کر دی ہے۔ چنانچہ آج سلیمان کے حوالہ سے یہ روایت کسی کتاب میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۸) رُوح بن غَطِیْف

رُوح بن غطیف ثقفی جسری منکر الحدیث، ساقط الاعتبار اور حدیثیں گھڑنے والا راوی ہے حدیث تعاد الصلوٰۃ من قدر الدرهم من الدّم اسی شخص نے گھڑی ہے یہ

قال ابن قُھْرُ اذ: وسمعتُ وهب بن زعمه، يذکر عن سُفیان بن عبد الملك، قال: قال عبد الله — یعنی ابن المبارک — رأیتُ رُوح بن غَطِیْف — صاحب الدّم قدر الدرهم — وجلسْتُ اِلَیْهِ مجلسًا، فجعلْتُ اَسْتَحْیِی من أصحابی، اَنْ یَرُونِی جالسًا معه، کثرةَ حَدِیْثِهِ.

لہ تفصیل حالہ کیلئے دیکھیں تازیخ الکبیر لابن خاری ص ۳۳۱ والصغیر ص ۳۳۱ سان المیزان ص ۶۶ عقیل ص ۶۶ الضعفاء والترمذی لابن الجوزی ص ۲۵ الضعفاء والمتروکون للدریاض ص ۱۱۲

ترجمہ:- (۴۸) ابن قہزاد کہتے ہیں کہ میں نے وہب سے سنا، وہ سفیان سے روایت کرتے ہیں، کہ ابن المبارک نے فرمایا کہ: میں نے بقدر درہم خون "والے روح بن غطیف کو دیکھا ہے، اور اس کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھا ہوں۔ پس میں اپنے تلامذہ سے شرانے لگا اس بات سے کہ وہ مجھے اُس کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھ لیں، اس کی حدیث کو ناپسند کرنے کی وجہ سے۔

ترکیب:- من أصحابی متعلق استحیی سے — اُن یرونی ای من اُن یرونی مفعول بہ۔ استحیی کا — کوۃ المفعول لہ۔

نوٹ:- بقدر درہم خون سے نماز لوٹانے کی موضوع حدیث امام بخاری نے التایخ الکبیر میں اور عقیلی نے الضعفاء الکبیر میں سند کے ساتھ ذکر کی ہے۔

(۹) بقیۃ بن الولید

الْوَحْجُ بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیْدِ بْنِ صَائِدٍ كَلَامِي حَمَصِي (ولادت ۱۹۷ھ وفات ۱۹۷ھ) اچھے راوی ہیں، بخاری شریف میں تعلیقاً ان کی روایت ہے، صحاح ستہ کی باقی کتابوں میں بھی ان کی روایات ہیں، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "اگر وہ غیر معروف روایات سے روایت کریں تو نہ لی جائے اور معروف روایات سے روایت کریں تو ان کی حدیث لی جائے" ابواسحق فراری بھی یہی فرماتے ہیں، جیسا کہ آگے روایت میں پرآ رہا ہے۔ ابوسہر کہتے ہیں کہ اُحَادِیْثُ بَقِیَّةٍ، لَیْسَتْ بِبَقِیَّةٍ، لَکِنْ مِنْهَا عَلٰی بَقِیَّةٍ۔ عقیل کہتے ہیں: یروى عن قوم متروکین ومجهولین حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں صدوق، کثیر التذلیس عن الضعفاء۔ آگے روایت ۹۷ میں ان کی تالیس کا تذکرہ آ رہا ہے۔ لہ

وَحَدَّثَنِي ابْنُ قَهْرَازٍ، قَالَ: سَمِعْتُ وَهْبًا، يَقُولُ: عَنْ سَفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: «بَقِیَّةٌ صَدُوقُ اللِّسَانِ، وَلَكِنَّهُ يَأْخُذُ عَمَّنْ أَمَّلَ وَادْبَرَ

ترجمہ:- (۴۹) ابن المبارک نے فرمایا کہ: "بقیہ زبان کے سچے ہیں مگر نہ آنے والے سے روایت لیتے ہیں" یعنی ثقہ غیر ثقہ سب ہی سے روایت کرتے ہیں اس لئے ان کی روایتوں کی تحقیق ضروری ہے

(۱۰) حارث اعور کوفی

البوزیر حارث بن عبد اللہ ہمدانی، خازنی، الاعور الکوفی (متوفی ۲۶۵ھ) کی ابن معین، نسائی، احمد

لہ تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں تہذیب ۳۲۴ تقریب ۱۰ میزان ۳۳۳ عقیل ۱۶۲ الضعفاء للدارقطنی ۳۱۲ الضعفاء لابن الجوزی ۱۲۳ التاریخ الضعفاء للبخاری ۲۵۵

ابن صالح، ابن ابی داؤد وغیرہ نے توثیق کی ہے اور ثوری، ابن المدینی، ابو زرہ رازی، ابن عدی، دارقطنی، ابن سعد، ابوحاتم، شعبی، ابراہیم نخعی وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں۔ کان غالباً فی التشیع، واهیا فی الحدیث۔ وہی کہتے ہیں؛ والجمہور علی توہینہ مع روایتہم لحدیثہ فی الأبواب، سنن اربعوں ان کی روایات ہیں البتہ ناسی میں ان کی صرف دو حدیثیں ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ:
حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ الْهَمْدَانِيُّ، وَكَانَ كَذَّابًا۔

ترجمہ (۵۰) امام شعبی عامر بن شراحیل نے فرمایا کہ: ”مجھ سے حارث اعور ہمدانی نے حدیث بیان کی اور وہ بڑا جھوٹا تھا!

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَادٍ الْأَشْعَرِيُّ، قَالَ: نَا أَبُو سَامَةَ، عَنْ مُفَضَّلٍ، عَنْ مَغِيرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ۔

ترجمہ (۵۱) امام شعبی نے فرمایا کہ: ”مجھ سے حارث اعور نے حدیث بیان کی، اور امام شعبی گواہی دیتے ہیں کہ حارث جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔“
تشریح:- امام شعبی حارث پر یہ جرح بھی فرماتے تھے اور ان کی روایتیں بیان بھی کرتے تھے۔ روایت ۵۰ و ۵۱ میں حارث اعور پر مذکورہ تبصرہ کرنے کے بعد امام شعبی نے ان کی جو روایت بیان کی ہوگی وہ یہاں مذکور نہیں ہے، صرف تبصرہ ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ نے امام شعبی کی تکذیب کو اس پر محمول کیا ہے کہ شعبی نے حارث کی رائے (شیعییت) میں تکذیب کی ہے، روایت حدیث میں تکذیب نہیں کی ہے۔

وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نَا جَرِيرٌ، عَنْ مَغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عُلُقَمَةُ: قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي سِتِّينَ! فَقَالَ الْحَارِثُ: الْقُرْآنُ هَيْتَ، الْوَحْيُ أَشَدُّ!

ترجمہ:- (۵۲) ایک موقع پر حضرت علقمہ نے کہا کہ: ”میں نے دو سال میں قرآن پڑھا ہے!“ اس پر حارث نے کہا کہ: ”قرآن آسان ہے، وحی اُس سے زیادہ مشکل ہے!“

وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالَ: نَا أَحْمَدُ — يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ — قَالَ: نَا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ الْحَارِثَ قَالَ: تَغَلَّسْتُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سَنِينَ، وَالْوَحْيَ فِي سَنَتَيْنِ، أَوْ قَالَ: الْوَحْيَ فِي ثَلَاثِ سَنِينَ، وَالْقُرْآنَ فِي سَنَتَيْنِ!

ترجمہ:- (۵۳) ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حارث انور نے کہا کہ: میں نے قرآن تین سال میں سیکھا ہے اور وحی دو سال میں! یا یہ کہا کہ: ”وحی تین سال میں اور قرآن دو سال میں“
تشریح:- ابن سبائے روافض میں پہلے تو یہ خیال پھیلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کو اور خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ مخصوص ”بھید کی باتیں“ بتائی ہیں۔ پھر گھر گھر روایتیں چلائی شروع کیں اور اپنے متبعین کو یہ یقین دلایا کہ یہ وہی ”اسرار“ ہیں، جو عام نہیں کئے گئے۔ روایت ۵۲ اور ۵۳ میں حارث نے ”وحی“ سے انہی ”اسرار“ کو مراد لیا ہے — ”یہ اسرار“ آج تک اسرار ہیں، روافض کا دعویٰ ہے کہ ان کو شیعہ ہی جانتے ہیں۔ دوسروں کو وہ نہیں بتائے جاسکتے، کیونکہ وہ اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ حارث شدت سے یہی ”فہم کی دشواری“ مراد لے رہا ہے۔

وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ — وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ — قَالَ: نَا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْغُبَيْرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ الْحَارِثَ أَتَاهُمْ —

ترجمہ:- (۵۴) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”حارث مطعون کیا گیا ہے“ (یعنی بدعقیدگی کے ساتھ)

وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نَا جَرِيرٌ، عَنْ حَبْرَةَ الزَّيَّاتِ، قَالَ: سَمِعْتُ مَرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ: اقْعُدْ بِالْبَابِ، قَالَ: فَدَخَلَ مَرَّةً، وَأَخَذَ سَيْفَهُ، وَقَالَ: وَأَحْسَسَ الْحَارِثَ بِالشَّرِّ فَذَهَبَ.

ترجمہ:- (۵۵) زیات کہتے ہیں کہ مَرَّہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی، تو اس سے کہا کہ آپ دروازے پر بیٹھیں۔ حمزہ کہتے ہیں پھر مَرَّہ گھر میں گئے، اور اپنی تلوار لی، حمزہ کہتے ہیں کہ حارث کو خطرہ کی بھنک پڑ گئی۔ چنانچہ وہ چلا گیا (اور بچ گیا، ورنہ اس دن حارث کا قصہ باب صا)!

(۱۱) مُغِیرَةُ بْنُ سَعِيدٍ (۱۲) أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ

(۱) ابو عبد اللہ مغیرہ بن سعید بجلی، کوفی، کذاب، بڑا خبیث رافضی تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اجیار موتی پر قادر مانتا تھا، شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی توہین سب سے پہلے اسی ملعون کی تھی اور آخر میں نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا تھا جسکی وجہ سے اس کو آگ میں جلا دیا گیا تھا۔
 (۲) ابو عبد اللہ الرحیم شقیق ضبی، کوفی، قاص، خارجیوں کا رئیس اور ضعیف راوی ہے، کوفہ میں وعظ کرتا تھا اس لئے قاص سے مشہور ہوا۔ دولابی نے کتاب الکئی میں بیان کیا ہے کہ ابراہیم غنی رحمہ اللہ کی مراد درج ذیل روایت میں ابو عبد اللہ الرحیم سے یہی شخص ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ — يَعْنِي ابْنَ هُذَيْفَةَ —
 — قَالَ: نَاحِمًا دُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: قَالَ لَنَا إِبْرَاهِيمُ: إِيَّاكُمْ وَالْمَغِيرَةَ
 بَنَ سَعِيدٍ، وَأَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَإِنَّهُمَا كَذَّابَانِ

ترجمہ :- (۵۶) ابن عون کہتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم غنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ”تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم سے بچتے رہو، کیونکہ وہ دونوں بڑے جھوٹے ہیں۔“

(۱۳) وَاعْظُونَ كِي حَدِيثٍ

محدثین کے نزدیک صوفیا کی طرح پیشہ ور واعظوں کی حدیثوں کا بھی زیادہ اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ یہ طبقہ اپنی چند کمزوریوں کی وجہ سے عام طور پر غیر معتبر حدیثیں بیان کرتا ہے اس طبقہ کی سب سے بڑی خواہش یہ رہتی ہے کہ ایسی تقریر ہو کہ مجمع جھوم جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد معروف مضامین بیان کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے ان لوگوں کو عجیب سے عجیب تر باتیں گھڑنی پڑتی ہیں یا دوسروں کی گھڑی ہوئی سنائی پڑتی ہیں۔ اسی طرح یہ طبقہ علم میں پختہ بھی نہیں ہوتا اس لئے بہت سی کمزور بلکہ غلط باتیں بیان کر دیتا ہے اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ فن حدیث کی مہارت ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی اور وعظ میں حدیثیں بیان کرنا وہ اپنا موروثی حق سمجھتے ہیں، اسلئے جو بھی حدیث سامنے آ جاتی ہے اُسے بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

لہ تفصیل حالات کیلئے دیکھیں میزان منہ ۱۱۱ لسان منہ الضعفاء للدارقطنی ص ۳۳ الضعفاء لابن الجوزی ص ۱۳۲ ،
 لہ تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں الضعفاء لابن الجوزی ص ۲۲ والضعفاء للعقيلي ص ۱۸۶ لسان منہ میزان منہ ۲۷۹

اسی وجہ سے ائمہ جرح و تعدیل نے واعظوں کی حدیثوں کو غیر مقبہ قرار دیا ہے — مگر یہ کلیہ نہیں ہے، بعض حضرات اس سے مستثنیٰ بھی ہیں

وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، قَالَ: نَاحِمَادُ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ
قَالَ: نَاعِصَمٌ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيَّ، وَنَحْنُ
غِلْمَةٌ أَيْفَاعٌ، فَمَكَانٌ يَقُولُ لَنَا: "لَا تَجَالِسُوا الْقَصَاصَ عِزَّ ابْنِ الْأَحْوَصِ
وَأَيَاكُمْ شَقِيقًا! قَالَ: وَكَانَ شَقِيقُ هَذَا يُرَى رَأَى الْخَوَارِجَ وَلَيْسَ بِالْجَوَائِلِ

ترجمہ (۵۷) عامم کہتے ہیں کہ ہم تابعی جلیل حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب سلمی رحمہ اللہ کے پاس (حدیثیں پڑھنے) جایا کرتے تھے جب کہ ہم نوجوان لڑکے تھے، پس وہ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ واعظوں کے پاس حدیثیں پڑھنے نہ جایا کرو، البتہ حضرت ابو الاحوص عوف بن مالک بن فضلہ کو فی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور شقیق سے بچا کرو — عامم کہتے ہیں کہ یہ شقیق خارجیوں کا عقیدہ رکھتا تھا — اور یہ وہ شقیق نہیں ہیں جن کی کنیت ابو دائل ہے (بلکہ ان کی مراد ابو عبد الرحیم شقیق ضبئی کو فی ہے جس کا ذکر ۱۱ پر گذر چکا ہے)

تشریح :- (۱) ابو دائل شقیق بن سلمہ اسدی کبار تابعین میں سے ہیں اور حضرت ابن مسعودؓ کے خاص شاگرد اور حدیث شریف کے نہایت مضبوط راوی ہیں۔

(۲) غِلْمَةٌ، غِلَامٌ کی جمع ہے؛ بسرخط نوجوان — أَيْفَاعٌ جمع ہے یَقَعٌ اور یَفَاعٌ کی بمعنی قریب البلوغ، نوجوان لڑکا — جَالِسٌ جَالِسَاتٍ کے لغوی معنی ہیں کسی کی صحبت میں بیٹھنا، اور اصطلاح میں اس کا مفہوم ہے روایات حاصل کرنے کے لئے کسی کی صحبت میں جانا۔ الْقَصَاصُ (بضم القاف) جمع ہے الْقَصَاصُ کی جس کے معنی ہیں قصہ گو، واعظ، خطیب۔

(۱۴) جابر بن یزید جعفی

ابو عبد اللہ جابر بن یزید جعفی کو فی (متوفی ۱۲۷ھ) مشہور ضعیف راوی ہے، ابو داؤد ترمذی، اور ابن ماجہ کا راوی ہے، پہلے یہ شخص ٹھیک تھا پھر سبائی شیعہ ہو گیا تھا چنانچہ بعض ائمہ نے سابق احوال کے اعتبار سے اس کی توثیق کی ہے اور اس کی روایتیں لی ہیں، اور دوسرے حضرات نے آخری احوال کے اعتبار سے اس پر جرح کی ہے اور اس کی روایتیں ترک

$\frac{1}{6} \times \frac{1}{7} = \frac{1}{42}$, $\frac{1}{8} \times \frac{1}{9} = \frac{1}{72}$, $\frac{1}{10} \times \frac{1}{11} = \frac{1}{110}$

[illegible][illegible][illegible]

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين
والمخلصين من عباده المخلصين

[illegible]

وكانت يومئذ في الخضرية
يقول: لقيت جابر بن يزيد الجعفي، وهو قريب عني.
حدثنا عن محمد بن عمرو الزري قال: سمعت أبا عبد الله

[illegible]

گیا کہ اُس نے کیا بد اعتقادی ظاہر کی؟ انھوں نے جواب دیا کہ "رجعت کا عقیدہ" (جس کی تفصیل روایت ۶۲ میں آرہی ہے۔

وحدثنی حسن الحلوانی قال: نا ابو یحییٰ الحکامی، قال: نا قتیصۃ،
وأخوه انهما سمعا الجراح بن مِلِّمٍ یقول، سمعتُ جابرًا یقول:
عندی سبعون ألف حدیث عن ابی جعفر، عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کُلُّها

ترجمہ (۶۱) جراح کہتے ہیں کہ میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں، جو ابو جعفر محمد باقر رحمہ اللہ سے مروی ہیں اور سب مرفوع ہیں۔

وحدثنی حجاج بن الشاعر، قال: نا احمد بن یونس، قال: سمعتُ
زہیرًا یقول: قال جابر او: سمعتُ جابرًا یقول: ان عندی لَخُسْنِ
الف حدیث، ما حدثتُ منها بشئ، قال: ثوحدثتُ یومًا بحدیث
فقال: هذا من الخسین الف۔

ترجمہ (۶۲) زہیر کہتے ہیں کہ جابر نے کہا، یا میں نے جابر کو کہتے ہوئے سنا کہ میرے پاس ایسی پچاس ہزار حدیثیں ہیں، جن میں سے ایک بھی میں نے لوگوں سے بیان نہیں کی ہے۔ زہیر کہتے ہیں: پھر ایک دن اُس نے ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اُن پچاس ہزار میں سے ہے،

وحدثنی ابراہیم بن خالد لیشکرئ، قال: سمعتُ ابا الولید،
یقول: سمعتُ سَلامَ بن ابی مُطِیعٍ یقول: سمعتُ جابرًا الجعفی، یقول:
عندی خمسون ألف حدیث، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ (۶۳) سلام بن ابی مطیع کہتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "میرے پاس ایسی پچاس ہزار حدیثیں ہیں جو سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں" (یہ روایت ۶۱ کے ہم معنی ہے)

وحدثنی سلمۃ بن شبيب، قال: نا الحمیدی، قال: نا سفیان

قال: سمعت رجلاً سأل جابراً عن قوله تعالى: "فَلَنَ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِىَ ابْنِى، أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لى، وَهُوَ خَيْرُ الْحَكِمِينَ؟" قال: فقال جابر: لَوْ يَجِئُ تَأْوِيلُ هَذِهِ — قال سفيان: وَكَذَبَ! — فقلنا: وما أَرَادَ بهذا؟ فقال: إِنَّ الرَّاغِضَةَ تَقُولُ: إِنْ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا نَخْرُجُ مَعَهُ مِنْ مَخْرَجٍ مِنْ وَلَدِهِ، حَتَّى يَنَادَى مَنَادٌ مِنَ السَّمَاءِ — يَرِيدُ عَلِيًّا —، أَنَّهُ يَنَادى: اخْرُجُوا مَعَ فَلَانٍ — يَقُولُ جَابِرٌ: فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ، وَكَذَبَ! كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ.

ترجمہ (۶۴) سفيان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے سنا، جس نے جابر جعفی سے اس آیت کا مطلب پوچھا تھا،
فَلَنَ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِىَ
ابْنِى أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لى، وَهُوَ
خَيْرُ الْحَكِمِينَ
میں اس وقت تک یہاں سے نہ ہٹوں گا جب
تک میرا مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ میرے
حق میں کوئی فیصلہ فرمائیں، اور وہ بہترین
فیصلہ فرمانے والے ہیں
(یوسف ۸۰)

اس آدمی نے کہا پس جابر نے جواب دیا کہ: ابھی اس آیت کا مصداق ظاہر نہیں ہوا ہے "سفيان کہتے ہیں کہ "جابر نے جھوٹ کہا!" — حمیدی کہتے ہیں کہ ہم نے سفيان سے پوچھا کہ جابر کی غرض کیا تھی؟ سفيان نے بتایا کہ رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ بنادلوں میں ہیں اور ان کی اولاد میں سے جو بھی شخص خروج (حکومت وقت سے بغاوت) کرتا ہے، ہم اس کے ساتھ اس وقت نکلتے ہیں جب ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے، — جابر حضرت علیؑ کو مراد لے رہا ہے — (یعنی اپنی سے مراد حضرت علیؑ نہیں) — وہ پکار کر کہتا ہے کہ: فلاں شخص کے ساتھ خروج (بغاوت) کرو۔ — جابر کہتا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہی ہے، اور وہ جھوٹ بکتا ہے، یہ آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بارے میں ہے۔

تفسیر: یہ عقیدہ رجعت کی شیعوں کے یہاں متقدم و تفسیر میں ہیں، ایک وہ ہے جو اوپر روایت میں گذری، دوسری تفسیر امام غائب کا خروج (ظہور) ہے اس صورت میں الْأَرْض سے مراد غارِ مومن سرائی کا وہ کنواں لیتے ہیں جس میں امام غائب چھپے بیٹھے ہیں — اور ایک

قدیم تفسیر عقیدہ رجعت کی یہ بھی تھی کہ حضرت علیؑ دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں تشریف لائیں گے اس صورت میں الْأَرْض سے مراد قبر اور اُپنی سے مراد اللہ تعالیٰ کو لیتے ہیں۔

جابر جعفی کا عقیدہ غالباً یہ تیسرا تھا، کیونکہ وہ سورۃ النمل کی آیت ۸۲ وَإِذَا دُفِنَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ مِیْن دابة سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لیتا ہے (میزان الاعتدال) وقال ابن حبان: كان سَبَبِيًّا من أصحاب عبد الله بن سبأ، كان يقول: إِنَّ عَلِيًّا يَرْجِعُ إِلَى الدُّنْيَا (مِيزَانُ الْاِعْتِدَالِ) وَاللَّهُ اعْلَمُ

وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ، قَالَ: نَا الْحَمِيدِي، قَالَ: نَاسَفِيَان، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يُحَدِّثُ بِمَجْزُوءٍ مِّنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ، مَا أَسْتَعِجِلُ أَنْ أَذْكَرَ مِنْهَا شَيْئًا، وَأَنْتَ لِي كَذَّابٌ وَكَذَّابٌ ۝

ترجمہ:- (۶۵) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی سے تقریباً تیس ہزار ایسی حدیثیں سنی ہیں جن میں سے ایک کو بھی ذکر کرنا جائز نہیں سمجھتا، اگرچہ مجھے دولت کے انبار مل جائیں — (لفظی ترجمہ: اور یہ کہ ہومیرے لئے اتنا اتنا)

(۱۵) حارث بن حصیرہ

ابوالنعمان حارث بن حصیرہ ازدی کو فی ضعیف راوی ہے، یہ جابر جعفی کا شاگرد، عقیدہ رجعت کا قائل اور غالی (کٹر) شیعہ تھا، غالباً شروع کے احوال اس کے بھی اچھے تھے اس لئے بعض محدثین نے اس کی توثیق کی ہے اور امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام نسائی نے سنن میں اور کتاب خصائص علی میں اس کی روایت لی ہے۔

تفضیلی اور غالی شیعہ | تفضیلی شیعہ وہ ہے جو حضرت علیؑ سے محبت رکھتا ہے اور ان کو تمام صحابہ سے افضل سمجھتا ہے، اور حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؑ کو خلافت کے مسئلہ میں راجح سمجھتا ہے جیسے ابوالاسود دُغَلِی، مولانا جامی، اور علامہ تفتازانی کے بارے میں ایسا خیال کیا جاتا ہے، رہا وہ شخص جو حضرت علیؑ کو شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

پرسنہ خلافت میں ترجیح دیتا ہے وہ تفضیلی شیعہ نہیں ہے بلکہ غالی شیعہ ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی ہدی الساری (۴۵۹) میں تحریر فرماتے ہیں۔

والتَّشْيِيعُ، مُحَبَّةُ عَلِيٍّ وَتَقْدِيمُهُ عَلَى الصَّحَابَةِ، فَمَنْ قَدَّمَ عَلَى ابْنِ بَكْرٍ وَعَمَرَ فَهُوَ غَالٍ فِي تَشْيِيعِهِ، وَيُطْلَقُ عَلَيْهِ: رَافِضِيٌّ وَالْأَفْشِيْعِيُّ، فَإِنَّ النُّضَافَ إِلَى ذَلِكَ السَّبَبِ، أَوِ التَّصْرِيمَ بِالْبَغْضِ، فَغَالٍ فِي الرَّافِضِ، وَإِنْ اعْتَقَدَ الرَّجْعَةَ إِلَى الدُّنْيَا فَاشْدُّ فِي الْغُلُوِّ.

ترجمہ:- شیعیت حضرت علیؑ کی محبت اور ان کو صحابہ سے افضل سمجھنے کا نام ہے، پس جو شخص حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مسنہ خلافت میں زیادہ حق دار سمجھتا ہے وہ توشیعیت میں غلو کرنے والا ہے اور اس کو رافضی کہا جاتا ہے، ورنہ شیعہ کہا جاتا ہے یعنی صرف افضل سمجھنے کی صورت میں، پھر اگر مسنہ خلافت میں تقدیم کے ساتھ سب و شتم اور بغض و نفرت کا اظہار بھی ہو تو وہ رافضیت میں غلو کرنے والا ہے اور اگر حضرت علیؑ کے دوبارہ دنیا میں آنے کا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ رافضیت میں غلو سے بھی آگے کی چیز ہے۔

وَقَالَ مُسْلِمٌ: وَسَمِعْتُ أَبَا غَسَّانَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو الرَّازِيَّ، قَالَ: سَأَلْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِيدِ فَقُلْتُ: الْحَارِثُ بْنُ حَصِيْرَةَ، لَقِيْتَهُ؟ قَالَ: نَعُو! شَيْخٌ طَوِيلُ السَّكُوتِ، يُصِرُّ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ.

ترجمہ (۶۶) ابو غسان کہتے ہیں کہ میں نے جریر سے دریافت کیا، کہ آپ کی حارث سے ملاقات ہوئی ہے، انھوں نے کہا کہ جی ہاں! وہ خاموش طبع بوڑھا تھا، جو سنگین بات پر اصرار کرتا تھا (یعنی رجعت کا عقیدہ رکھتا تھا)

(۱۶) دونا معلوم راویوں پر کلام

ذیل کی روایتوں میں دونا معلوم راویوں پر تنقید ہے، امام مسلم رحمہ اللہ کا مقصد طلبہ کو ترح کا انداز سمجھانا ہے، اور اسکے لئے مجروح کا نام معلوم ہونا ضروری نہیں ہے۔ امام مسلمؒ کا مقصد ضعیف روایات کی معرفت نہیں ہے، اس کے لئے تو بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْسَرِيُّ قَالَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: وَذَكَرَ أَيُّوبُ رَجُلًا يَوْمًا، فَقَالَ:

لویکن بمستقیم اللسان! و ذکر آخر فقال: هو یزید فی الرقو

ترجمہ :- (۶۷) حاد کہتے ہیں کہ ایوب سختیا فی رحمہ اللہ نے ایک دن ایک شخص کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ: ”وہ درست زبان نہیں تھا!“ اور ایک دوسرے شخص کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ: ”وہ قیمت بڑھایا کرتا تھا!“ یعنی دونوں شخص حدیث شریف کے معاملہ میں قابل اعتماد نہیں تھے

تشییح :- یزید فی الرقو کے اصلی معنی ہیں چیزوں پر بڑی ہوئی قیمتوں میں تغیر کر دینا، اور گاہکوں کو دھوکا دے کر زائد قیمت وصول کرنا، پھر بطور کنایہ یا بطور مجاز متعارف اس کے معنی ہونے لگے حدیثوں میں جھوٹ بولنا اور اساتذہ سے لکھی ہوئی حدیثوں میں اپنی طرف سے بڑھا دینا اور شاگردوں کو دھوکا دے کر اپنی موضوعات چلا دینا قال ابن الاثیر: ثو استعملہ المحدثون فیمن یلذب، و یزید فی حدیثہ (نہایہ فی غریب الحدیث مادہ رقو)

حدثنی حجاج بن الشاعر، قال: نا سلیمان بن حرب، قال: نا حماد بن زید، قال: قال ایوب: ان لی جاراً — ثوذکر من فضلہ — ولو شہد علی تمرّتین مارأیت شہادتہ جائزۃ۔

ترجمہ :- (۶۸) ایوب سختیا فی نے فرمایا کہ میرا ایک پڑوسی ہے — پھر ایوب نے اس کے فضائل بیان کئے — اگر وہ میرے سامنے دو کھجوروں کے بارے میں گواہی دے تو بھی میں اس کی گواہی کو معتبر نہیں سمجھوں گا! (یعنی دنیا کی اتنی معمولی چیز کے بارے میں بھی میں اس کا اعتبار نہیں کروں گا، پھر حدیث شریف جیسے اہم معاملہ میں، جو خالص دینی معاملہ ہے میں اس کا کیوں کر اعتبار کر سکتا ہوں؟)

(۱۷) ابو اُمیہ عبد الکریم بصری

ابو اُمیہ عبد الکریم بن ابی الخارق المعلم البصری (متوفی ۱۲۶ھ) پر امام ابن عیینہ، ابن ہبہری، یحییٰ قطان، امام احمد، ابن عدی اور ایوب سختیا فی نے جرح کی ہے، ان کی بخاری شریف میں ایک روایت ہے، نسائی میں چند اور ترمذی اور ابن ماجہ میں کافی روایتیں ہیں۔

لہ تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں تہذیب ۳۶۶، تقریب ۵۱۶، میزان ۶۴۶، الضعفاء للعلی ۶۳۶، ولدارقطنی ۲۸۸، ولا بن الجوزی ۱۱۳، تاریخ الکبیر للبخاری ۴۴۶، والصغیر ۸۔

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَحُجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالَا: نَاعِلُ بْنُ رَاقٍ
قَالَ: قَالَ مَعْمَرٌ: مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اغْتَابَ أَحَدًا إِقْطًا، إِلَّا عَبْدَ الْكَرِيمِ -
يَعْنِي أَبَا أُمَيَّةَ - فَإِنَّهُ ذَكَرَهُ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ! كَانَ غَيْرَ ثَقِيَّةٍ،
لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ لِعِكْرَمَةَ، ثَوَّ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرَمَةَ -

ترجمہ (۶۹) معمر کہتے ہیں کہ میں نے ایوب سختیانی کو کبھی کسی کی غیبت کرتے نہیں سنا،
سوائے عبدالکریم کے، جس کی کنیت ابو اُمیہ ہے، ایوب نے اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ: اللہ کے
حال پر رحم کریں! وہ ثقہ (معتبر) نہیں ہے، اس نے مجھ سے حضرت عکرمہ کی ایک حدیث پوچھی ہے
(یعنی پڑھی ہے) مگر جب بیان کرتا ہے تو سمعت عکرمہ کہتا ہے۔
نوٹ: بجرح غیبت نہیں ہے، یہ بحث روایت ۹۲ کے ذیل میں آرہی ہے۔

(۱۸) ابوداؤد اعمیٰ

ابوداؤد تفسیر بن الحارث، الْقَاصُّ الْأَعْمَى، کوئی نہایت ضعیف بلکہ متروک ہے، ترمذی اور
ابن ماجہ کا راوی ہے۔

حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَفَانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ:
نَاهَتَانِ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا ابُودَاؤُدُ الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ: ثَنَا الْبَرَاءُ،
وَتَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِقَتَادَةَ، فَقَالَ: كَذَبَ! مَا سَمِعَ
مِنْهُمْ، إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ، زَمَنَ طَاعُونَ الْحَارِثِ

ترجمہ (۷۰) ہم کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں ابوداؤد اعمیٰ آیا، پس اس نے کہنا شروع
کیا حد ثنا البراء..... حد ثنا زید بن ارقم (یعنی اپنے آپ کو ان صحابہ کا شاگرد بتا کر
ان کی سند سے روایتیں بیان کرنے لگا) پس ہم نے اس کا حضرت قتادہ سے تذکرہ کیا، تو آپ
نے فرمایا کہ: اس نے جھوٹ کہا! اُس نے ان حضرات سے حدیث نہیں سنی ہے، وہ تو طاعون حارث
(جھاڑو پھیر دبا) کے زمانہ میں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگا کرتا تھا۔

لہ تفصیل احوال کیلئے دیکھئے تہذیب و تہذیب، تقریب ۳۴۳، میزان ۳۴۴، الضعفاء الکبیر للعقیل ۳۴۵۔

وحدثنی حسن بن علی الحلوانی، قال: نایزید بن ہارون، قال: انا ہتام، قال: دخل ابوداؤد الاعلیٰ علی قتادہ، فلما قام، قالوا: ان هذا یزعمُ انه لقی ثمانیۃ عشرَ بدْرِیًّا، فقال قتادہ: هذا کان سائلاً قبل الجارف، لا یعرضُ لشیءٍ من هذا، ولا یتکلمُ فیہ، فواللہ ما حدثننا الحسن عن بدْرِیٍّ مُشافِہَةٍ، ولا حدثننا سعیدُ بن المسیب عن بدْرِیٍّ مُشافِہَةٍ، الا عن سعد بن مالک -

ترجمہ (۱۰۶) ہم کہتے ہیں کہ ابوداؤد اعلیٰ حضرت قتادہ کے پاس آیا، پھر جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو طلبہ نے کہا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ اس نے اٹھارہ بدری صحابہ سے ملاقات کی ہے، پس حضرت قتادہ نے فرمایا کہ: یہ تو طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا، فن حدیث سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تھا، اور نہ اس فن میں کوئی گفتگو کرتا تھا، پس خدا کی قسم! نہ تو حضرت حسن بصری نے ہمیں کوئی حدیث بذاتِ خود کسی بدری صحابی سے سن کر بیان کی اور نہ حضرت سعید نے ہمیں کوئی حدیث بذاتِ خود کسی بدری صحابی سے سُن کر بیان کی، سوائے حضرت سعد بن ابی وقاص کے۔

تشریح:۔ جارف (اسم فاعل) طاعون، تباہ کن موت، جھاڑو پھیر دبا، از جوف، (ن) الشئ، کل یا اکثر حصہ کو لے جانا۔ پہلی صدی میں ایسی وبایں متعدد آئی ہیں مگر چونکہ حضرت قتادہ کی ولادت ۱۱۰ھ میں ہوئی ہے اس لئے اسکے بعد کی کوئی وبا ہی روایت میں مراد ہے ۱۱۰ھ کے بعد ۸۰ھ میں ایک وبا پھیلی تھی جو طاعونُ القتیات (نوجوان لڑکیوں والی وبا) کہلاتی ہے، اس وبا میں زیادہ تر کنواری لڑکیاں مری تھیں اس لئے یہ نام مشہور ہوا تھا، غالباً حضرت قتادہ کی مراد یہی وبا ہے۔ اور حضرت قتادہ کے آخری قول کا مطلب یہ ہے کہ حسن بصری اور سعید بن المسیب جو عمر اور فضل میں ابوداؤد اعلیٰ سے بہت بڑے ہیں ان کی تو بدری صحابہ سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ وہ ان سے بلا واسطہ کوئی روایت نہیں کرتے، البتہ حضرت سعید کی صرف ایک بدری صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص سے ملاقات ہوئی ہے۔ پھر اس اعمیٰ کی اتنے بدری صحابہ سے ملاقات کیسے ہو گئی! یقیناً وہ جھوٹا ہے۔

(۱۹) ابو جعفر ہاشمی مدنی

ابو جعفر عبداللہ بن مسعود مدنی (اس کو مدنی بھی کہا جاتا ہے) ہاشمی کذاب اور واضح حدیث

تھا اس کا تذکرہ پہلے ملا پر گزر چکا ہے۔

حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: نَاجِيْرٌ عَنْ رَقَبَةَ: أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ
الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ أَحَادِيثَ: كُلَّامٍ حَقٍّ، وَلَيْسَتْ مِنْ
أَحَادِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يُرْوِيهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:۔ رقبۃ بن مصفلہ کہتے ہیں کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی حدیثیں گھڑا کرتا تھا یعنی صحیح
باتوں کو حدیث بنا کر بیان کیا کرتا تھا، حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نہیں
ہوتے تھے (مگر) وہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کرتا تھا۔

ترکیب:۔ کلام حق منسوب ہے اور احادیث سے بدل ہے

(۲۰) عمرو بن عبید

ابو عثمان عمرو بن عبید بن باب بصری (متوفی ۱۲۳ھ) مشہور معتزلی ہے، اپنے اعتزال
کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا تھا، بڑا عبادت گزار تھا، مگر روایت حدیث میں ضعیف ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلَوَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَعِيمٌ بْنُ حَمَّادٍ — قَالَ
أَبُو سَعْدٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَفْيَانَ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى
قَالَ: حَدَّثَنَا نَعِيمٌ بْنُ حَمَّادٍ — قَالَ: نَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَّالِسِيُّ،
عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ
يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ۔

ترجمہ (۲۰) امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہم سے حسن حلوانی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نعیم
نے بیان کیا — (دوسری سند۔ امام مسلم کے تلمیذ اور صحیح مسلم کے راوی) ابو اسحاق
کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن یحییٰ دہلی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نعیم نے بیان کیا — نعیم کہتے

لہ تفصیل حالات کیلئے دیکھئے تہذیب منہ تقریب ۲۶۱ الضعفاء للدارقطنی ۳۰۸ وللعقيلي ۲۶۲ ولا ابن المجوزی ۲۶۳

میزان ۲۶۳ -

ہیں کہ ہمیں طیالیسی نے بیان کیا، وہ شعبہ سے، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں، یونس کہتے ہیں کہ: عمرو بن عبیدہ حدیثیں روایت کرنے میں جھوٹ بولا کرتا تھا۔
تشریح :- امام مسلم رحمہ اللہ امام ذہلی رحمہ اللہ کی کوئی حدیث اپنی صحیح میں نہیں لائے ہیں، کیونکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی حمایت میں امام ذہلی کی سب روایتیں ان کو واپس کر دی تھیں، تفصیل مقدمہ میں امام مسلم رحمہ اللہ کے حالات میں دیکھیں۔ یہ دوسری سند ابو اسحق رحمہ اللہ نے بعد میں بڑھائی ہے۔

حدیثی عمرو بن علی (ابو حفص) قال: سمعتُ معاذ بن معاذ، يقول: قلت لعوف بن ابی جمیلۃ، انَّ عمرو بن عبیدۃ حدَّثنا عن الحسن (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من حمل علینا السلام فلیس منّا قال: کذب، واللہ! عمرو) ولکنہ اراد ان یخوننا الی قولہ الخبیث،

ترجمہ (۴) معاذ غزیری نے عوف بن ابی جمیل سے (جو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگرد ہیں اور ان کی تمام حدیثوں سے واقف ہیں) کہا کہ عمرو بن عبیدہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ عوف نے کہا کہ بخدا! عمرو نے جھوٹ کہا، البتہ وہ چاہتا ہے کہ اس حدیث کو اپنے گندے عقیدہ کے ساتھ جمع کر لے۔
تفسیر (۱) حازن (خوناً و حیازۃ الشیء) اکٹھا کرنا، جمع کرنا

(۲) من حمل الاصحیح حدیث ہے امام مسلم رحمہ اللہ نے کتاب الایمان باب من حمل علینا الا میں اس کو متعدد سندوں سے روایت کیا ہے، حضرت عوف نے جو عمرو کی تکذیب کی ہے وہ یا تو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی سند سے روایت کرنے میں کی ہے کیونکہ یہ حدیث حضرت حسن کی سند سے مروی نہیں ہے یا اس بات میں تکذیب کی ہے کہ عمرو نے یہ حدیث حضرت حسن سے نہیں سنی ہے

(۳) معتزلہ کے نزدیک مرتکب کبیرہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے اور اگرچہ وہ دائرۃ کفر میں داخل نہیں ہے مگر تاابد جہنم میں رہے گا۔ عوف نے فرمایا کہ عمرو اس حدیث سے اپنے باطل عقیدہ پر استدلال کرنا چاہتا ہے، اور استدلال کو ذہنی بنانے کیلئے حضرت حسن کی سند سے روایت کرتا ہے کیونکہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی تمام عالم اسلام میں اور خاص طور پر بصرہ اور اس کے قریب و چوڑ میں بڑی

حیثیت تھی۔

وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ حَمَادَ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ أَيُّوبَ، وَسَمِعَ مِنْهُ، فَقَالُوا لَهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرُو بْنَ عَبِيدٍ، قَالَ حَمَادٌ: فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ، وَقَدْ بَكَّرْنَا إِلَى السُّوقِ، فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ (أَيُّوبُ)، وَسَأَلَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوبُ: بَلِّغْنِي أَتَىكَ لَزِمْتُ ذَلِكَ الرَّجُلَ — قَالَ حَمَادٌ: سَمَّاهُ يَعْنِي عَمْرًا — قَالَ: نَعَمْ، يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّهُ يَحْمِيئُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ، قَالَ: يَقُولُ لِي أَيُّوبُ: إِنَّمَا نَفَرْتُ، أَوْ: نَفَرْتُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ

ترجمہ (۵)، حماد کہتے ہیں کہ ایک شخص ایوب سختیانی رحمہ اللہ کا خاص شاگرد تھا، اور اس نے حضرت ایوب سے حدیثیں بھی سنی تھیں، ایک دن ایوب نے اس کو غائب پایا تو اس کے بارے میں طلبہ سے دریافت کیا (طلبہ نے عرض کیا کہ "ابوبکر! وہ تو عمرو بن عبیدہ کے پاس رہنے لگا ہے۔" — حماد کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ایوب کے ساتھ تھا اور ہم سیرے بازار جا رہے تھے کہ وہ شخص حضرت ایوب کے سامنے آگیا، ایوب نے اس کو سلام کیا اور خیر خیریت پوچھی، پھر اس سے پوچھا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم اس شخص کے ساتھ رہنے لگے ہو؟ — حماد کہتے ہیں کہ ایوب نے اس شخص کا نام لیا تھا یعنی عمرو بن عبیدہ — اس شخص نے جواب دیا کہ "جی ہاں" اے ابوبکر! وہ ہم سے عجیب چیزیں بیان کرتا ہے (یعنی نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب حدیثیں روایت کرتا ہے) حماد کہتے ہیں کہ اس شخص سے ایوب نے کہا کہ: "ہم ایسی عجیب و غریب حدیثوں سے در بھاگتے ہیں۔" یا یہ فرمایا کہ ڈرتے ہیں

وَحَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ زَيْدٍ — يَعْنِي حَمَادًا — قَالَ: قِيلَ لَأَيُّوبَ إِنَّ عَمْرُو بْنَ عَبِيدٍ رَوَى عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: لَا يُجْلَدُ السَّكَرَانُ مِنَ النَّبِيِّ؟ فَقَالَ: كَذِبٌ! أُنَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: "يُجْلَدُ السَّكَرَانُ مِنَ النَّبِيِّ"

ترجمہ (۶)، حماد کہتے ہیں کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ عمرو بن عبیدہ حضرت

لے ہندی نسخوں میں ائمہ ہے اور مصری نسخہ میں "أَنَا" ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت کرتا ہے کہ جو شخص نبیذ پی کر مست ہو جائے اس کو حد نہ لگائی جائیگی (کیا یہ بات صحیح ہے؟) ایوب نے کہا کہ وہ جھوٹ کہتا ہے! میں نے خود حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ "جس کو نبیذ پینے سے نشہ آ جائے اس کو حد لگائی جائے گی۔"

وَحَدَّثَنِي حُجَّاجٌ قَالَ: نَاسِلِيَانِ بَنَ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَامَ
بَنِ أَبِي مُطِيعٍ يَقُولُ: بَلَّغَ أَيُّوبَ أُنَى الرَّقِيِّ عَمْرًا، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ يَوْمًا، فَقَالَ:
أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَا تَأْمَنُهُ عَلَى دِينِهِ كَيْفَ تَأْمَنُهُ عَلَى الْحَدِيثِ؟

ترجمہ (۷) سلام کہتے ہیں کہ ایوب سختیانی کو یہ خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عبید کے پاس جایا کرتا ہوں تو ایک دن میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ بتاؤ! جس شخص کے دین سے تم مطمئن نہیں ہو اس کی حدیثوں پر کیسے اطمینان کر لیتے ہو؟! " (یعنی تم عمرو کے مذہب اعتزال کو غلط سمجھتے ہو پھر اس بد دین سے حدیثیں کیوں لیتے ہو؟!)

وحدثنى سلمة بن شبيب، قال: نا الحמידى، قال: ناسفیان
قال: سمعت أبا موسى، يقول: نا عمرو بن عبدٍ قبل أن يُحدثَ

ترجمہ (۸، ۷) ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ کہتے ہیں کہ عمر و بن عبید نے ہمیں نئی بات (اعتزال) نکالنے سے پہلے حدیث بیان کی (تشریح کیلئے روایت ۵۹ دیکھیں)

(۲۱) ابوشیبہ قاضی واسط

ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ، عیسیٰ، کوفی، قاضی واسط (متوفی ۱۶۹ھ) محدث شہیر ابو بکر بن ابی شیبہ (صاحبِ مُصَنَّف ابن ابی شیبہ) کا دادا ہے، ابو داؤد اور ابن ماجہ کا راوی ہے، متروک الحدیث اور نہایت ضعیف ہے۔

حدثنى عبيد الله بن معاذ العنبري، قال: نا أبي، قال: كتبتُ

۱۰ تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں۔ سان ۲۶۸ میزان ۴۴۰ و ۵۳۴ تہذیب ۱۲۲ تقریب ۳۹ الضعفاء للدارقطنی
۹۹۔ دلائل الجوزی ۴۱ و للعقلمی ۵۹ التاریخ الکبیر للبخاری ۲۴۶ و الصغیر ۱۴

إلى شعبة، أَسْأَلُكَ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ قَاضِي وَاسِطٍ؟ فَكُتِبَ إِلَيَّ: لَا تَكْتُبُ عَنْهُ شَيْئًا، وَمَزَّقَ كِتَابِي "

ترجمہ (۷۹) معاذ غنبری کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبہ کو خط لکھا اور ابو شیبہ قاضی واسط کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے مجھے جواب لکھا کہ "اس سے کوئی حدیث نہ لکھو (یعنی اسکے پاس حدیث پڑھنے نہ جاؤ) اور سیرا خط پھاڑ دو" (کیونکہ خدا نخواستہ میری تحریر قاضی صاحب کے ہاتھ لگ گئی تو وہ میسر درپے آزار ہوں گے)

(۲۲) صالح مری

ابو بشر صالح بن بشیر بن وادع مری بصری (متوفی ۱۷۳ھ) نیک، صالح آدمی تھے مگر وعظ کہتے تھے اور روایت حدیث میں ضعیف تھے، امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے ان کی حدیث لی ہے۔

وَحَدَّثَنَا الْحُلَوَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَفَّانَ قَالَ: حَدَّثْتُ حَمَادَ بْنَ سَلَمَةَ، عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ عَنْ ثَابِتٍ، فَقَالَ: كَذَبَ، وَحَدَّثْتُ هَتَمًا، عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ، فَقَالَ: كَذَبَ

ترجمہ (۸۰) عفان کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن سلمہ کے سامنے (برائے توثیق) صالح مری کی ثابت سے روایت بیان کی تو انھوں نے فرمایا کہ: اُس نے جھوٹ کہا! (اسی طرح) ہتام سے صالح مری کی ایک حدیث بیان کی تو انھوں نے بھی فرمایا کہ: اس نے جھوٹ کہا!

(۲۳) حسن بن عمارہ

حسن بن عمارہ بکلی، ابو محمد کوفی (متوفی ۱۵۳ھ) بغداد کے قاضی تھے، روایت حدیث میں نہایت ضعیف بلکہ متروک قرار دیئے گئے ہیں، امام بخاری نے صحیح میں تعلیقاً اور امام

۱۔ احوال کیلئے دیکھیں تہذیب ۳۸۲، تقریب ۳۵۵، میزان ۲۸۹، الضعفاء للدارقطنی ۲۲۵، واللعیل ۱۹۹،
دلائل الجوزی ۴۶، التاريخ الكبير للبخاری ۳۳۳، والصغير ۱۹۳۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت لی ہے۔

وحد ثنا محمود بن غیلان، قال: ثنا ابوداؤد، قال: قال لی شعبۃ؛
ایت جریر بن حازم، فقل له: لا یجلُّ لك ان تروى عن الحسن
بن عمارۃ، فإنَّه یكذبُ، قال ابوداؤد: قلتُ لشعبۃ: وكيف ذاك؟
فقال: حدثنا عن الحکم بن أسیاء لم أجد لها أصلاً، قال: قلت له:
بأي شيء؟ قال: قلت للحکم: أوصی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی
قتلی أحد؟ فقال: لم یصلِ علیهم، فقال الحسن بن عمارۃ: عن
الحکم عن مفسم، عن ابن عباس؛ إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صلى علیهم، ودَفَنَهُمْ، قلتُ للحکم: ما تقول فی أولاد الزنا؟ قال:
یصلی علیهم، قلت: من حدیث من یروی؟ قال: یروی عن الحسن
البصری، فقال الحسن بن عمارۃ: حدثنا الحکم، عن یحیی بن
الجریر، عن علی رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ (۸۱) ابوداؤد طیارسی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام شعبہ نے کہا کہ تم جریر بن حازم کے پاس جاؤ اور کہو کہ ”آپ کے لئے جائز نہیں ہے کہ آپ حسن بن عمارہ سے روایت کریں، کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔“ ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے پوچھا کہ آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ شعبہ نے کہا کہ اُس نے ہمیں حکم بن عتبہ سے چند ایسی حدیثیں بیان کی ہیں کہ میں ان کی کوئی اصلیت نہیں پاتا، ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اس نے کون سی حدیثیں بیان کی ہیں؟ شعبہ نے کہا کہ میں نے حکم سے معلوم کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء کی نماز جنازہ پڑھی ہے؟ تو حکم نے کہا کہ ”نہیں پڑھی ہے۔“ اب حسن بن عمارہ حُکْمُ عَنْ مَفْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ کی سند سے بیان کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور ان کو دفن کیا ہے (اگر یہ حدیث حکم کے پاس ہوتی تو وہ اس کے خلاف کیسے کہتے؟) اسی طرح میں نے حکم سے معلوم کیا ہے کہ آپ ولد الزنا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ: اس کی

لہ تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں تہذیب ۳۴۳ تقریب ۱۶۹ میزان ۵۱۳ الضحار للدارقطنی ۱۹۳ دلائل بخاری

۲۰۴ و للعقیل ۲۳۴ تاریخ الصغیر للبخاری ۱۰۹۔

نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ میں نے معلوم کیا کہ یہ کس روایت سے ثابت ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے (یعنی ان کا فتویٰ ہے) اب حسن بن عمار کہتا ہے کہ ہمیں حکم نے بیان کیا، یحییٰ بن جرزاز سے روایت کرتے ہوئے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (کہ ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، حالانکہ یہ حسن بصری کا فتویٰ ہے، حضرت علی کا فتویٰ نہیں ہے) تثنیٰ بیہ۔ شہداء اُحد کے بارے میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں، چنانچہ مجتہدین میں شہید کی نماز جنازہ کے بارے میں اختلاف بھی ہے مگر یہاں امام شعبہ رحمہ اللہ کی مراد صرف اتنی ہے کہ حضرت حکم سے اس سلسلہ میں کوئی روایت مروی نہیں ہے، حسن جو ان کی طرف منسوب کر کے روایت بیان کرتا ہے وہ جھوٹ ہے۔

(۲۴) زیاد بن میمون (۲۵) خالد بن محمد رُج

(۱) ابو عمار زیاد بن میمون ثقفی، ناکہانی، بصری، واضح حدیث اور بڑا جھوٹا راوی ہے، حضرت انسؓ سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی مگر گھڑ کر ان سے روایت کرتا تھا۔ عطاء (ایک صحابیہ) کی حدیث اس کی گھڑی ہوئی ہے، یہ روایت مختصراً الاصابہ اور لسان المیزان میں اور مفصل کتاب الموضوعات لابن الجوزی میں ہے۔

(۲) ابو رُوح خالد بن محمد رُج واسطی بھی حضرت انسؓ سے روایت کرتا ہے اور نہایت ضعیف اور متروک راوی ہے۔

وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحَلَوَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ، وَذَكَرَ
زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ، فَقَالَ: حَلَفْتُ أَنْ لَا أُرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا، وَلَا عَنْ خَالِدِ
بْنِ مُحَمَّدٍ وَجْهٍ، وَقَالَ: لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ
فَخَدَّ ثَنِي بَه عَنْ بَكْرِ الْمَزْنِيِّ، ثَوَعْدْتُ إِلَيْهِ فَخَدَّ ثَنِي بَه عَنْ
مُوسَى، ثَوَعْدْتُ إِلَيْهِ، فَخَدَّ ثَنِي بَه عَنْ الْحَسَنِ، وَكَانَ يَنْسِبُهُمَا

۱۔ تفصیل حالات کے لئے دیکھیں ان ۲۹۶ میزان ۹۴۲ الضعفاء للعقيلي ۲۴۰ ولا بن الجوزی ۳۰۱ وللدارقطنی
۲۱۸، التاريخ الكبير للبخاری ۳۳۹ ۲/۲ والصغير ۱۳۶
۲۔ حالات کے لئے دیکھیں میزان ۶۲۲ ان ۳۸۶ الضعفاء للعقيلي ۱۵۰ ولا بن الجوزی ۲۵۱ وللدارقطنی
۱۹۹، التاريخ الكبير للبخاری ۱۶۲ ۱/۱ والصغير ۸۸۔

الى الكذب، قال الحلواني: سمعتُ عبد الصمد — وذكرْتُ عنده
زياد بن ميمون — فنسبهُ الى الكذب -

ترجمہ (۸۲) یزید بن ہارون نے زیاد بن ميمون کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ: میں قسم کھاتا ہوں کہ اس سے کوئی روایت نہیں کروں گا اور نہ خالد بن معدود سے (کوئی روایت کروں گا) اور یزید نے کہا کہ میری زیاد سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے ایک حدیث پوچھی، پس اس نے وہ حدیث بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت کر کے مجھ سے بیان کی پھر میں دوبارہ اس سے ملا تو اس نے وہ حدیث موزق بن مثنیٰ بن عبد اللہ ابو المعتمر عجمی بصری سے روایت کر کے بیان کی، پھر میں تیسری مرتبہ اس سے ملا تو وہی حدیث اس نے حسن بصری سے روایت کر کے سنائی — (حلوانی کہتے ہیں) اور یزید ان دونوں (یزید و خالد) کو جھوٹ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

حسن حلوانی کہتے ہیں کہ میں نے عبد الصمد بن عبد الوارث عجمی تنویری، ابو سہل بصری کے سامنے زیاد بن ميمون کا تذکرہ کیا تو انھوں نے بھی اس کو جھوٹ کی طرف منسوب کیا۔

وحدثنا محمود بن غيلان، قال: قلت لابي داود الطيالسي: قد
أكثرَ عن عباد بن منصور، فما لك لم تسمع منه حديث
العطارة، الذي روى لنا الضُّمَيْرُ بْنُ شُمَيْلٍ؟ قال لي: اسكتْ!
فأنا لقيتُ زيادَ بنَ ميمون، وعبدَ الرحمن بنَ مَهْدِي، فسألتُهُ:
فقلنا له: هذه الأحاديثُ التي تُروِيها عن انس؟ فقال: أرايتُما
رجلاً يُدْنِبُ فيتوبُ، أليسَ يتوبُ اللهُ عليه؟ قال: قلنا، نعم! قال:
ما سمعتُ من انس من ذلِّ قليلٍ ولا كثيرٍ! إن كان لا يعلمُ الناسُ
فأنتم لا تعلمان، أفي لم ألقَ أنساً؟ قال ابوداود: فبلغنا بعدُ
أنه يروى، فاتينا هـ ناو عبد الرحمن، فقال: أتوبُ: شوكان بعدُ
يُحدِّثُ فتَرَكَنا هـ -

ترجمہ (۸۳) محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ میں نے ابوداؤد طیالسی سے کہا کہ آپ عباد بن منصور سے بکثرت روایتیں کرتے ہیں، پھر کیا بات ہے کہ آپ نے عطارہ والی روایت — جو

(۲۶) عبدالقدوس شامی

حدثنا حسن الحلواني قال، سمعتُ شَبَابَةَ قال، كان عبد القدوس
يُحَدِّثُنَا، فيقول: "سويد بن عقلة".
قال شَبَابَةُ: وسمعتُ عبد القدوس يقول: "نهى رسول الله صلى
الله عليه وسلم أن يتَّخَذَ الزَّوْجُ عَوْضًا" قال، فقليل له: أُنْحَى شَيْئِي

هَذَا؟ قَالَ: يَعْنِي تَتَّخَذُ كَوَؤَةً فِي حَائِطٍ، لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرُّوحُ -

ترجمہ:- (۸۴) شبابہ بن سوار مدائنی کہتے ہیں عبدالقدوس ہم سے حدیث بیان کیا کرتا تھا، تو (سُودِ بن عَفْلَہ کی جگہ) سُوید بن عَفْلَہ (غین کے بجائے عین مہملہ اور فاء کے بجائے قاف کے ساتھ) کہا کرتا تھا۔

شبابہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالقدوس کو یہ حدیث: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَتَّخَذَ الرُّؤْمُ غَوْضًا یعنی کسی رُوح (جاندار) کو (نشانہ کی مشق کے دت) تیروں کا نشانہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: اس حدیث کو اس طرح بیان کرتے ہوئے سنا کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَتَّخَذَ الرُّؤْمُ (بفتح الواو) غَوْضًا (بالعين المہملہ دسکون الراء) شبابہ کہتے ہیں کہ عبدالقدوس سے پوچھا گیا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ اس نے جواب دیا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ دیوار میں روشن دان کھولا جائے جس سے ہوا آئے (یعنی ہوا کے لئے دیوار میں عِز، چوڑائی) میں روشن دان کھولنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، اگر کسی کو روشن دان کھولنا ہو تو لمبائی میں کھولے، استغفر اللہ!

(۲۷) مہدی بن ہلال

ابو عبد اللہ مہدی بن ہلال بصری متروک راوی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ گمراہ شخص تھا اور حدیثیں گھڑتا تھا، قدریہ فرقہ سے اس کا تعلق تھا۔

قَالَ مُسْلِمٌ: وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو الْقَوَارِيرِي، يَقُولُ: سَمِعْتُ حَمَادَ بْنَ زَيْدٍ، يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ بْنُ هَلَالٍ، بِأَيَّامٍ: «مَا هَذِهِ الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي نَبَعْتُ قَبْلَكُمْ؟» قَالَ: «نَعُو يَا أَبَا سَامِعِيلَ»

ترجمہ (۸۵) حماد بن زید نے مہدی بن ہلال کی تحدیث شروع کرنے کے چند دن بعد ایک شخص سے کہا کہ: یہ کیسا نیکیاں چشمہ ہے جو تمہاری طرف اُبلتا ہے؟ (یعنی حدیث شریف کی یہ کیسی نئی نیکری)

لے تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں میزان ۱۹۵، سان ۱۰۶ الضعفاء للعقيلي ۲۲۵، ولدارقطنی ۳۵۷، ولا بن الجوزی ۱۲۳، اتاریخ الکبیر للبخاری ۲۲۵، والضیاء ۲۲۳۔

ہے جو کہ اس طرح اس وقت کے ہندوؤں کے لیے ایک نیا اور بڑا سوال ہے۔

۱۰۸) آب سیراب منجبتی، (۱۰۹) ج

[illegible]

دکن میں جسے جہانگیر نے ایک تہہ بہ ایک خانہ آباد کر

১৭৮৩ খ্রিঃ ১৭৮৩ খ্রিঃ

خبریه - خبریه - خبریه

-جی راجہ امیر علی محمد سے بیٹا احمد راجہ امیر علی محمد ان کے بیٹے، جی راجہ

کے لیے جو کچھ کہنا ہے اس کو ابوعبدال نے مختلف لوگوں سے منکر جمع کر کے

تہذیب کی کڑواہٹ اور اس کی تہذیب سے جو کچھ ہے اس کا ان کا خیال ہے:۔

میتا بہ بخوبی

تجربہ ہے، ان کے لئے ایک نیا راستہ بنانا اور اسے عمل میں لانا۔

تجلیات حضرت محمد بن محمد کریم علیہ السلام در بیان حقایق و معانی (۱۷۷) تجلیات

وحدثنا الحسن بن الحسن بن أحمد قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول
قال ما بلغني عن الحسين حديث إلا أتيت به أنا بن أبي عتيق

بنیاد جمعیت اسلام آباد کی عین رائے، خیر اور نیکوئی کے لیے ہے۔

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة

پیشتر تہذیب و تمدن (۷۴)

۱) یہ سب کچھ

[illegible]

حدیث سنتا تو اس کو ابان کے پاس لاتا، پس ابان نے وہ مجھے سنائیں، حسن بصری سے روایت کر کے یہاں تک کہ میں نے ابان سے روایت کی ایک کتاب تیار کر لی مگر اب اس سے ابان سے یا اس کتاب سے (روایت کرنا) میں جائز نہیں سمجھتا۔

إِنَّمَا جِئْتُ بِهِ أَبَانَ، فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ الْحَسَنِ، حَتَّى جُمِعْتُ مِنْهُ مُصَحَّفًا، فَمَا أُسْجِلُ أَنْ أُرَوِّى عَنْهُ۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابو عوانہ نے صحیفہ تیار کر کے ابان کو نہیں دیا تھا بلکہ ابان سے روایتیں سن کر ان کا صحیفہ تیار کیا تھا، نیز ابو عوانہ نے صرف حضرت حسن کی روایات لاکر نہیں دی تھیں بلکہ ہر طرح کی حدیثیں لاکر دی تھیں، اس لئے واقعہ کی صحیح صورت یہ ذہن میں آتی ہے کہ ابو عوانہ جو جو حدیثیں بصرہ میں سنتے، خواہ وہ حضرت حسن سے مروی ہوں یا کسی اور سے وہ اگر ابان کو توثیق کیلئے یا کسی اور مقصد سے سناتے، ابان ان کو سن کر لکھ لیتا پھر بوقت تحدیث حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی سند سے روایت کرتا، عرصہ کے بعد ابو عوانہ کو خیال آیا کہ ابان حضرت حسن بصری سے جو روایتیں بیان کرتا ہے وہ تو وہی روایتیں ہیں جو خود انھوں نے مختلف لوگوں سے سن کر ابان کو سنائی ہیں، چنانچہ انھوں نے ابان سے سنی ہوئی حدیثوں کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کرنے کے باوجود ابان سے روایت ترک کر دی۔

وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ مُسْهِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا وَحَمْزَةَ الزِّيَّاتِ، مِنْ أَبَانَ بْنِ عِيَّاشٍ، نَحْوًا مِنْ أَلْفِ حَدِيثٍ، قَالَ عَلِيٌّ: فَلَقِيتُ حَمْزَةَ، فَاخْبَرَنِي: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَا سَمِعَ مِنْ أَبَانَ، فَمَا عَرَفَ مِنْهَا إِلَّا شَيْئًا يَسِيرًا: خَمْسَةً أَوْ سِتَّةً

ترجمہ (۸۷) علی بن مسہر کہتے ہیں کہ میں نے اور حمزہ زیات نے ابان سے تقریباً ایک ہزار حدیثیں سنیں، علی بن مسہر کہتے ہیں کہ پھر میں حمزہ زیات سے ملا، تو انھوں نے مجھے بتلایا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو ابان سے جو حدیثیں سنی تھیں، وہ انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے صرف چند کو بیچا نا، پانچ یا چھ کو۔

تشریح :- اس جرح پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ خواب حجت نہیں ہے، بعض لوگوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ عام خواب حجت نہیں ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم اور ہے، کیونکہ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں بنا سکتا مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ مطلق خواب حجت نہیں ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا اگرچہ حقیقہ دیکھنے کے مانند ہے مگر خواب دیکھنے والا چونکہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے اس لئے خواب کی ساری باتیں نہ تو سمجھ سکتا ہے نہ محفوظ رکھ سکتا ہے اس لئے صحیح جواب وہ ہے جو قاضی عیاض (شارح مسلم شریف) نے دیا ہے کہ: ان حضرات کے ذہن میں ابان بن ابی عیاش کا ضعف دیگر قرآن و دلائل کی وجہ سے ہے، خواب سے محض تائید حاصل کی گئی ہے۔

(....) بقیۃ بن الولید (۲۹) اسماعیل بن عیاش (....) عبد القدوس شامی

(بقیہ کا تذکرہ روایت ۹۲۹ میں گذر چکا ہے اور عبد القدوس کا ذکر روایت ۲۶۱ میں گذر چکا ہے) ابو عتبہ اسماعیل بن عیاش بن سلیم عسّی، محض (ولادت ۱۰۶ھ وفات ۱۸۲ھ) بڑے آدمی تھے، سنن اربعہ میں ان کی روایت ہے، یہ اپنے ہم وطن (شام) کے اساتذہ سے جو روایت کرتے ہیں ان کو سب ائمہ نے صحیح تسلیم کیا ہے، البتہ ان کی حجازی اور عراقی اساتذہ سے جو روایات ہیں ان پر محدثین نے کلام کیا ہے۔

حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، قال: انا زكريا بن عدي
قال، قال لي أبو إسحاق الفراءني: اُكْتُبُ عَنْ بَقِيَّةٍ مَارُوِي عَنْ
المَعْرُوفِينَ، وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَارُوِي عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ، وَلَا تَكْتُبْ
عَنْ إسماعيل بن عِيَّاشٍ مَارُوِي عَنْ الْمَعْرُوفِينَ، وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ

ترجمہ (۸۸) ابواسحق فزاری نے زکریا سے فرمایا کہ: بقیۃ بن الولید کی وہ روایتیں لکھو جو وہ معروف اساتذہ سے کرتے ہیں، اور وہ روایتیں نہ لکھو جو وہ غیر معروف اساتذہ سے کرتے ہیں، اور اسماعیل بن عیاش کی کوئی روایت نہ لکھو خواہ وہ معروف اساتذہ سے روایت کریں یا غیر معروف۔

۱۔ تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں میزان ۲۴۱ تہذیب ۳۲۱ تقریب ۴۳۱ التاریخ الکبیر للبغاری ۳۱۱ والصغیر ۲۰۷
الضعف للعقيلي ۸۸ ولابن الجوزي ۱۱۸۔

جس کے لئے انہوں نے کچھ تہنیتیں ادا کر دی تھیں اور کچھ چیزیں اپنے ہر گز سے تقسیم نہیں کی۔
- کچھ بزرگوار، اہل علم و رسم کی تقسیم یہ تھی۔ — ان کے لئے، اور وہ اس کے لئے ایک کثیر تعداد کے

۱۔ خبر فرما کہ جس نے اس کتاب کو مستحق قرار دیا ہے وہ خدا کا رسول ہے اور اس کے
ساتھ جو اسے تائب و توبہ کرنے کا وقت ہے اسے تائب و توبہ کرنے کا وقت ہے اور اسے تائب و توبہ کرنے کا وقت ہے
وہ کہ یہ ایسا ہے اور اسے تائب و توبہ کرنے کا وقت ہے اور اسے تائب و توبہ کرنے کا وقت ہے
۲۔ جو حق تعالیٰ نے اس کتاب کو مستحق قرار دیا ہے وہ خدا کا رسول ہے اور اس کے

۱۔ یہ بات بتیہ سے کہی گئی ہے، جسے ہم نے تصدیق کی ہے، اور اس کے بارے میں ہم نے کچھ نہیں کہا،
۲۔ یہ بات بتیہ سے کہی گئی ہے، جسے ہم نے تصدیق کی ہے، اور اس کے بارے میں ہم نے کچھ نہیں کہا،

[illegible]

تشریح :- ابن مسعودؓ کی وفات ۳۲ھ میں خلافت عثمانی میں ہوئی ہے اور جنگ صفین حضرت علیؓ کی خلافت میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہوئی ہے، پس جنگ صفین کے موقع پر حضرت ابن مسعودؓ کا تشریف لانا اسی وقت ممکن ہے جب کہ وہ مرے پیچھے زندہ کئے گئے ہوں۔

(۳۱) نامعلوم راوی پر جرح

ذیل کی روایت میں عفان نے ایک راوی پر جرح کی ہے، جس کا نام اگرچہ میں معلوم نہیں ہے مگر جرح کا انداز سمجھنے کے لئے اس کا جانا ضروری بھی نہیں ہے۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، وَحَسَنُ الْحُلَوَانِيُّ، كِلَاهُمَا، عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلَمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عُلَيَّةَ، فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ، فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِثَبَّتٍ، قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: اِغْتَبَيْتَهُ، قَالَ (إِسْمَاعِيلُ): مَا اِغْتَابَيْتُهُ، وَلَكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبَّتٍ.

ترجمہ (۹۲) عفان کہتے ہیں کہ ہم ابن علیہؓ کے پاس تھے کہ ایک شخص نے کسی راوی سے روایت کی، تو میں نے کہا کہ: "وہ (مروی عنہ) ثبوت (مضبوط راوی) نہیں ہے! عفان کہتے ہیں کہ اس شخص نے کہا کہ، آپ نے اُس (مروی عنہ) کی غیبت کی! ابن علیہؓ نے فرمایا کہ: انھوں نے غیبت نہیں کی، بلکہ حکم لگایا کہ وہ مضبوط راوی نہیں ہے۔"

نوٹ :- یہ مسئلہ تفصیل سے منہ ۱۳ پر آ رہا ہے کہ ضعیف راویوں پر جرح کرنا غیبت نہیں ہے، کیونکہ یہ دین کی حفاظت و صیانت کیلئے ہے کسی کی توہین کیلئے نہیں ہے۔

(۳۲) محمد بن عبد الرحمن (۳۳) ابوالحوریرث (۳۴) شعبہ ششی ہاشمی

(۳۵) صالح مولیٰ التوائمہ (۳۶) حرام بن عثمان (۳۷) نامعلوم

(۱) ابوجابر محمد بن عبد الرحمن بن یحییٰ، مدنی کے ضعف پرائمہ کا اتفاق ہے، امام احمد نے اس کو نہایت منکر الحدیث کہا ہے، سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہے یہ

(۲) ابو الحویرث عبدالرحمن بن معادیہ بن حویرث انصاری، زرقی، مدنی، معمولی درجہ کا راوی اور سستی الحفظ ہے، فرقہ مرجئہ سے تعلق ہونے کا بھی اس پر الزام ہے، ابوداؤد اور ابن ماجہ کا راوی ہے۔
(۳) ابو عبد اللہ شعبہ بن یحییٰ (دینار) قرشی، ہاشمی، مدنی (مولیٰ ابن عباس) بھی معمولی درجہ کے راوی ہیں، امام ابوداؤد نے ان کی حدیث لی ہے۔

(۴) صالح بن نبھان، مولیٰ التوامہ، مدنی (متوفی ۱۵۷ھ) صدوق (معمولی درجہ کے معتبر راوی ہیں، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی حدیث لی ہے، آخر عمر میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا، اس لئے صرف قیّم شاگردوں کی روایتیں معتبر ہیں، امام مالک رحمہ اللہ نے جو ان کو غیر ثقہ کہا ہے، اس کو علما نے آخری زندگی کی روایات پر محمول کیا ہے۔

(۵) حرام بن عثمان انصاری، نسبی نہایت ضعیف اور غالی شیعہ تھا، امام شافعی اور ابن معین کا قول ہے الروایۃ عن حرام حرام ہے۔

وحدثني ابو جعفر الدارمي، قال، ثنا بشر بن عمر، قال: سألت مالك بن أنس، عن محمد بن عبد الرحمن الذي يروى عن سعيد بن المسيب —؛ فقال، ليس بثقة وسألت مالك بن أنس عن أبي الحویرث؛ فقال، ليس بثقة، وسألته عن شعبه — الذي يروى عنه ابن أبي ذئب —؛ فقال، ليس بثقة، وسألته عن صالح مولى التوأمة؛ فقال، ليس بثقة، وسألته عن عثمان؛ فقال ليس بثقة وسألت مالكاً عن هؤلأء الخمسة؛ فقال: ليسوا بثقة في حديثهم، وسألته عن رجل آخر سئلت اسمه؛ فقال: هل رأيته في كشي؟ قلت: لا، قال، لو كان ثقة لرأيت في كشي.

۱۔ مصادر ترجمہ: تہذیب ۲۶۲ تقریب ۲۹۵ میزان ۵۹۱ و ۵۹۵ التاريخ الكبير للنجاشي ۲۵۱ الضعفاء للعقيلي ۳۴۲ ولابن الجوزي ۲۱۱۔

۲۔ مصادر ترجمہ: میزان ۲۶۲ تہذیب ۲۶۲ تقریب ۲۵۱۔

۳۔ مصادر ترجمہ: تہذیب ۵۹۵ تقریب ۳۶۳ میزان ۳۶۲ الضعفاء للعقيلي ۲۰۴ ولابن الجوزي ۱۵، التاريخ الكبير للنجاشي ۲۹۱ والصغير ۶۶۔

۴۔ مصادر ترجمہ: میزان ۲۶۲ ان الضعفاء للدارقطني ۱۸۵ ولابن الجوزي ۱۹۲ وللعتيلي ۳۲ التاريخ الكبير للنجاشي ۹۳ والصغير ۹۹ الاكمال لابن ماكولا ۴۲ تبصير المنتبه في تحريه المشتبه ۲۲۳۔

ترجمہ (۹۳) بشر بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے محمد بن عبد الرحمن کے بارے میں — جو سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہے — دریافت کیا؛ تو امام مالک نے فرمایا کہ: "وہ ثقہ نہیں ہے" اور میں نے امام مالک سے ابو الحویرث کے بارے میں دریافت کیا؛ تو فرمایا کہ: "وہ ثقہ نہیں ہے" اور میں نے ان سے شعبہ کے بارے میں — جن سے ابن ابی ذئب روایت کرتے ہیں — دریافت کیا؛ تو فرمایا کہ: "وہ ثقہ نہیں ہے" اور میں نے اُن سے صالح مولیٰ التوائہ کے بارے میں دریافت کیا؛ تو فرمایا کہ: "وہ ثقہ نہیں ہے" اور میں نے ان سے حرام بن عثمان کے بارے میں دریافت کیا؛ تو فرمایا کہ: "وہ ثقہ نہیں ہے" میں نے امام مالک سے ان پانچوں کے بارے میں دریافت کیا؛ تو فرمایا کہ: "یہ سب اپنی حدیثوں میں قابل اعتماد نہیں ہیں" میں نے ان سے ایک اور شخص — جس کا نام میں بھول رہا ہوں — دریافت کیا؛ تو فرمایا کہ: "تم نے اسکی روایت میری کتابوں میں دیکھی ہے؟ میں نے کہا: "نہیں" امام مالک نے فرمایا کہ: "اگر وہ ثقہ ہوتا تو تم اس کو میری کتابوں میں ضرور دیکھتے۔"

فائدہ :- اس سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ غیر ثقہ راوی کی روایت نہ لیں، پس موطا کا ہر راوی امام مالک کے نزدیک ثقہ ہے، یہی بات صحیحین کے بارے میں بھی یاد رکھنی چاہئے کیونکہ شیخین نے بھی اس بات کا التزام کیا ہے، پس اگر کسی راوی پر کسی نے جرح کی ہے تو وہ اُس کی اپنی رائے ہے جو امام مالک اور شیخین پر حجت نہیں ہے۔

(۳۸) شرح حلیل بن سعد

ابو سعد شرح حلیل بن سعد مدنی (متوفی ۱۳۳ھ) صدوق ہیں، بخاری نے الادب المفرد میں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے سنن میں اُن کی روایت لی ہے تقریباً سو سال عمر پائی تھی چنانچہ آخر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اس لئے بعض ائمہ نے ان پر جرح کی ہے۔

وحدثنی الفضل بن سهل، قال: حدثني يحيى بن معين، قال: نا حجاج، قال، نا ابنُ أبي ذئبٍ عن شرحبيل بن سعد وكان مثلهما۔

۱۔ تفصیلی احوال کیلئے دیکھیں میزان ۲۶۶، تہذیب ۳۳۶، تقریب ۲۴۴۔

ترجمہ (۹۴) حجاج کہتے ہیں کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے حدیث بیان کی، شریل بن سعد سے روایت کرتے ہوئے، اور وہ مشہم تھے (تشریح کیلئے روایت ۵۵ دیکھیں)

(۳۹) عبد اللہ بن محرز

عبد اللہ بن محرز متروک، ناقابل اعتبار راوی ہے، اس کا ذکر ۴۴ پر گزر چکا ہے۔

وحدثنی محمد بن عبد اللہ بن قہزاذ، قال سمعتُ ابا اسحاق الطالقانی يقول: سمعتُ ابن المبارک، يقول، لو خُيِّرْتُ بين أن أدخَلَ الجنة، وبين أن ألقَى عبدَ الله بن محرزٍ لاختَرْتُ أن ألقاهُ، ثم أدخَلَ الجنة، فلما رأيتُه كانت بعرةٌ أحبُّ إليَّ منه؛

ترجمہ (۹۵) ابن المبارک فرماتے ہیں کہ: اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ جنت میں جاؤں یا عبد اللہ بن محرز سے ملوں تو پہلے عبد اللہ سے ملتا پھر جنت میں جاتا، مگر جب میں اس کو دیکھا تو مینگنی میرے نزدیک اس سے زیادہ اچھی چیز ہے۔

(۴۰) یحییٰ بن ابی انیسہ

یحییٰ بن ابی انیسہ جزری متروک راوی ہے، اس کا ذکر پہلے ۴۴ پر گزر چکا ہے۔

وحدثنی الفضل بن سهل، قال: ناوید بن صالح، قال: قال عبد الله بن عمرو، قال زيدٌ — یعنی ابن ابی انیسہ — لا تأخذوا عزاخی.

ترجمہ (۹۶) زید بن ابی انیسہ کہتے ہیں کہ: ”میرے بھائی سے روایت نہ لو“

وحدثنی احمد بن ابراہیم الدَّورقی، قال: حدثنی عبد الله بن الوابی، قال: حدثنی عبد الله بن جعفر الرِّقی، عن عبد الله بن عمرو، قال: كان یحیی بن ابی انیسہ کذاباً.

ترجمہ (۹۷) عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ: یحییٰ بن ابی انیسہ بڑا جھوٹا تھا۔

(۴۱) فرقد بن یعقوب سجی

ابو یعقوب فرقد بن یعقوب سجی (متوفی ۱۳۱ھ) صوفی زاہد تھے مگر حدیث شریف میں کمزور اور کثیر الخطا تھے، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت لی ہے۔

حدثنیٰ احمد بن ابراہیم، قال: حدثنیٰ سلیمان بن حرب، عن حماد بن زید، قال: ذکر فرقد عند یوب، فقال: "إن فرقدًا لیس صاحب حدیث!"

ترجمہ (۹۸) حماد کہتے ہیں کہ یوب سختیانی کے سامنے فرقد کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا کہ: فرقد فن حدیث کا آدمی نہیں تھا!

(۴۲) محمد بن عبداللہ لیشی (۴۳) یعقوب بن عطار

(۱) محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمیر لیشی، مکی، نہایت ضعیف راوی ہے، امام بخاری نے منکر الحدیث اور امام نسائی نے متروک قرار دیا ہے، حضرت عطار بن ابی رباح سے روایت کرتا ہے۔
(۲) یعقوب بن عطار بن ابی رباح مکی (متوفی ۱۵۵ھ) صاحب زادہ ہے اور ضعیف ہے اپنے والد حضرت عطاء سے روایت کرتا ہے، امام نسائی نے اس کی روایت لی ہے۔

وحدثنیٰ عبدالرحمن بن بشر العبدی، قال: سمعت یحییٰ بن سعید القطان، ذکر عندہ محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر اللیشی، فصعفه جدًّا، فقیل لیحییٰ: أضعف من یعقوب بن عطاء؟ قال: نعم، ثم قال: ما كنت أرى أن أحدًا يروى عن محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر۔

۱۔ مصاد ترجمہ: میزان الاعتدال ۳۲۵، تہذیب ۲۶۲
۲۔ مصاد ترجمہ: الضعفاء للعقيلي ۹۲ و لابن الجوزي ۸۰ و للدارقطني ۳۳۳ میزان ۵۹
۳۔ سنن ۲۱۶ آثار کبیر للبخاری ۱۲۶ والصغیر ۱۶۶
۴۔ مصاد ترجمہ: میزان ۲۵۳، تہذیب ۳۹۲

ترجمہ (۹۹) یحییٰ تطان کے سامنے محمد بن عبد اللہ لیشی کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے اس کی نہایت تضعیف کی، یحییٰ سے پوچھا گیا کہ: "آیا وہ یعقوب بن عطا سے بھی زیادہ کمزور ہے؟" یحییٰ نے فرمایا: "جی ہاں" پھر یحییٰ نے فرمایا کہ: "میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص بھی محمد بن عبد اللہ سے روایت کریگا!"

(۴۴) حکیم بن جبیر (۴۵) عبد الاعلیٰ بن عامر ثعلبی

(۴۶) موسیٰ بن دینار (۴۷) موسیٰ بن ہقان (۴۸) عیسیٰ بن ابی عیسیٰ مدنی

(۱) حکیم بن جبیر اسدی کو فی سنن اربعہ کے مشہور متکلم فیہ راوی ہیں، یہ ضعیف بھی ہیں اور ان پر شیعیت کا الزام بھی ہے۔

(۲) عبد الاعلیٰ بن عامر ثعلبی کو فی (متوفی ۱۲۹ھ) بھی سنن اربعہ کے راوی ہیں، صدوق ہیں مگر ان سے حدیثوں میں دسم ہو جاتا تھا۔

(۳) موسیٰ بن دینار مکی، حضرت سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں اور ضعیف راوی ہیں، ساجی نے کذاب اور متروک کہا ہے۔

(۴) موسیٰ بن ہقان کو فی ثم مدنی (متوفی ۱۵۰ھ سے پہلے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ضعیف راوی ہیں، آخر عمر میں حافظہ بھی خراب ہو گیا تھا۔

(۵) عیسیٰ بن ابی عیسیٰ تیسرے مدنی، خباط، خباط، کو فی، ثم مدنی (متوفی ۱۵۰ھ) ابن ماجہ کا راوی ہے اور متروک ہے۔

حدیثی بشر بن الحکیم قال: سمعت یحییٰ بن سعید القطان: وضعف حکیم بن جبیر، وعبد الاعلیٰ، وضعف یحییٰ [بن] موسیٰ بن دینار قال: حدیثہ ریح! وضعف موسیٰ بن دھقان، وعیسیٰ بن ابی عیسیٰ المدنی۔

۱۔ مصادر ترجمہ: میزان ۵۸۳ تہذیب ۴۴۵ تقریب ۱۹۳۔

۲۔ مصادر ترجمہ: میزان ۵۳۴ تقریب ۲۶۲ تہذیب ۹۴۔

۳۔ مصادر ترجمہ: لسان ۱۱۶ میزان ۲۰۴۔

۴۔ مصادر ترجمہ: میزان ۲۰۴ تقریب ۲۸۳ تہذیب ۳۲۳۔

۵۔ مصادر ترجمہ: تہذیب ۲۲۴ تقریب ۲۱ میزان ۳۲۳۔

ترجمہ (۱۰۰) یحییٰ قطان رحمہ اللہ نے حکیم بن مجیر اور عبدالاعلیٰ کی تضعیف کی (یعنی ان کو کمزور راوی قرار دیا) اور حضرت یحییٰ قطان نے موسیٰ بن دینار کی تضعیف کی، یحییٰ نے فرمایا کہ: اس کی حدیث ریح (ہوایا پار) ہے! اور یحییٰ قطان نے موسیٰ بن دہقان اور عیسیٰ بن ابی عیسیٰ مدنی کی تضعیف کی۔

نوٹ:- متن میں جو لفظ (ابن) بین القوسین لیا گیا ہے وہ مسلم شریف کے تمام نسخوں میں ہے مگر امام نووی رحمہ اللہ کی رائے میں یہ صحیح مسلم شریف کے راویوں کی غلطی ہے، یہاں لفظ ابن صحیح نہیں ہے۔

(۴۹) عبیدہ بن معتب (۵۰) السری بن اسماعیل (۵۱) محمد بن سالم

- (۱) ابو عبد الرحیم عبیدہ بن معتب صبی، کو فی ضعیف راوی سمجھے گئے ہیں، آخر عمر میں حافظہ بگڑ گیا تھا، بخاری شریف میں ایک جگہ (کتاب الانشاحی) میں تعلیقاً ان کی روایت ہے، امام ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت لی ہے، امام مسلم اور نسائی نے ان کی روایت نہیں لی ہے۔
- (۲) السری بن اسماعیل ہمدانی، کو فی، قاضی تھے مگر متروک راوی ہیں، امام شعبی کے عم زاد ہیں، امام ابن ماجہ نے ان کی روایت لی ہے۔
- (۳) ابو سہل محمد بن سالم ہمدانی کو فی بھی ضعیف راوی ہیں، امام ترمذی نے ان کی حدیث لی ہے۔

قَالَ: وَشَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، يَقُولُ، قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ: إِذَا قُدِّمَ عَلَيَّ جَرِيرٌ فَالْتَبَّ عَلَيْهِ كَلَّمَهُ، إِذَا حَدَّثَ ثَلَاثَةَ: لَا تَلْتَبْ عَنْهُ حَدِيثَ عَبِيدَةَ بْنِ مُعْتَبٍ، وَالسَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ

ترجمہ (۱۰۱) امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن عیسیٰ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن المبارک نے فرمایا کہ: جب تم جریر کے پاس پہنچو تو ان کی ساری حدیثیں لے لو، مگر تین شخصوں کی حدیثیں نہ لکھو، عبیدہ بن معتب کی حدیثیں نہ لکھو، اور سری بن اسماعیل کی اور

لے مصادر ترجمہ:- میزان ۲۵، تہذیب ۸۶، تقریب ۵۴۸، ابن اکولا ۳۶، الضعفاء للعقيلي ۱۲۹، دلائل الجوزی ۱۶۵، التاريخ الكبير لبخاري ۱۲۳۔

لے مصادر ترجمہ:- میزان ۱۱۶، تہذیب ۲۵۹، تقریب ۲۸۵۔

لے مصادر ترجمہ:- تہذیب ۶۱، میزان ۵۵۶، تقریب ۱۶۳، الضعفاء للداقطنی ۲۴، دلائل الجوزی ۲۲۔

محمد بن سالم کی۔

ضعیف راویوں پر کلام ختم ہوا

ضعیف راویوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے، ابو جعفر عقیلی کی رحمہ اللہ نے کتاب الضعفاء الکبیر میں جو چار جلدوں میں ہے، اکیس سو سے زائد ضعیف روایات کا حال لکھا ہے، پھر بضعیف راوی کے بارے میں متعدد ائمہ جرح و تعدیل کا کلام پایا جاتا ہے، ایسی صورت میں سب کا احاطہ کرنا تو مشکل ہے، یہ تو ایک بڑی کتاب کا موضوع ہے، اس مختصر مقدمہ میں اس کی گنجائش نہیں ہے اور ضرورت بھی نہیں ہے، کیونکہ یہاں تو صرف یہ مقصد ہے کہ طلبہ جرح و تعدیل کا انداز سمجھ لیں اور اس مقصد کے لئے جس قدر روایات ذکر کی گئی ہیں، وہ کافی ہیں۔

قال مسلم: وَأَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا، مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ، فِي مُتَلَهِي رُؤَاةِ الْحَدِيثِ، وَإِخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيرٌ، يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهَا عَلَى اسْتِقْصَائِهِ. وَفِيمَا ذَكَرْنَا كَفَايَةً لِمَنْ تَفَهَّمَهُ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيمَا قَالُوا مِنْ ذَلِكَ وَبَيَّنُّوا۔

ترجمہ :- امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں جو ہم نے ذکر کیں یعنی ائمہ حدیث کا کلام متہم روایات حدیث کے متعلق اور اُن ائمہ کا اطلاع دینا روایات کے عیوب کے بارے میں، اتنا زیادہ ہے کہ ان سب کا احاطہ کرنے سے کتاب بہت لمبی ہو جائے گی، اور جتنی باتیں ہم نے بیان کی ہیں وہ اُن لوگوں کے لئے بہت کافی ہیں جو محدثین کا نقطہ نظر جاننا اور سمجھنا چاہتے ہیں، اُس سلسلہ میں جو انھوں نے کہی ہیں اور تفصیل سے بیان کی ہیں (یعنی جرح روایات کے سلسلہ میں ان کا بیج سمجھنا چاہتے ہیں)

لغات :- أَشْبَاهُ، شِبْهُ اور شَبَّہ کی جمع ہے بمعنی مانند، مثل — مُتَلَهٍ (اسم مفعول) اِتْلَهْمَهُ بكذا، تہمت لگانا، بدگمانی کرنا — مَعَايِبُ، مَعَايِبُ اور مَعَايِبُ کی جمع ہے، بمعنی عیب اور برائی — اسْتَقْصَى الْمَسْئَلَةَ، مسئلہ کی تہ کو پہنچنا (مادہ، ق، ص، و) — تَفَهَّمَهُ الْكَلَامَ، تھوڑا تھوڑا کر کے سمجھنا — عَقَلَ رَضِيَ الشَّيْءَ جَانًا، سمجھنا تدبر کرنا۔

ترکیب :- اشباہ وابتدا، کثیر خبر۔ اشباہ مضاف ما ذکرنا مضاف الیہ۔
 من کلامہ بیان مآصولہ کا۔ فی متھمی ان متعلق کلام (مصدر) سے۔ اخبارہم
 معطوف کلام پر۔ اخبار مصدر مضاف الی الفاعل، عن معایبہم متعلق اخبار سے۔
 جملہ بطول صفت کثیر کی۔ بذکرہ متعلق یطول سے (باسبیہ ہے) علی استقصائہ
 متعلق ذکر (مصدر) سے (علی بمعنی مع ہے) فیما ذکرنا خبر مقدم اور کفایۃ مبتدا مؤخر، لمن
 متعلق کفایۃ سے فیما قالوا ان متعلق تفہم سے بہ تضمین نظر و تفکر۔

ضعیف راویوں پر جرح دینی فریضہ ہے

ضعیف راویوں پر جرح ایک دینی فریضہ ہے غیبت نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، امام احمد
 رحمہ اللہ نے کسی ضعیف راوی پر جرح کی تو ان سے کہا گیا کہ یا شیخ! لا تَغْتَبِ العلماء! (حضرت
 علماء کی غیبت نہ کیجئے!) امام احمد نے فرمایا کہ دَعَاكَ! اَهَذَا نَصِيحَةً، وليس هذا غيبة (باؤلے!
 یہ خیر خواہی ہے، غیبت نہیں ہے) یعنی ضعیف روایات پر جرح کرنے میں دین اسلام اور امت مسلمہ
 کی خیر خواہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن المبارک نے کسی ضعیف راوی پر جرح کی تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے
 غیبت کی! آپ نے فرمایا اُسَلْتُ! اِذَا الْمُنْبِتَيْنِ كَيْفَ يُعْرَفُ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ؟ (چپکارہ! اگر
 ہم روایات کا حال نہیں بتائیں گے تو صحیح، غلط کا پتہ کیسے چلے گا؟)
 امام ترمذی رحمہ اللہ نے کتاب العلل کے شروع میں لکھا ہے کہ

انہو تكلّموا في الرجال، وضعّفوا
 وَاِنَّمَا حَصَلَهُمْ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَنَا —
 واللّٰهُ اَعْلَمُ — النّصِيحَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ،
 لَا يُظَنُّ بِهِمْ اَنَّهُمْ اَرَادُوا الطَّعْنَ عَلَى
 النَّاسِ، وَالْغِيْبَةَ۔

انہ جرح و تعدیل نے ضعیف راویوں پر کلام
 کیا ہے اور ان کی تضعیف کی ہے، اور ہمارے
 خیال میں — اللہ بہتر جانتے ہیں — یہ کام
 اُن حضرات نے مسلمانوں کی خیر خواہی میں کیا
 ہے، اُن حضرات کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں
 کی جاسکتی کہ ان کا مقصد لوگوں کو مطعون کرنا اور
 ان کی غیبت کرنا تھا۔

الغرض ائمہ حدیث نے شرعاً ضروری سمجھا ہے کہ جو راوی عیب دار ہو اس کا عیب چھپایا نہ جائے

بلکہ لوگوں کے دریافت کرنے پر کھول کر بتادیا جائے، کیونکہ احادیث کا تعلق دین سے ہے، حدیثوں کے ذریعہ احکام (تحلیل و تحریم) کی تشریح عمل میں آتی ہے، حدیث میں ادا و مرد و نواہی میں اعمال صالحہ کی ترغیب اور اعمال طالحہ کی تہدید ہے، پس اگر کوئی راوی سچائی اور امانت داری کا سرچشمہ نہ ہو، بلکہ اس میں اس سلسلہ میں جھول ہو اور اس سے وہ شخص روایت کرے جو اس کا حال جانتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے اس مردی عنہ کا حال بیان کر دے ورنہ وہ راوی گنہگار ہوگا اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کرنے والا شمار ہوگا، کیونکہ جو لوگ اس حدیث کو سنیں گے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سب حدیثوں پر ایمان میں بعض پر عمل کریں، جب کہ احتمال ہے کہ وہ سب روایتیں یا ان میں سے اکثر جھوٹی اور بے اصل ہوں، اور بے اصل باتوں پر عمل کرنا آدمی کی دینداری کے لئے سخت مضر ہے۔

علاوہ بریں اُس ضعیف راوی کی روایتوں کی امت کو کوئی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ صحیح حدیثیں معتبر اور معتبر راویوں کی روایت سے اتنی زیادہ موجود ہیں کہ اس قسم کے غیر ثقہ اور ناقابل اعتماد راویوں کی روایت کی کوئی ضرورت باقی نہیں۔

وَأَنبَأَ الزُّمُو أُنْفُسَهُمُ الْكُشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُؤَاةِ الْحَدِيثِ، وَنَاقِلِي
الْأَخْبَارِ، وَأَفْتَوْا بِذَلِكَ حِينَ سَأَلُوا مَا فِيهِ مِنْ عَظِيمِ الْخَطِ،
إِذَا الْأَخْبَارُ فِي أُمُورِ الدِّينِ، إِنَّمَا تَأْتِي بِتَحْلِيلٍ أَوْ تَحْرِيمٍ، أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ
أَوْ تَرْغِيبٍ أَوْ تَرْهِيْبٍ، فَإِذَا كَانَ الرَّاَوِي لَهَا، لَيْسَ بِمُعَدِّنٍ لِلصَّدَقِ
وَالْأَمَانَةِ، شَوْ أَقْدَمَ عَلَى الرَّوَايَةِ عَنْهُ، مَنْ قَدْ عَرَفَهُ، وَلَمْ
يُبَيِّنْ مَا فِيهِ لَغْوِهِ، مِمَّنْ جَهَلَ مَعْرِفَتَهُ، كَانَ أَثِمًا بِفِعْلِهِ ذَلِكَ،
عَاشًا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ؛ إِذَا لَا يُؤْمَنُ عَلَى بَعْضٍ مِنْ سَمْعِ تِلْكَ الْأَخْبَارِ
أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا، أَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضُهَا، وَلَعَلَّهَا، أَوْ أَكْثَرَهَا أَمْكَازِيبُ،
لَا أَصْلَ لَهَا، مَعَ أَنَّ الْأَخْبَارَ الصَّحَاحَ، مِنْ رَوَايَةِ الثَّقَاتِ وَأَهْلِ
الْفَنَاءَةِ، أَكْثَرُ مَنْ أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثَقَّةٍ، وَلَا مُقْتَنِعٍ -

ترجمہ :- اور ائمہ حدیث نے اسی لئے اپنے ذمہ لیا ہے، روایت حدیث اور ناقلین اخبار کے عیوب کو کھولنا، اور جب اُن سے اس بارے میں (یعنی ضعیف راویوں کے بارے میں) دریافت

کیا گیا تو اسی لئے انہوں نے فتویٰ دیا ہے (یعنی ماہرانہ جرح کی ہے) کہ اس میں بڑا فائدہ ہے (یا یہ ایک نہایت اہم معاملہ ہے) کیونکہ دینی روایات وارد ہوتی ہیں بحیل و تحریم یا امر و نہی یا ترغیب و ترہیب ہی کے بارے میں۔ پس جب حدیث کا راوی سچائی اور امانت داری کی کان (محزن) نہ ہو، پھر اُس سے وہ شخص روایت کرنے لگے، جو اس کا حال جانتا ہے، اور اس (مردی غنہ) میں جو خرابی ہے اس کو بیان نہ کرے، ان لوگوں سے جو اس کے حال سے واقف نہیں ہیں، تو وہ شخص اپنے اس عمل سے گنہگار ہوگا، اور عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے والا ہوگا، کیونکہ اس کا اطمینان نہیں کیا جاسکتا کہ بعض وہ لوگ جو یہ حدیثیں سنیں، سب پر یا بعض پر عمل کریں اور ہو سکتا ہے کہ وہ سب یا ان میں سے کچھ یا ان میں سے اکثر جھوٹی، بے اصل ہیں۔ — معہذا صحیح حدیثیں معتمد اور قابل اطمینان راویوں کی روایت سے اتنی زیادہ ہیں کہ غیر ثقہ ناقابل اعتماد لوگوں کی روایتوں کو قبول کرنے کی کوئی مجبوری نہیں ہے۔

لغات :- الزم الشئ، لازم کرنا۔ افتوا: شرعی مسائل میں ماہر شریعت کا فیصلہ فتویٰ کہلاتا ہے۔ الحظ: حصہ، فائدہ۔ الخطأ: اہمیت، باندی مرتبہ۔ معین: سونے چاندی کی کان، محزن۔ جمع معادن — اقدم علی الشئ، دیری کرنا، جرأت کرنا۔ الغاش (اسم فاعل) دھوکہ دینے والا — لعلها ای لعل ملکہا۔ بعض نسخوں میں اقلہا ہے جس کا ترجمہ بین القوسین کیا گیا ہے۔ — اکاذیب جمع ہے اُكْذُوبَة کی معنی جھوٹ — قناعة کسی بات پر راضی ہونا، اهل القناعة وہ روات کہلاتے ہیں جن کی حدیث پر قناعت کر لی جاتی ہے، ایسی وجہ کہ وہ اعلیٰ درجہ کے حافظ اور نہایت قابل اعتماد راوی ہیں اهل القناعة، الذی یقنع بحدیثہم، کمال حفظہم و اتقانہم وعد التہم (نودی) — مقنع: وہ شخص جس کی بات کافی سمجھی جائے شاہد مقنع، وہ گواہ جس کی گواہی کافی سمجھی جائے۔ فلان لنا مقنع ہم فلاں شخص پر قانع ہیں۔ یعنی اس کی بات پر اعتماد کرتے ہیں۔

ترکیب :- إنما کلمہ حصر، انفسہم مفعول اول، الکشف الی مفعول ثانی۔ عن معایب الی متعلق الکشف (مصدر) سے ناقلی الی معطوف رِوَاۃ پر — جملہ اُفتوا معطوف جملہ الزموا پر، بذلک متعلق اُفتوا سے حین مضاف، جملہ سئلوا مضاف الیہ، پھر مرکب اضافی مفعول فیہ اُفتوا کا — لِمَا فیہ الی متعلق الزموا سے یا اُفتوا سے (یعنی مفعول لہ ہے اور اس میں تنازع فعلان ہے) ما موصول، فیہ ظرف مستقر ہو کر صلہ، من عظیم الی

بیان مآ کا (من بیانہ کے لئے متعلق کی ضرورت نہیں)

قوله: إذا الأخبار إذ تعليلية الأخبار مبتدا، جملہ تائی خبر فی أمواہ ظرف مستقر ہو کر الأخبار کی صفت۔

قوله: فاذا كان إذ شرطية، جملہ کان، شرطية اور جملہ کان اثماً إذ جزاء۔ کان فعل ناقص الراوی اس کا اسم اور جملہ لیس بمعدن إذ مع و معطوفہ جملوں (۱) أقدم إذ (۲) ولویبین کے خبر۔ لہا متعلق الراوی (اسم فاعل) سے۔ لیس میں ضمیر مستتر راجع بسوئے راوی اس کا اسم، بمعدن ظرف مستقر ہو کر خبر، للصدق إذ متعلق لیس سے۔ جملہ أقدم معطوف بر جملہ لیس، عنہ متعلق الروایۃ (مصدر) سے من قد عرفہ موصول صلہ مل کر فاعل۔ جملہ لویبین معطوف بر جملہ لیس ضمیر مستتر فاعل لویبین کا، ما موصولہ، فیہ ظرف مستقر ہو کر صلہ موصول صلہ مل کر مفعول بہ، لغیرہ متعلق لویبین سے۔ ممن جملہ ظرف مستقر ہو کر غیوہ کی صفت۔ کان اثماً إذ کان کا اسم ضمیر مستتر، اثماً پہلی خبر غاشا دوسری خبر، بفعلہ متعلق کان سے یا اثماً سے، ذلک مفعول بہ فِعْل (مصدر) کا، لعوام إذ متعلق غاشا سے۔

قوله: إذا لا یؤمن إذ تعلیلية، علی بعض إذ ظرف لغو، جملہ یستعملها مع جملہ معطوف بتاویل مصدر ہو کر نائب فاعل، من سمع إذ موصول صلہ مل کر بعض کا مضاف الیہ، تلک إذ مفعول بہ سمع کا۔

قوله: ولعلها لعل حرف مشبہ بالفعل، ضمیر ہا مع معطوف اس کا اسم اکثر ہا معطوف ہا پر، انکا ذنب خبر۔ لہا ظرف مستقر ہو کر خبر۔
قوله: مع أن مع مضاف (برائے اجتماع و مصاحبت، جیسے أفعل هذا مع هذا) جملہ أن مضاف الیہ، پھر مرکب اضافی خبر مبتداً محذوف ہذا کی۔ من روایۃ إذ ظرف مستقر ہو کر الاخبار إذ کی صفت، موصوف صفت مل کر أن کا اسم۔ اکثر من الخبر۔ اهل القناعة معطوف الثقات پر۔ اکثر اسم تفضیل من تفضیلیۃ متعلق اکثر سے۔ أن مصدر یہ جملہ یضطر بتاویل مصدر ہو کر مجرور۔ یضطر کا نائب فاعل ضمیر مستتر الی نقلہ ظرف لغو، من لیس إذ موصول صلہ مل کر نقل کا مضاف الیہ۔ لیس کا اسم ضمیر مستتر، بثقة مع معطوف خبر (باو خبر پر زائدہ) لا زائدہ برائے تاکید نفی، مقنع معطوف ثقة پر۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرًا

۱۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۲۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۳۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۴۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۵۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۶۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۷۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۸۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۹۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔
 ۱۰۔ اے اللہ! ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا اور ہم نے تجھ کو شکر کیا کہ تُو نے ہمارے لیے اس کو ہدایت فرمایا۔

مجمعہ روایتیں قرآن کریم میں

هذه الأحاديث الضعاف، والأسانيد المجهولة ويعتد بروايتها بعد معرفته بما فيها، من التوهن والضعف؛ إلا أن الذي يحمله على روايتها، والاعتداد بها، إرادة التكثر بذلك عند العوام؛ ولأن يقال: ما أكثر ما جمع فلان من الحديث؛ و ألف من العدد؛ ومن ذهب في العلم هذا المذهب، وسلك هذا الطريق، فلا نصيب له فيه، وكان بأن يسمى جاهلاً أو لى من أن ينسب إلى علو.

ترجمہ :- اور میں یہی گمان کرتا ہوں کہ بہت سے وہ لوگ جو اعتماد کرتے ہیں اُن ضعیف حدیثوں پر اور مجہول سندوں پر، جن کا حال ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور ان کو قابل روایت سمجھتے ہیں، اس ضعف اور کمزوری کو جانتے ہوئے جو ان روایات میں ہے (میرے گمان میں) ان لوگوں کو عوام الناس کے نزدیک تکثیر حدیث کا جذبہ ہی ابھارتا ہے ان احادیث کو روایت کرنے پر اور ان کی طرف التفات کرنے پر اور (وہ بات) اسلئے ہے کہ کہا جائے: فلاں محدث نے کس قدر حدیثیں جمع کی ہیں؛ اور ان کی کس قدر تصانیف ہیں!! اور جو شخص فق حدیث میں یہ نقطہ نظر رکھتا ہے اور یہ راستہ اپناتا ہے اس کا فن حدیث میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور وہ شخص "عالم" کہلانے کے بجائے "جاہل" کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔

نوٹ :- لا احسب میں نفی اور الا ان الذی میں اثبات (استثنا) کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے، اور نفی اثبات کا مقصود (حصر) ترجمہ میں لے لیا گیا ہے۔

لغات :- عَوَّجَ عَلَيْهِ اعتماد کرنا، کہا جاتا ہے فلان لا يُعَرَّجُ عَلَى قولہ یعنی فلاں آدمی کی بات پر اعتماد نہیں کیا جاتا — اِعْتَدَّ اِعْتَدَّ اِدَّ — شمار کرنا، کہا جاتا ہے هذا شيء لا يُعْتَدُّ بِهِ: یعنی یہ ایسی چیز ہے جس کا اعتبار نہیں کیا جاتا، اور اس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا، نیز کہتے ہیں اِعْتَدَّ بِنَفْسِهِ یعنی اپنے نفس پر اعتماد کیا — تَوَهَّنَ تَوَهَّنًا کمزور اور سُست ہونا، مجرد وَهْنٍ (ض، س، ک) وَهْنًا: کام میں سُست اور کمزور ہونا

ترکیب :- اس عبارت میں تین جملے ہیں (۱) لا احسب سے من العدد تک (۲) ومن ذهب سے فیہ تک (۳) کان بأن یسمی الخ — پہلے جملے میں اَحْسِبُ

کے دو مفعولوں کے درمیان نفی اثبات کے ذریعہ حصر کیا گیا ہے۔ پورے جملہ کا خلاصہ یہ ہے احسبہم مؤیدین التکثیر، والتَّمَدُّحُ اِلَى النَّاسِ۔

پہلے جملہ کی ترکیب :- اے حرفِ نفی (برائے حصر) احسب فعل، کثیراً مع صفت مفعول اول، معنِ یعرج اے مع جملہ معطوفہ ظرف مستقر ہو کر کثیراً کی صفت، من الناس بیان مَن موصولہ کا، علی ما وصفنا اے متعلق یعرج سے، من هذه اے بیان مآ موصولہ کا، جملہ یعتد معطوف جملہ یعرج پر بعد معرفتہ مفعول فیہ یعتد کا، بما فیہا متعلق معرفۃ (مصدر) سے من التوہن اے بیان مآ موصولہ کا۔ اِلَّا حرف استثناء (برائے اثبات) اُن حرف مشبہ بالفعل، الذی اے اس کا اسم ارادۃ اے خبر، پھر جملہ معطوف علیہ اور لان یقال اے ظرف مستقر ہو کر معطوف، پھر معطوف معطوف علیہ مل کر احسب کا مفعول ثانی — علی روایتها مع معطوف متعلق یحمل سے، الاعتداد معطوف روایتها پر، بہا متعلق الاعتداد سے، بذلک متعلق التکثیر سے عند العوام مفعول فیہ التکثیر کا۔ ولأن یقال اے جملہ ما اکثر نائب فاعل یقال کا، ما اکثر فعل تعجب ما جمع اے مع جملہ معطوفہ فعل تعجب کا فاعل، من الحديث متعلق جمع سے، جملہ اَلْفَ معطوف جملہ جمع پر، من العدد متعلق اَلْفَ سے۔

دوسرا جملہ :- ومن ذهب اے مَن موصولہ متضمن معنی شرط، جملہ ذهب مع جملہ معطوفہ شرط فلا نصیب اے جزاء — فی العلم متعلق ذهب سے، هذا المذهب مفعول فیہ جملہ سلك معطوف جملہ ذهب پر، هذا الطريق مفعول فیہ سلك کا۔ فلا نصیب اے جزائیہ اے برائے نفی جنس، نصیب اس کا اسم لہ ظرف مستقر ہو کر خبر، فیہ متعلق نصیب سے۔ تیسرا جملہ :- وکان بأن اے کان فعل ناقص، ضمیر مستتر اس کا اسم اذنی خبر بأن اے متعلق اذنی (اسم تفضیل) سے، یُسَمَّى فعل مجہول، ضمیر مستتر نائب فاعل اے جاهلاً مفعول ثانی — من أن یُنسب اے من جارہ تفضیلیہ متعلق اذنی سے، یُنسب فعل مجہول، ضمیر مستتر نائب فاعل، اِلَى الْعِلْمِ ظرف لغو، پھر جملہ یُنسب بتاویل مفرد ہو کر مجرور۔



حدیث مُعْنَن کا حکم

سند کے اتصال کیلئے صرف معاشرت اور امکانِ لقار کافی ہے یا ملاقات کا ثبوت ضروری ہے؟

پوری بحث کا خلاصہ

حدیث کی صحت کے لئے جو پانچ شرطیں ہیں ان میں سے ایک "اتصال سند" ہے، اتصالِ سند کا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ سند کے ہر راوی نے مروی عنہ سے حدیث رُو در رُو سنی ہو۔ اور یہ بات صراحتہً اس وقت معلوم ہو سکتی ہے جب راوی سَمِعْتُ یا اس کا کوئی مترادف لفظ بولے، اگر راوی بصیغہ عَنْ روایت کرتا ہے تو اس سے صراحتہً سننا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ لفظ عَنْ میں جس طرح سماع کا احتمال ہے انقطاع کا بھی احتمال ہے، یعنی یہ ممکن ہے کہ راوی نے مروی عنہ سے حدیث بالواسطہ سنی ہو اور واسطہ حذف کر کے روایت کی ہو، اس لئے لفظ عَنْ کی دلالت سماع پر صریح نہیں ہے، پس سوال پیدا ہوا کہ حدیث مُعْنَن کو اتصال پر محمول کیا جائے یا انقطاع پر؟ — تین صورتوں میں بالاتفاق انقطاع پر محمول کیا جاتا ہے۔

(۱) راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک نہ ہو۔

(۲) دونوں کا زمانہ تو ایک ہو مگر زندگی بھر دونوں میں ملاقات نہ ہونا ثابت ہو۔

(۳) دونوں کا زمانہ ایک ہو اور عدمِ لقار ثابت نہ ہو مگر راوی مدّعیس ہو، یعنی اس میں استاذ کا نام چھپانے کا مرض ہو۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ میں معاشرت ہو یعنی دونوں کا زمانہ ایک ہو اور عدمِ لقار

لہ حدیث مُعْنَن وہ حدیث ہے جو عَنْ عَنْ سے روایت کی گئی ہو۔ عَنْ عَنْ سے روایت کرنے کا نام مُعْنَن کہے جیسے فَلَانٌ عَنْ فَلَانٍ، عَنْ فَلَانٍ الخ۔ حدیث کی صحت کے لئے تمام روایات کا عادل (معتبر) ہونا، حدیث کو مع سند خوب اچھی طرح یاد رکھنا، سند کا متصل ہونا (یعنی سنی میں کسی راوی کا چھوٹ نہ جانا)، اسنادِ حدیث میں کوئی پوشیدہ خرابی نہ ہونا اور روایت کا شاذ نہ ہونا ضروری ہے، خبر الآحاد، بِتَقْلِيلٍ، تَابِ الصَّبْطِ، مُتَّصِلِ السَّنَدِ، غَيْرِ مُعْكَلٍ، وَلَا شَاذٍ، هو الصحيح لذاته (نخبۃ العسکر)

[illegible][illegible][illegible]

ہے مگر شاہی اہل علم و ادب سے روایت کرتے ہیں کہ یہ ایک نیا نسخہ ہے جسے حضرت علیؓ نے تحریر فرمایا ہے۔

[illegible][illegible]

سید محمد تقی میرزا المصنف محمد تقی میرزا

بارے میں متعدد وجوہ سے تردد ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے تردید میں بطور مثال جو روایتیں پیش کی ہیں، ان میں سے ساٹھ روایتیں بخاری شریف میں موجود ہیں، اگر امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ثبوت لقار ضروری ہوتا تو وہ یہ روایتیں اپنی صحیح میں درج نہ کرتے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بخاری شریف پہلے لکھی گئی ہے، خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ **اِنَّ مُسْلِمًا حَذَّ اَحْذَا وَ الْبَخَارِي فِي صَحِيحِهِ** (امام مسلم اپنی صحیح میں امام بخاری کے نقش قدم پر چلے ہیں) پس تردید کا آسان طریقہ یہ تھا کہ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے کہ: "فلاں فلاں حدیثیں خود اس قائل کی کتاب میں موجود ہیں، مدعی کو چاہئے کہ وہ ان میں سماع ثابت کرے" حالانکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس قسم کا کوئی الزام قائم نہیں کیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ شیخین (بخاری و مسلم) کے درمیان تعلقات کی جو نوعیت تھی وہ امام مسلم رحمہ اللہ کے انداز تردید کے قطعاً منافی ہے، جب ذہلی اور بخاری رحمہما اللہ کے درمیان اختلاف ہوا اور امام ذہلی نے اعلان کیا کہ **الامن قال باللفظ فلا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَخْضَرَ فَيُجْلِسَنَا** (جو شخص قرآن پڑھنے کو حادث مانتا ہے اس کو ہمارے سبق میں آنے کی اجازت نہیں ہے) تو امام ذہلی کی مجلس سے جو دو شخص ملے کھڑے ہوئے تھے ان میں ایک امام مسلم رحمہ اللہ بھی تھے، بلکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے تو ذہلی رحمہ اللہ سے لکھی ہوئی تمام حدیثیں ان کو واپس کر دی تھیں۔ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ یہ نیاز مندی آخر تک قائم رہی تھی، خطیب نے صراحت کی ہے کہ ولما ودا البخاري نيسابوسا في اخرا مراه لازمہ مسلو!۔

پس جس کا امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ نیاز مندی اور تلمذ کا تعلق ہو اس سے یہ بات کیسے ممکن ہے کہ وہ استاذ کو محدث مُنتَحِل (چور) کہے اور اس کی رائے کو **سَوُوْرُوْ يَتِيْه** (بدفکری) سے تعبیر کرے؟

احقر کی ناقص رائے یہ ہے کہ یہ مذہب امام بخاری اور علی بن المدینی کا نہیں تھا، بلکہ دوسرے درجہ کے کچھ محدثین کا تھا جن کے نام تاریخ میں محفوظ نہیں ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف لوگوں کا ذہن اس وجہ سے گیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس نظریہ کی فی الجملہ رعایت کی ہے

وہی ہے جس نے یہ سب کچھ کیا

[illegible]

تو پھر علمائے امت پر ضروری ہوتا ہے کہ اس کی تردید کریں اور بر ملا اس کا بطلان واضح کریں تاکہ عام لوگ دھوکہ نہ کھائیں، امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض نام نہاد محدثین نے جو غلط نظریہ قائم کیا ہے، اور اتصال سند کیلئے ثبوت لقار کی شرط لگائی ہے، مناسب تو یہ تھا کہ ہم اس نظریہ کو چھیڑتے ہی نہ، اس کو اس کی موت مرنے دیتے مگر ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں معاملہ سنگین نہ ہو جائے، کیونکہ بعض کابر محدثین کی کسی درجہ میں تائید اس نظریہ کو حاصل ہو چلی ہے مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس کا لحاظ رکھا ہے اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صد فی صد اس نظریہ کی رعایت نہیں کی ہے کیونکہ بخاری شریف میں ایسی روایتیں موجود ہیں جن میں لقار کا ثبوت نہیں ہے جیسا کہ آئندہ واضح ہوگا، مگر اکابر کی معمولی تائید بھی غلط فہمی پیدا کرتی ہے، اس لئے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ غلط نظریہ مسئلہ ضابطہ نہ بن جائے اس لئے اس کی تردید ضروری ہوئی

وَقَدْ تَكَلَّمُوا بِبَعْضِ مُنْتَحَلِي الْحَدِيثِ، مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا، فِي تَصْحِيحِ
الْأَسَانِيدِ، وَتَسْفِيهِهَا، بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حُكَايَتِهِ، وَذَكَرْنَا فُسَادَ
صَفْحًا، لَكَانَ رَأْيًا مَتِينًا، وَمَذْهَبًا صَحِيحًا، إِذَا لَمْ نَعْرِضْ عَنِ الْقَوْلِ
الْمُطَرَّحِ أُخْرَى لِلْإِمَاتَةِ، وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ، وَاجْتِدَارِ أَنْ لَا يَكُونَ
ذَلِكَ تَنْبِيْهَا لِلْجَهَّالِ عَلَيْهِ، غَيْرَ أَنَّ أَلَمًا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ
وَاعْتَرَا أَرَابَ الْجَهْلَةِ بِمَحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ
خَطَأِ الْمُخْطِئِينَ، وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ، رَأَيْنَا الْكُشْفَ
عَنْ فُسَادِ قَوْلِهِ، وَرَدِّ مَقَالَتِهِ، بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهِمَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى
عَلَى الْأَنَامِ، وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ!

ترجمہ :- اور تحقیق کہی ہے، ہمارے زمانہ کے بعض نام نہاد محدثین نے، سندوں کو صحیح اور ضعیف قرار دینے کے سلسلہ میں، ایسی بات کہ اگر ہم اعراض کرتے اس کو نقل کرنے سے اور اس کا فساد ظاہر کرنے سے تو ہوتی وہ پختہ رائے اور صحیح مذہب، کیونکہ مردود نظریہ سے اعراض کرنا زیادہ لائق ہے اس کو دفن کرنے کے لئے اور صاحب نظریہ کا نام مٹانے کے لئے اور زیادہ سزاوار ہے (اس بات کے) کہ وہ (تذکرہ) جاہلوں کی آگاہی کا سبب نہ بنے، مگر جب

ج- (۱۴۵۵) طبری

[illegible]

— درجہ اولیٰ — درجہ اولیٰ — درجہ اولیٰ —

سینه، آتش، آب، باد، خاک، و غیره را در یک کلمه جمع می‌کنند.

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِكْرًا وَأَنبَايَ الْكَلْبِ

[illegible]

میں نے اس کو دیکھا ہے۔

[illegible]

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

سورة التوبة

ضمیمہ جمع متکلم اُن کا اسم اور لہما تخوفنا اِثر شرط و جزائل کراُن کی خبر — اغتراس معطوف ہے
 شر و سار پر، بمحدثات اِثر متعلق اغتراس سے — اسلعم بھی معطوف ہے شر و سار پر —
 الاقوال اِثر معطوف ہے اعتقاد پر، عند العلماء ظرف ہے الساقطہ کا — جملہ رأینا جزائے،
 الکشف مفعول اول عن فساد اِثر متعلق الکشف سے، سرّہ مقالته مرکب اضافی معطوف الکشف
 پر، اجدی مع معطوف احمد مفعول ثانی — بقدر اِثر بآجہارہ قدر مضاف مایلیق اِثر موصول
 صلہ لکرمضاف الیہ، بہا متعلق یلیق سے من الود بیان مآ موصولہ کا، جار مجرور لکراُن سے متعلق

باطلِ رائی

بعض نام نہاد محدثین کی رائے — جس کی تردید کیلئے یہ بحث شروع کی گئی ہے — یہ
 تھی کہ: اسنادِ مضعن قابلِ استدلال نہیں ہے۔ اگرچہ راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک ہو، اور
 راوی کا مروی عنہ سے بالمشافہہ (رُودرُو) حدیث سننا ممکن ہو، لیکن اگر ہمیں سماع کا علم نہ ہو
 نہ کسی روایت میں سماع مذکور ہو تو وہ اسناد قابلِ استدلال نہیں ہے — اسنادِ مضعن
 اسی وقت قابلِ استدلال ہے جب ہمیں معلوم ہو کہ راوی اور مروی عنہ میں ملاقات ہوئی ہے
 اور راوی نے مروی عنہ سے بالمشافہہ حدیث سنی ہے — یعنی اُن نام کے محدثین
 کے نزدیک سماع وثقا کا محض امکان اسنادِ مضعن کے قابلِ استدلال ہونے کے لئے کافی نہیں
 تھا، لقا و سماع کا ثبوت ضروری تھا۔

وَرَعَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ، وَ
 الْاُخْبَارِ عَنْ سُوءِ رَوِيَّتِهِ: اَنَّ كُلَّ اِسْنَادٍ، لِحَدِيثٍ، فِيهِ فُلَانٌ
 عَنْ فُلَانٍ — وَقَدْ احَاطَ الْعِلْمُ بِاَنْهُمَا قَدْ كَانَ فِي عَصْرِ
 وَاحِدٍ، وَجَائِزٌ اَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوي، عَنْ
 رَوِي عَنْهُ، قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ، وَشَافَهُ، بِهِ، غَيْرَ اَنْهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ
 سَمَاعًا، وَلَوْ نَجِدُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّاياتِ: اَنْهُمَا التَّقْيَاقُظُ، اَوْ
 تَشَافَهُا بِحَدِيثٍ — اَنْ الْحِجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ، بِكُلِّ خَيْرٍ
 جَاءَ هَذَا الْمَجْعُ، حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ: بِاَنْهُمَا قَدْ اجْتَمَعَا
 مِنْ دَهْرِهِمَا، مَرَّةً فَصَاعِدًا، اَوْ تَشَافَهُا بِالْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا.

اَوِیْرِدْ خَبْرٌ فِیْهِ بَیَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِیْهِمَا، مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا
فَمَا فَوْقَهَا، فَإِنْ لَمْ یَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ ذَلِكَ، وَلَمْ تَأْتِ رَوَايَةُ تَحْبِیْرُ
أَنْ هَذَا الرَّادِیُّ عَنْ صَاحِبِهِ: قَدْ لَقِیْهُ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا، لَمْ
یَكُنْ فِی نَقْلِهِ التَّحْبِیْرَ عَنْ رَوِی عَنْهُ ذَلِكَ — وَالْأُمُورُ كَمَا وَصَفْنَا —
حُجَّةً، وَكَانَ التَّحْبِیْرُ عِنْدَهُ مَوْقُوفًا حَتَّى یَرِدَ عَلَيْهِ سَمَاعُهُ مِنْهُ،
لَشَيْءٍ مِنَ الْحَدِیْثِ، قَلَّ أَوْ كَثُرَ، فِی رَوَايَةٍ مِثْلِ مَا وَرَدَ -

ترجمہ :- اور گمان کیا اُس تامل نے — جس کی بات نقل کرنے کے لئے، اور
جس کی بنگری کی اطلاع دینے کے لئے، ہم نے کلام کا آغاز کیا ہے — کہ حدیث کی ہر وہ سند
جس میں فلاں عن فلاں ہو — درآخا لیکہ یقینی طور پر ہمارے علم میں یہ بات ہو کہ وہ دونوں
(یعنی راوی اور مروی عنہ) ایک زمانہ میں تھے، اور ممکن ہو کہ راوی نے مروی عنہ سے جو حدیث
روایت کی ہے وہ اس سے سنی ہو، اور اُس سے رُو در رُو لی ہو، مگر ہمیں راوی کا مروی عنہ سے
سماع معلوم نہ ہو، اور نہ کسی روایت میں یہ بات ہمیں ملی ہو کہ وہ دونوں کبھی ملے ہیں یا انھوں
نے کوئی حدیث رُو در رُو لی دی ہے — کہ استدلال درست نہیں ہے، اس شخص کے
نزدیک ہر اُس حدیث سے جو اس طرح آئی ہو، تا آنکہ اس کو معلوم ہو کہ وہ دونوں زندگی میں
ایک بار یا متعدد بار مل چکے ہیں، یا انھوں نے حدیث رُو در رُو لی دی ہے، یا کوئی ایسی روایت
آئے جس میں ان دونوں کے زندگی میں ایک بار یا متعدد بار اکٹھا ہوا اور ملنے کی وضاحت ہو — پس اگر اس شخص
کو اس بات کا علم نہ ہو، اور نہ کوئی روایت ایسی آئی ہو، جو بتاتی ہو کہ اپنے رفیق (یعنی استاذ)
سے روایت کرنے والا یہ راوی یقیناً اس سے ایک بار ملا ہے اور اس سے کوئی حدیث سنی ہے،
تو اُس راوی کے حدیث نقل کرنے میں اُس استاذ سے جس سے وہ یہ روایت کرتا ہے —
درآخا لیکہ صورت حال وہ ہو جو ہم نے بیان کی — کوئی حجت نہ ہوگی، اور حدیث اُس
شخص کے نزدیک موقوف ہوگی، یہاں تک کہ اُس شخص کو راوی کا مروی عنہ سے حدیث سنا
پہنچے، خواہ وہ سماع کم ہو یا زیادہ، کسی ایسی روایت کے ذریعہ، جو وارد ہونے والی روایت کے
ہم پلہ ہو (یعنی وہ روایت جس میں سماع کا ذکر ہے سند کے اعتبار سے اس موقوف روایت کے

ہم پلہ ہو، ضعیف نہ ہو)

نوٹ :- امام مسلم رحمہ اللہ کی عبارت میں اِطْنَاب ہے۔ پس بات مختصر کر کے سمجھنے کی کوشش کی جائے، ہم نے اوپر عنوان کے تحت مضمون مختصر کر کے پیش کیا ہے اسے مکرر ملاحظہ فرمائیں۔

لغات :- اَلرَّوِيَّةُ: امور میں غور و فکر کرنا (مادہ روی) سوء الرویۃ: بد فکری، سوچنے کا غلط انداز۔ شَافَهُہُ شَفَاہًا وَمُشَافَہَةً: کسی سے رُو در رُو گفتگو کرنا — المجیئ مصدر ہے جاو مجیئ، کا بمعنی آنا۔

ترکیب :- اس عبارت میں تین جملے ہیں، پہلا جملہ وزرعم سے مَوَءً من دھرہما فما فوقہا تک، دوسرا جملہ فان لم یکن عندہ سے والاکم وکما وصفنا حجتہ تک، اور تیسرا جملہ وکان الخبر سے آخر تک۔

پہلا جملہ :- زعم فعل، القائل سے رویتہ تک فاعل اور اَنَّ کَلَّ اسناد سے فما فوقہا تک مفعول بہ — القائل موصوف الذی مع صلہ صفت، جملہ افتتحنا صلہ، علی الحکایۃ متعلق افتتاح سے اور عن قولہ متعلق حکایۃ (مصدر) سے الإخبار معطوف علی الحکایۃ پر اور عن سوءائہ متعلق اخبار سے — جملہ ان کَلَّ اسناد ان زعم کا مفعول بہ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل، کَلَّ اسناد سے او تشافہا بحدیث تک اس کا اسم، ان الحجتہ سے فما فوقہا تک (جملہ اسمیۃ) اَنَّ کی خبر — کَلَّ اسناد مرکب اضافی اَنَّ کا اسم، لحدیث طرف مستقر ہو کر اسناد کی صفت، فیہ خبر مقدم، لفظ فلان عن فلان مبتدا مؤخر، پھر جملہ حدیث کی صفت، جملہ قد احاط حال مبتدا مؤخر سے، بانہما متعلق احاطا العلوم سے، (معنی محل نصب میں ہے) ہما اسم اُن کا اور جملہ قد کانا خبر، کانا میں ضمیر تثنیہ اس کا اسم فی عصر واحد ظرف مستقر ہو کر خبر، جملہ وجائز حال متداخلہ ہے۔ کانا کے اسم سے حال ہے جائز خبر مقدم اور جملہ ان یکون الحدیث مبتدا مؤخر، یکون فعل ناقص الحدیث اس کا اسم، قد سمعہ الخ خبر، الذی مع صلہ الحدیث کی صفت الراوی فاعل روی کا عَمَّنْ متعلق روی سے، مَن موصول، جملہ روی عندہ صلہ — شافہلہ بہ معطوف قد سمعہ پر۔ — غیر برائے استثناء منقطع بمعنی لکن، غیر مضاف جملہ اَنہ لا نعلم مضاف الیہ — اُن حرف مشبہ بالفعل، ضمیر شان اس کا اسم اور جملہ لا نعلمو خبر، لہ متعلق لا نعلمو سے، منہ

متعلق سماعاً (مفعول بہ) سے اور جملہ ولونجد کا عطف جملہ لانعلم پر، جملہ انہما التقیا مفعول بہ لونجد کا — ہما اسم اُن کا، التقیا مع معطوف خبر، قَطُّ مفعول فیہ التقیا کا، (قَطُّ ظرف زمان ہے، استغراقی ماضی کیلئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ مختص ہے جیسے ما فعلتُ هذا قَطُّ) بحديث تشافها سے متعلق اور تشافها معطوف التقیا پر — ان الحجة ان خبر اُن کل اسناد کی، الحجة اسم، اُن کا، جملہ لا تقوم خبر، لکل خبر متعلق لا تقوم سے جملہ جاء صفت خبر کی، هذا المجبئی مفعول مطلق جاء کا حتی غایت لا تقوم کی عندہ خبر مقدم یکون کی العلم اسم اور بانہما متعلق علو (مصدر) سے — ضمیر ہما اسم اُن کا، جملہ قد اجتمعا خبر، من دھرہما متعلق اجتماع سے، مرة معطوف علیہ، فاعطف صاعداً معطوف، معطوف علیہ اور معطوف مل کر اجتماع کا مفعول مطلق، تشافها کا عطف اجتماع پر، جملہ یرد معطوف — یکون عندہ پر، فیہ خبر مقدم، بیان مبتدا مؤخر پھر جملہ صفت خبر کی۔ مرة ان اجتماع اور تلاقی کا مفعول مطلق (علی التنازع)

دوسرا جملہ :- فان لم یکن عندہ ان فاضحیہ ان شرطیہ، جملہ لم یکن شرط اور جملہ لم یکن فی نقلہ ان جزاء — عندہ خبر مقدم، علم ذلك اسم مؤخر، جملہ لو تأت معطوف جملہ لم یکن پر، جملہ تخبر صفت روایۃ کی — تخبر فعل، ہی مستتر راجع بسوئے روایت فاعل جملہ اُن هذا المفعول بہ — هذا الراوی اسم اُن کا عن صاحبہ متعلق الراوی سے جملہ قد لقیہ خبر — فی نقلہ ان ظرف مستقر ہو کر لم یکن کی خبر مقدم، حجة اسم مؤخر — نقل مصدر مضاف الی افعال الخبر مفعول بہ، عتق ان متعلق نقل سے، من موصولہ، جملہ روی صلہ، عن روی سے متعلق ذلك مفعول بہ روی کا، پھر فی نقلہ ظرف مستقر ہو کر ذوالحال والامراہ حال — الامر مبتداً، مکاوصفا ظرف مستقر ہو کر خبر۔

تیسرا جملہ :- وكان الخبر معطوف برجملہ لو تأت ان — الخبر اسم عندہ فعل ناقص کا ظرف، موقوفاً خبر، حتی برائے غایت (یہ جملہ کان الخبر کی غایت ہے) — سماعاً فاعل، منه اور لشیء متعلق سماع (مصدر) سے، من الحديث صفت شئی کی — جملہ قل اور جملہ کثر (فاعل ضمیر ہے جو سماع کی طرف راجع ہے) معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ معترضہ فی روایۃ متعلق یرد سے مثل ما و مرد (مربک اضافی) صفت روایۃ کی، جملہ درہد صلہ، موصول صلہ مل کر مضاف الیہ۔

قول مختار

اوپر جو رائے ذکر کی گئی ہے وہ ایک خود ساختہ رائے ہے، ماضی میں اس کا کوئی قائل نہیں تھا اور قدیم و جدید کسی محدث کی اس کو تائید حاصل نہیں تھی، محدثین کرام کے درمیان مشہور اور اجماعی رائے یہ ہے کہ

اگر راوی اور مروی عنہ دونوں ثقہ (معتبر) ہوں، اور دونوں کا زمانہ ایک ہو، اور ایک کا دوسرے حدیث سننا ممکن ہو تو اسنادِ معنعن متصل سمجھی جائیگی، اور اس حدیث سے استدلال درست ہوگا اگرچہ ہمیں کسی حدیث میں لقار و سماع کی صراحت نہ ملی ہو۔

البتہ اگر راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک نہ ہو، یا دونوں میں ملاقات نہ ہو یا حدیث نہ سننا ثابت ہو جائے تو پھر وہ سند متصل نہیں قرار دی جائے گی، لیکن جس صورت میں معاملہ غیر واضح ہو اور عدم لقار و سماع ثابت نہ ہو بلکہ امکان لقار و سماع موجود ہو تو اسنادِ معنعن سماع پر محمول ہوگی، خواہ مخواہ لقار و سماع کے ثبوت کے درپے ہونا ضروری نہیں ہے۔

وهذا القول — يرحمك الله — في الطعن في الأسانيد قولٌ مُخْتَرَعٌ، مُسْتَحْدَثٌ، غَيْرُ مُسَبُّوقٍ، صَاحِبُهُ إِلَيْهِ، وَلَا مَسَاعِدَ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ، وَذَلِكَ: أَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ، الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ، بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ، قَدِيمًا وَحَدِيثًا، أَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثَقَةٍ، رَوَى عَنْ مِثْلِهِ حَدِيثًا، وَجَائِزٌ، مُمَكِّنٌ لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمْعُ مِنْهُ، نَكُونُهُمَا جَمِيعًا كَمَا نَفَى عَصْرُ وَاحِدٍ، وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَبَرٍ قَطُّ، أَنَّهُمَا اجْتَمَعَا، وَلَا تَشَافَهُمَا بِكَلَامٍ، فَالرِّوَايَةُ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَانْزِمَةُ؛ إِلَّا أَنْ تَكُونَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ: أَنَّ هَذَا الرَّوَايَ لَمْ يَلْقَ مِنْ رَوَى عَنْهُ، أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ شَيْءٍ، فَأَمَّا وَالْأُمُورُ مَبْهُومٌ، عَلَى الْإِمْكَانِ الَّذِي فَسَّرْنَا، فَالرِّوَايَةُ عَلَى السَّمْعِ أَوْ بَدَلًا حَتَّى تَكُونَ الدَّلَالَةُ الَّتِي بَيَّنَّتْ.

Maktaba Tuli Shaat.com

لامساعد معطوف غیر مسبوق پر، لامشابہ بلیس مساعد اس کا اسم، لہٰذا طرف مستقر ہو کر خبر،
من اهل العلم طرف مستقر ہو کر صفت مساعد کی، اور علیہ متعلق مساعد سے۔

دوسرا جملہ وذلك ان ذلك مبتدا، ان القول کی تقدیر لأن القول ہے اور یہ طرف
مستقر ہو کر خبر ہے۔ القول مع صفات ان کا اسم ہے الشائع پہلی صفت المتفق علیہ
دوسری صفت ہے۔ المتفق اسم مفعول علیہ لفظاً طرف لغو اور معنی نائب فاعل، بین
أهل العلم پہلا مفعول فیہ (اسم مفعول کا) بالاخبار والروایات متعلق العلم سے،
قدیماً وحديثاً دوسرا مفعول فیہ۔ جملہ ان کل رجل ان خبر ہے ان القول کی۔ حل
رجل مرکب اضافی ان کا اسم ثقة پہلی صفت رجل کی، جملہ ردی دوسری صفت، عن
مثله متعلق ردی سے حدیثاً مفعول بہ۔ وجائز ان رجل سے حال، جائز پہلی خبر مقدم
ممکن دوسری خبر مقدم، لہٰذا دونوں خبروں سے متعلق (علی التنازع) لقاءۃ والسمع منہ
مبتدا مؤخر۔ لکونہما لفظاً جائز اور ممکن سے متعلق اور معاً ان کا مفعول لہٰذا۔ ہما
کون کا اسم، جمیعاً اسم سے حال، جملہ کانا، کون کی خبر۔ کانا فعل ناقص، ضمیر ثانیہ اس کا
اسم، فی عصر واحد طرف مستقر ہو کر خبر۔ وان لویات ان وصلیہ متضمن معنی شرط جملہ
لویات شرطیہ، فالروایۃ ثابتہ مع جملہ معطوفہ عوض جزاء لویات فعل منفی فی خبر طرف لوقظ
مفعول فیہ اور جملہ انہما فاعل لم یأت کا۔ ہما ان کا اسم، جملہ اجتماع خبر اور جملہ لا تشافہا
معطوف جملہ اجتماع پر (لأبرائے تاکید نفی) بکلام متعلق تشافہا سے۔ فالروایۃ ثابتہ
جملہ اسمیہ خبریہ مع جملہ معطوفہ والحجۃ بہا لازمہ خبر ہے ان کل رجل ثقة کی، اور یہی جملہ عوض
جزا بھی ہیں۔ بہا متعلق الحجۃ سے ای الاحتجاج بہا۔

قولہ: الا ان تكون الا الحرف استثناء (الروایۃ ثابتہ والحجۃ بہا لازمہ
کے مفہوم سے استثناء ہے) ان تكون ان بتاویل مفرد ہو کر مستثنیٰ، ہناک خبر یکون کی دلالت
بینۃ اسم، جملہ ان هذا الروی دلالت کا مفعول بنزع خافض ای علی ان ان۔ هذا
الروای اسم ان کا، جملہ لم یلق مع معطوف خبر۔ لم یلق فعل منفی، فاعل ضمیر مستتر، من
روی ان موصول صلہ مل کر مفعول بہ۔ جملہ لم یسمع معطوف جملہ لم یلق پر۔

قولہ: فاما والامراۃ أما برائے تفصیل متضمن معنی شرط، (اذا جاء الخبر جملہ شرطیہ
محذوف) فالروایۃ ان جزاء۔ والامر جملہ عالیہ (الخبر محذوف سے حال) الامر مبتدأ مبہم

فقال له خذ هذه وصفتها لك والى الله عني
فقال له خذ هذه وصفتها لك والى الله عني
فقال له خذ هذه وصفتها لك والى الله عني

१३

۱۔ اگر تیرے پیارے کو کسی چیز سے ملے، تو اسے

[illegible]

خبر احوال و فتنہ

- في سنة ١٢٨٤ هـ سجدت لعمري اربعين مرة

خبر اول علی الاطلاق صرف معنی صحیح سے متعلق ہو کر ہوگی خبری خبر، الذی فی نفسہ موصوفی
صدر لہ کر الامکان کی صفت نہ والہ واقعہ و یا جزائیہ، الواقعہ مبتدأ، الواقعہ و یا جزائیہ
یعنی مجموعہ سے متعلق ہو کر خبر ابتدائاً مفہول پر مجموعہ کا متعلق ہو کر ہوگی خبری خبر، الذی فی نفسہ موصوفی
خبر دوم علی الاطلاق صرف معنی صحیح سے متعلق ہو کر ہوگی خبری خبر، الذی فی نفسہ موصوفی

اور مروی عنہ) ایک بار یا متعدد بار مل چکے ہیں اور راوی نے مروی عنہ سے کوئی حدیث سنی ہے۔
تو کیا آپ نے جو شرط لگائی ہے اس کا ثبوت کسی ایسے شخص سے پاتے ہیں جس کی بات مانی
ضروری ہو؛ اور اگر نہیں پاتے تو اپنے دعویٰ کی کوئی اور دلیل پیش کیجئے!

لغات :- الذَّابُّ (اسم فاعل) حمایتی ذَبَّ (ن) ذُبَّاعْتَهُ، دفع کرنا، حمایت کرنا،
اعطیت بمعنی سَلَّمْتُ ہے۔ فی جملۃ، مجموعہ میں یعنی درمیان میں۔ هَلُوَ اسم فعل ہے
اور یہاں متعدی ہے جیسے هَلُوَ شَهِدَ اءَکُو (اپنے گواہوں کو لاؤ)

ترکیب :- لِمَخْتَرَعٍ مُّتَعَلِّقٍ یُّقَالُ سَے الذی وصفنا موصول صلہ مل کر صفت
القول کی، للذاب معطوف لمخترع پر، جملہ قد اعطیت مع معطوف یقال کا نائب فاعل، جملہ
ان خبر الواحد المفعول بہ اعطیت کا، ججۃ خبر ان جملہ یلزم الوصف ججۃ کی۔ ثو
حرف عطف، جملہ ادخلت معطوف، جملہ اعطیت پر، بعد (مبنی علی الضم) مفعول فیہ ادخلت کا
جملہ قلت معطوف، جملہ ادخلت پر۔ حتیٰ برائے غایت (مُعْتَمِدًا مقدر ای لا یکون
ججۃ حتی نعلوا) جملہ انھما مفعول نعلوا کا۔ مروتۃ فصاعداً معطوف علیہ اور معطوف
مل کر مفعول فیہ التقیاء کا۔ جملہ سمع من معطوف جملہ التقیاء پر۔

قولہ :- فہل تجد ان الذی اشتراطتہ موصول صلہ مل کر صفت ہذا الشرط کی
عن احد متعلق تجد سے، جملہ یلزم صفت احد کی۔ هَلُوَ اسم فعل دلیلًا مفعول بہ
شلی ما متعلق دلیلًا سے۔ وَاِلَّا اِی وَاِن لَو تَجِدُ الشَّرْطَ مَنْقُولًا عَنْ اَحَدٍ فَهَاتِ
دلیلًا لقولک!۔

دلیل عقلی ندارد

مدعی کے پاس اپنے قول کی کوئی سند نہیں ہے، علمائے متقدمین میں سے کسی کا قول
اس کی تائید نہیں کرتا، وہ کسی کا جعلی قول بھی پیش نہیں کر سکتا، پس ثابت ہوا کہ مدعی کا قول
”ایجاد بندہ“ ہے۔

فَإِنْ ادَّعى قَوْلَ أَحَدٍ، مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ، بِمَازَعٍ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ
فِي تَثْبِيتِ الْخَبَرِ، طَوْلِبَ بِهِ وَلَنْ يَجْزِيَهُ، وَلَا غَيْرُهُ، إِلَى إِيجَادِهِ سَبِيلًا

ترجمہ :- پس اگر وہ شخص علمائے متقدمین میں سے کسی کے قول کا دعویٰ کرتا ہے، اُس بارے میں جو اس کا خیال ہے یعنی شرط بڑھانا حدیث کو پکا کرنے کے لئے تو اُس سے اُس قول کا مطالبہ کیا جائیگا اور ہرگز نہیں پائے گا وہ اور نہ کوئی اور (اس کا حمایتی) ایسا قول ایجاد کرنے کی راہ! **ترکیب :-** ان شرطیہ، جملہ ادعیٰ شرطیہ اور جملہ طوبی جزا — من علماء انظر مستقر ہو کر صفت احد کی، ہمارا عموماً متعلق ادعیٰ سے، من ادخال ایمان ہے مآ موصولہ کا — فی تثبیت میں فی بمعنی لام ہے اور یہ ادخال کا ظرف ہے — ہو فاعل ہے لن یجد کا ولا غیرہ میں لا زائدہ برائے تاکید نفی ہے اور غیرہ کا عطف ہو پر ہے — الی ایجاد متعلق لن یجد سے، ایجاد مصدر مضاف الی المفعول ہے اور سبب لا مفعول بہ لن یجد کا۔

دلیل عقلی

جن لوگوں نے حدیث شریف کی پختگی کے لئے ثبوت لقار کی شرط لگائی ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے روایت حدیث کے احوال کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ روایت ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں در انحالیکہ راوی نے مروی عنہ کو نہ تو دیکھا ہے نہ اس سے حدیث سنی ہے یعنی ان کے نزدیک انقطاع کے ساتھ روایت جائز تھی مگر محدثین کے نزدیک حدیث منقطع حجت نہیں ہے اس لئے ضروری ہوا کہ مروی عنہ سے راوی کے سماع و لقار کی تحقیق کی جائے اگر ایک بار بھی ملاقات کا ثبوت مل جائے اور ایک حدیث کا سننا بھی متحقق ہو جائے تو اس راوی کی جملہ مرویات کو متصل قرار دیا جائے ورنہ منقطع اور ناقابل استدلال سمجھ کر توقف کیا جائے، خلاصہ دلیل یہ ہے کہ۔

لقار سماع کا ثبوت اس لئے ضروری ہے تاکہ سند میل نقطاع کا احتمال باقی نہ رہے

وان هو ادعی — فیما زعم — دیلاً، یُحْتَمُّ به، قیل لہ، وما ذلک الدلیل؟ فان قال: قلته لأنی وجدت رواية الأخبار — قديماً وحديثاً — يروى أحدهم عن الآخر للحديث ولو يعاينه، ولا سمع منه شيئاً قط، فلما رأيتهم استجازوا رواية الحديث بينهم هكذا على الأرسال، من غير سماع — والمرسل من الروايات — فی أصل قولنا، وقول اهل العلم

بالأخبار — ليس بحجة — اُحْتَجَّتْ — لما وصفت
من العلة — الى البحث عن سماع راوی کلّ خبر عن راویہ، فاذا
أنا هُجِمْتُ على سَمَاعِهِ، منه، لأدنی شیءٍ، ثبت عندی بذلك
جميع ما يروى عنه بعد، فان عَزَبَ عني معرفة ذلك أَوْقَعْتُ
الخبر، ولم يكن عندی موضع حجة، لإمكان الرسائل فيه۔

ترجمہ :- اور اگر وہ شخص دعویٰ کرے — اپنی رای کے سلسلہ میں — کسی
ایسی دلیل کا، جس سے استدلال کیا جائے، تو اس سے پوچھا جائیگا کہ وہ دلیل کیا ہے؟ پس اگر
وہ کہے کہ میں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ میں نے ماضی اور حال کے روایت حدیث کو پایا ہے کہ
ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہیں، حالانکہ راوی نے مروی عنہ کو اب تک دیکھا نہیں
ہے، نہ اس سے کبھی کچھ سنا ہے، پس جب دیکھا میں نے کہ لوگ اس طرح آپس میں بغیر سنے
ارسال (انقطاع) کے ساتھ حدیث روایت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں — حالانکہ مرسل (منقطع)
روایتیں ہمارے اصلی قول میں، اور حدیث شریف کا علم رکھنے والوں کے اصلی قول میں حجت نہیں
ہیں — تو مجھے ضرورت محسوس ہوئی — اُس خرابی کی وجہ سے جس کی میں نے وضاحت
کی — ہر حدیث کے راوی کے سماع کی تحقیق کرنے کی مروی عنہ سے، پس اگر مجھے راوی
کا مروی عنہ سے سماع کسی ایک جگہ بھی مل گیا تو میرے نزدیک اتنی بات سے اس راوی کی وہ
تمام روایتیں ثابت ہو جائیں گی جو وہ مروی عنہ سے اسکے بعد روایت کرے گا، اور اگر اس کا علم مجھ
سے مخفی رہ گیا تو میں حدیث کو موقوف قرار دوں گا، اور وہ حدیث میرے نزدیک قابل حجت
نہ ہوگی، اُس روایت میں ارسال (انقطاع) کا احتمال ہونے کی وجہ سے۔

لغات :- عَايَنَ معاينة، خود دیکھنا، معاينة کرنا — اسْتَجَارَ الأمرُ
جائز سمجھنا — هَجَمَ (ن) هجومًا: غفلت کی حالت میں اچانک آنا — عَزَبَ (ن) ضی
عُزْدَبًا، دور ہونا، غائب ہونا، پوشیدہ ہونا۔

ترکیب :- ان شرطیہ، ہو مبتدأ، جملہ ادعی خبر، مبتدأ خبر ملکہ جملہ شرطیہ قیل لہ الخ
قول مقولہ مل کہ جملہ جزائیہ — فیما نزعہم متعلق ادعی سے، جملہ یحتمل بہ صفت دلیل
کی ما استفہامیہ مبتدأ ذلک الدلیل خبر۔

قوله: فان قال ان شرطیه، جملہ قال مع مقولہ (مفعول بہ) شرطیہ (جزا احتجت الہ) محذوف بقریۃ (ابعد) لا فی لفظاً قلت کا ظرف، معنی اس کا مفعول لہ — رواۃ الاخبار مفعول اول وجدت کا قدیم و واحد ینا مفعول فیہ، جملہ یروی مفعول ثانی، پھر جملہ وجدت خبر ان کی — لما یعاینہ مع معطوف حال یروی کے فاعل سے (لما حرف جازم بمعنی لو ہے) جملہ ولا سمع معطوف لما یعاینہ پر، قَطُّ مفعول فیہ سمع کا۔

قوله: فلما رأیتہما انما لما حرف شرط، جملہ رأیتہما شرطیہ، جملہ احتجت جزائیہ (اور شرط اول کی جزا کا قرینہ) جملہ استجازا مفعول ثانی رأیت کا، بینہم مفعول فیہ۔ ہکذا حرف تشبیہ علی الارسال متعلق استجازا سے، من غیر سماع متعلق ارسال سے — والمرسل جملہ حالیہ المرسل مبتدا، اور جملہ لیس بحجۃ خبر، من الروایات ظرف مستقر ہو کر المرسل کی صفت، فی اصل ان متعلق حجۃ سے، بالاخبار متعلق العلم سے لیس کا اسم ضمیر راجع بسوئے المرسل محذوف — لما وصفت ان متعلق احتجت سے، جملہ وصفت صلہ، من العلة بیان مأمورولہ کا، الی البعث متعلق احتجت سے، عن سماع متعلق البعث سے، سماع روى کل خبر میں تابع اضافت ہے، عن راویہ متعلق سماع سے۔

قوله: فاذا انا هجمت انما اذا حرف شرط (انا مبتدا، جملہ هجمت، خبر پھر جملہ اسمیہ شرطیہ اور جملہ ثبت جزائیہ علی سماع متعلق هجمت سے منہ اور الادنی شیئی متعلق سماع سے — عندی مفعول فیہ ثبت کا بذلك ظرف لغو جمیع ان فاعل، جمیع مضاف، ما یروی موصول صلہ لہ مضاف الیہ، عنہ یروی سے متعلق بعد مفعول فیہ یروی کا۔

قوله: فان عذب ان حرف شرط، جملہ عذب شرطیہ، اور جملہ اوقفت مع معطوف جزائیہ معوفۃ ذلك فاعل عذب کا، جملہ لو یکن معطوف، جملہ اوقفت پر، — عندی مفعول فیہ لو یکن کا، فعل ناقص کا اسم ضمیر مستتر اور موضع جہ خبر، لا مکان ان لفظاً فعل ناقص سے متعلق اور معنی اس کا مفعول لہ، فیہ متعلق الارسال سے۔

دلیل کا جواب

مدعی کی مذکورہ دلیل کا جواب یہ ہے کہ اگر لقاء و سماع کی تحقیق اس لئے ضروری ہے کہ انقطاع کا احتمال ختم ہو جائے، تو پھر چاہئے کہ کسی بھی معنی روایت کو قبول نہ کیا جائے،

[illegible][illegible]

یہ دوسری بار ہم نے جنت کے لئے توبہ کی اور پہلی بار ہم نے جنت کے لئے توبہ کی تھی، لیکن یہ توبہ اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم اپنے گناہوں سے باز نہ آجائیں۔

کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے

فَيَقَالُ لَهُ: فَإِنْ كَانَتِ الْعَلَّةُ فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ، وَتَرْصَادِ
الْإِحْتِجَاجِ بِهِ، إِمَّا كَانَ الْإِرْسَالُ فِيهِ: كَزِمَكَ أَنْ لَا تُثَبِّتَ إِسْنَادًا
مُعْتَمَدًا، حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمْعَ، مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، وَذَلِكَ: إِنْ الْحَدِيثَ
الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ فَيَقِينِ
نَعْلَمُ: أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ، وَأَنَّ أَبَا هَاشِمٍ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ،
كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
وَقَدْ يَجُوزُ — إِذَا الْمَقْلُودُ هِشَامٌ، فِي رِوَايَةِ يَرُويَهَا، عَنْ أَبِيهِ،
”سَمِعْتُ“ أَوْ ”أَخْبَرَنِي“ — أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ — فِي
تِلْكَ الرِّوَايَةِ — إِنْسَانٌ آخَرٌ، أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ، وَلَمْ يَسْمَعْهَا
هُوَ مِنْ أَبِيهِ، لَمَّا أَحَبَّ أَنْ يَرُويَهَا مَرْسَلًا، وَلَا يُسْنِدُهَا إِلَى مَنْ
سَمِعَهَا مِنْهُ، وَكَمَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، فَهُوَ أَيْضًا مُمَكِّنٌ
فِي أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ، لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ
سَمَاعٍ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ: أَنَّ كُلَّ
وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ، سَمَاعًا كَثِيرًا، فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ:
أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ، فَيُسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ، عَنْهُ، بَعْضُ أَحَادِيثِهِ
ثَوِيْرُ سِلْبِهِ عَنْهُ أَحْيَانًا، وَلَا يُسَمِّي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ، وَيَنْشِطُ أَحْيَانًا،
فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ، وَيَتْرَكُ الْإِرْسَالَ
وَمَا قَلْنَا مِنْ هَذَا مَوْجُودٌ فِي الْحَدِيثِ، مُسْتَفِيضٌ مِنْ فِعْلِ ثَقَاتِ
الْمُحَدِّثِينَ، وَأُسَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَسَنَدُ كُرٍّ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ — عَلَى
الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا — عَدَدًا، يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرِ مَنْهَا — إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

ترجمہ :- تو اس مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر آپ کے نزدیک حدیث کو ضعیف قرار دینے
کی اور اس سے استدلال ترک کرنے کی وجہ، اُس روایت میں ارسال (انقطاع) کا احتمال
ہے، تو آپ پر لازم ہے کہ کسی بھی محقق اسناد کو ثابت نہ مانیں، جب تک کہ شروع سے آخر تک

[illegible]

- اتم حقیر : یہ ہے کہ میں نے اس کا نام کیا

تشریح :- کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی بڑے محدث کے کسی شاگرد کو کوئی حدیث استاذ سے سننے کا موقع نہیں ملتا، چنانچہ وہ اپنے استاذ بھائی سے وہ حدیث سنتا ہے، جیسا کہ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شاگرد کوئی حدیث استاذ سے بھی سنتا ہے اور استاذ بھائی سے بھی سنتا ہے۔ پس اگر راوی وہ حدیث براہ راست استاذ سے روایت کرے تو اصطلاح میں وہ عالی کہلاتی ہے، اور پہلی صورت میں مرسل (منقطع) ہوتی ہے، اور دوسری صورت میں متصل، اور اگر شاگرد سے روایت کرے تو وہ نازل کہلاتی ہے، اور پہلی صورت میں متصل اور دوسری صورت میں مزید فی متصل الاسانید کہلاتی ہے۔ روایات حدیث کے احوال مختلف ہیں کبھی وہ سند کو عالی کرنے کے لئے استاذ سے روایت کرتے ہیں اور کبھی نزول اختیار کرتے ہیں اور استاذ بھائی سے روایت کرتے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے پہلی صورت ذکر کی ہے کہ اگر کوئی حدیث شاگرد نے استاذ سے نہ سنی ہو بلکہ استاذ بھائی سے سنی ہو پھر بوقت روایت استاذ کی سند سے روایت کرے تو یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ یہ معین روایت استاذ سے نہیں سنی ہے اگرچہ استاذ سے سماع و لقاء ہے پس ثابت ہوا کہ لقاء اور سماع کثیر کے بعد بھی کسی معین روایت میں انقطاع کا احتمال باقی رہتا ہے اس لئے مدعی مذکور کو چاہئے کہ کوئی بھی معنعن روایت قبول نہ کرے، یہ بحث آگے ۱۶۳ پر بھی آرہی ہے۔

ترکیب :- اِنْ شَرَطِيْهُ، جملہ کانت العلة او شرطیہ، اور جملہ لزمک انہ جزائیہ۔ العلة اسم کانت کا، امکان الارسال خبر۔ لزمک فعل بالمفعول بہ اور جملہ ان لا تثبت انہ ذاعل اور حتی غایت لا تثبت کی۔

قولہ :- ذلک مبتدا، ان الحدیث ای بألحدیث ظرف مستقر ہو کر خبر۔ علینا اور باسناد متعلق الوارد سے۔ جملہ نعلم خبر ان الحدیث کی اور بیقین متعلق نعلم سے اور جملہ ان ہشاما انہ مع جملہ معطوفہ (وأن أباہ انہ) و جملہ مشبہ (کما نعلم انہ) مفعول بہ نعلم کا۔

قولہ :- قد یحوزن جملہ ان یکون بینہ انہ بتاویل مفرد ہو کر فاعل قد یحوزن کا۔ اذالم یقلد مفعول فیہ،۔ بینہ انہ خبر مقدم یکون کی فی تلک انہ متعلق یکون سے۔ انسان اسم مؤخر آخر پہلی صفت انسان کی، جملہ خبریہ دوسری صفت، جملہ لم یسمعہا معطوف جملہ خبریہ پر، لَمَّا أَحْبَبَ انہ مفعول لا قد یحوزن کا۔ اور کَمَا ہو تو حرف شرط

اور جملہ اُحَبَّ شرط، جزا (أَسْقَطَ المَرْوِيُّ عَنْهُ) محذوف، جملہ ان بیروہا مفعول بہ اُحَبَّ کا۔
مرسلہ حال (بیروی کی ضمیر فاعل سے یا ضمیر مفعول سے) اور جملہ لایسنہا معطوف جملہ بیروہا پر
نوٹ:- باقی ترکیب آسان ہے اور بار بار اس قسم کے جملے آپکے ہیں۔

موعود مثالیں

ادپر جن مثالوں کا وعدہ کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں

① ہشام بن عروہ اپنے والد سے، وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، اور ان حضرات میں لقار و سماع ہے مگر حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث کُنْتُ أُطِيبُ ابْنِ هِشَامٍ سے دو طرح مروی ہے ابویوب سَخْتِيَانِي، عبد اللہ بن المبارک، امام دیکھ، ابن نمیر اور بہت سے حضرات ہشام اور عروہ کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کرتے اور لیث بن سعد مصری، داؤد عطار، حمید بن الاسود، وہیب بن خالد، اور ابوسامہ ہشام کے بھائی عثمان کا واسطہ بڑھاتے ہیں۔
یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابویوب وغیرہ کی روایت میں ارسال (انقطاع) ہے۔

② اسی طرح حدیث کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعتكف ابن هشام اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے براہ راست نقل کرتے ہیں، جبکہ اسی حدیث کو امام مالک، امام زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ عروہ سے، وہ عمرہ بنت عبد الرحمن بن اسعد بن زرارہ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہیں۔ یہ بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہشام کی سند میں ارسال (انقطاع) ہے

③ حضرت عائشہؓ کی حدیث کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَقْبَلُ دُحُوصًا، امام زہری اور صالح بن ابی حسان حضرت ابوسلمہ سے، وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ یحییٰ بن ابی کثیر اسی حدیث میں ابوسلمہ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان دو واسطے بڑھاتے ہیں ایک حضرت عمر بن عبد العزیز کا، اور دوسرا حضرت عروہ کا۔ پس معلوم ہوا کہ امام زہری وغیرہ کی سند میں ارسال ہے۔

④ حضرت جابرؓ کی حدیث اطعمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عیینہ وغیرہ عمرو بن دینار سے، اور وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ حماد بن زید اسی روایت کو عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں تو امام باقر ابو جعفر محمد بن علی کا واسطہ بڑھاتے ہیں۔
یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابن عیینہ کی سند میں ارسال ہے۔

نوٹ :- اس قسم کی بے شمار روایتیں موجود ہیں۔ مثال کیلئے یہ چار کافی ہیں۔

فمن ذلك :

(۱) أن أيوب السَّخْتِيَّانِيَّ، وابن المبارك، وكيعة، وابن نمير، وجماعةٌ غيرُهُمْ، رَوَوْا عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، رضي الله عنها - قالت: كُنْتُ أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِحَلِّهِ وَلِحَرَمِهِ، بِأُطْيَبٍ مَا أَجْدُ؛ فروى هذه الروايةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بن سعد، وداود العطار، وحميد بن الأسود، ووهيب بن خالد، وأبو أسامة، عن هشام، قال: أخبرني عثمان بن عروة، عن عروة، عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم -

(۲) وروى هشامٌ، عن أبيه، عن عائشة، قالت: كَانَ النبي صلى الله عليه وسلم إِذَا اعْتَكَفَ، يُدْفِئُ إِلَى رَأْسِهِ، فَأَمْرًا جَلَّهُ، وَأَنَا حَائِضٌ؛ فَرَوَاهَا بِعَيْنِهَا مَالِكُ بن أَنَسٍ، عن الزهري، عن عروة، عن عمرة، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم - (۳) وروى الزهري، وصالح بن أبي حسان، عن أبي سلمة، عن عائشة: كَانَ النبي صلى الله عليه وسلم يُقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ؛ فَقَالَ يَحْيَى بن أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بن عبد الرحمن، أَنِ عمر بن عبد العزيز أَخْبَرَهُ، أَنِ عُرْوَةُ أَخْبَرَهُ - أَنِ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ النبي صلى الله عليه وسلم كَانَ يُقْبَلُهَا، وَهُوَ صَائِمٌ -

(۴) وروى ابن عيينة، وغيره، عن عمرو بن دينار، عن جابر، قال: أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْخَيْلِ، وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ؛ فَرَوَاهُ حَمَادُ بن زيد عن عمرو بن محمد بن علي، عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم - وهذا النحو في الروايات كثير، يَكْثُرُ تَعْدَادُهُ، وَفِيهَا

ذکر نامہا کفایۃ لذوی الفہم۔

ترجمہ :- تو ان روایات میں سے ہے۔

① کہ ایوب سختیانی، ابن المبارک، وکیع، ابن نمیر اور ان کے علاوہ ایک جماعت، ہشام بن عروہ سے روایت کرتی ہے، وہ اپنے والد سے، اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگایا کرتی تھی، احرام کھولتے وقت اور احرام باندھتے وقت، عمدہ سے عمدہ جو خوشبو میں پاتی تھی۔ اب بعینہ اسی روایت کو لیث بن سعد، داؤد و عطار، حمید، و ہیب اور ابواسامہ حضرت ہشام سے روایت کرتے ہیں، ہشام نے کہا کہ مجھے عثمان نے بتایا روایت کرتے ہوئے عروہ سے، وہ حضرت عائشہؓ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں (اس سند میں عثمان کا اضافہ دلیل ہے کہ پہلی سند میں انقطاع ہے)

② اور ہشام نے اپنے والد سے، انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تو اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے، میں آپ کے سر میں نگلھی کیا کرتی، درآخالیہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ اب بعینہ اسی روایت کو مالک بن انس امام زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ عروہ سے، وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہؓ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں (اس سند میں عروہ کا اضافہ دلیل ہے کہ پہلی سند میں ارسال ہے)۔

③ اور زہری اور صالح بن ابی حسان نے ابوسلمہ سے، انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے۔ اب یحییٰ بن ابی کثیر اسی قبلہ والی روایت میں کہتے ہیں کہ مجھے ابوسلمہ نے خبر دی، ان کو عمر بن عبدالعزیز نے، ان کو عروہ نے اور ان کو حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے (اس اسناد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت عروہ کے واسطے بڑھے ہوئے ہیں جو اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ پہلی سند میں انقطاع ہے)

④ اور ابن عیینہ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے اور انھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو گھوڑوں کا گوشت

فَأَذَانًا لِّمَن يَخْتَرُ ۚ وَمَن يُضْلِلْ فَعِذْنَا بِهِ عَذَابَ النَّارِ ۚ

(ج) دیگر کھجور کا پتہ (ج) دیگر کھجور کا پتہ (ج) دیگر کھجور کا پتہ

اور ان کی بہت سی باتیں

[illegible]

یہ خاکہ بہت ہی دلچسپ ہے

یہ ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔

بھیجے گا۔ ۱۷۱۰ء۔ ۱۷۱۱ء میں اچھے کھانے کے لئے ۵۰ روپے کی رقم بھیجی گئی۔

(۱۷) در اینجا ابواب مختلفه

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال سے دین کو خرید لے اور اس مال سے دین کرتا ہے وہ گناہگار ہے۔

اگر اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عیب نہ ہو تو اس کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

۔ اس شخص کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے۔

وَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَتِيَهُ فِي رُحْمِي وَأَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ مَا كَانَ لِإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِلَّهِ رَبِّي اهْبِطْ مَعِيَ فَأَبَوْا أَنْ يُصَافِقُوهُ إِلَّا نُوحِي لَهُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ كَلِمَتٌ أَوْ كَلِمَتَيْنِ يُلَاقِيَهُمَا فَجَاءَ خَيْرٌ خَيْرًا وَأَوْفَوْهُمَا بَأْسَ اللَّهِ فَاتَّخَذُوا لِلْعَالَمِينَ

اکابر محدثین بے ضرورت سماع کی تحقیق نہیں کرتے تھے

اکابر محدثین جیسے حضرت ایوب سختیانی، حضرت عبداللہ بن عون، امام مالک، امام شعبہ، حضرت یحییٰ بن سعید قطان، حضرت عبدالرحمن بن مہدی اور ان کے بعد کے محدثین، جو احادیث سے مسائل میں استدلال بھی کرتے ہیں اور سندوں کی صحت و ضعف سے بھی بحث کرتے ہیں، بے ضرورت لفظ سماع کی تحقیق نہیں کیا کرتے تھے، کیونکہ جب روایات ثقہ ہیں اور ان کی حدیثوں پر اعتماد کیا گیا ہے تو پھر اس بدگمانی کی کیا ضرورت ہے کہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے مروی عنہم سے براہ راست حدیث نہ سنی ہو؟ بلکہ ان کی روایت ہی لفظ و سماع کی دلیل ہے!

وَمَا عَلِمْنَا أَحَدًا مِنْ أُمَّةٍ السَّلَفِ، مِمَّنْ يَسْتَعْمِلُ الْأَخْبَارَ، وَيَتَفَقَّدُ صِحَّةَ الْأَسَانِيدِ وَسَقَمَهَا، مِثْلَ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِي، وَابْنِ عَوْنٍ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، وَيَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، فَتَشَوُّوا عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْأَسَانِيدِ، كَمَا أَدْعَاةُ الَّذِي وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ.

ترجمہ :- اور ہم کسی کو نہیں جانتے، ان ائمہ متقدمین میں سے جو حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں، اور سندوں کی صحت و ضعف کی چھان بین کرتے ہیں، جیسے ایوب سختیانی، ابن عون، امام مالک، شعبہ، یحییٰ قطان، ابن مہدی اور وہ محدثین جو ان کے بعد ہوئے، کہ انھوں نے سندوں میں سماع کے مقامات کی تفتیش کی ہو (کہ کہاں سماع ہے اور کہاں نہیں ہے؟) جیسا کہ اس شخص کا دعویٰ ہے، جس کا قول ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

لغات :- استعمل استعمال، استعمال کرنا۔ اور احادیث کا استعمال کرنا، اُن سے مسائل میں استدلال کرنا ہے۔ تَفَقَّدَ تَفَقَّدَ، تلاش کرنا۔ فَتَشَّ السُّئُ، تلاش کرنا، ڈھونڈنا۔

ترکیب :- أَحَدًا مَفْعُولِ أَوَّلِ عَلِمْنَا کا۔ مِنْ أُمَّةٍ ظرفِ مُسْتَقَرِّ ہو کر أَحَدًا کی پہلی صفت، مِمَّنْ يَسْتَعْمِلُ ظرفِ مُسْتَقَرِّ ہو کر أَحَدًا کی دوسری صفت، اور جملہ فَتَشَوُّوا مَفْعُولِ ثانی ملنا۔

[illegible]

جسے تم کہتے ہو کہ وہ کلمہ ہے جس سے انسان اپنے دل کو اپنے دل سے
 جدا کر سکتا ہے۔ یہ کلمہ ہے کہ "لا الہ الا اللہ"۔ یہ کلمہ ہے جس سے
 انسان اپنے دل کو اپنے دل سے جدا کر سکتا ہے۔ یہ کلمہ ہے کہ "لا الہ الا اللہ"۔

وَأَمَّا كُنْهٌ فَقَدْ مِّنْ قَوْلِهِمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا — عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي رَمَعْنَا قَوْلَهُ — فَمَا سَمِعْنَا ذَلِكَ عَلَى
تِلْكَ أَعْيُنِهِمْ فَلَمْ يَسْمَعُوا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا وَلَمْ يَرَوْا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا —

[illegible]

یہودی خدائی متیحیر و اسرار مہربان

لقاء و سماع کے علم کے بغیر صحیح روایت کی سولہ مثالیں

ائمہ حدیث بے ضرورت ثقہ راویوں کے سماع و لقاء کی تحقیق نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ معاشرت اور امکان لقاء کو کافی سمجھتے تھے، ذخیرہ حدیث میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن میں راوی کا مروی عنہ سے لقاء و سماع معلوم نہیں ہے، تاہم تمام محدثین ان کی روایات کی تصحیح کرتے رہے ہیں ذیل میں ایسی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

① عبد اللہ بن یزید انصاری (جو صحابی صغیر ہیں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۶ھ) سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جب کہ ان کا لقاء و سماع ہمارے علم میں نہیں ہے، نہ کسی روایت میں اُس کا ذکر آیا ہے یہ روایت مسلم شریف ۱۶/۱۶۷ مصری کتاب الفتن باب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یكون الی قیام الی عامۃ میں ہے)

② حضرت عبد اللہ بن یزید انصاری، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی تقریباً ۳۶ھ) سے بھی ایک حدیث روایت کرتے ہیں اور ان کا لقاء و سماع بھی ہمیں معلوم نہیں ہے (یہ روایت بخاری شریف ۱۳/۵۵۸ کتاب النفقات اور مسلم شریف، ترمذی اور نسائی میں ہے)

③ ابوعثمان بن عبد الرحمن بن کثیر نہدی (متوفی ۹۵ھ) بعمر ۱۳ سال، جو مخضرم تابعی ہیں، اور بدری صحابہ سے لے کر نیچے تک سب ہی صحابہ سے روایت کرتے ہیں) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جبکہ ان کا لقاء و سماع معلوم نہیں ہے (یہ روایت مسلم شریف ۱۶/۱۶۷ مصری کتاب الصلوٰۃ باب فضل کثرة الخطا الی المساجد میں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے)۔

④ ابورافع نافع الصائغ المدنی (جو مخضرم تابعی ہیں اور بدری صحابہ سے لے کر نیچے تک سب ہی صحابہ سے روایت کرتے ہیں) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جبکہ ان کا لقاء و سماع بھی معلوم نہیں ہے (یہ روایت ابوداؤد ۳۴۴ کتاب الصوم باب الاعتکاف اور نسائی اور ابن ماجہ میں ہے)

⑤ ابوعمر و سعد بن ایاس شیبانی کوئی (متوفی ۹۵ھ بعمر ۱۲ سال، جو مخضرم تابعی ہیں) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی تقریباً ۳۶ھ) سے دو حدیثیں روایت کرتے ہیں مگر ہمیں ان کا ایک دوسرے سے ملنا اور رُودرُود حدیث سننا معلوم نہیں ہے، وہ دو حدیثیں

[illegible]

ب) ختم العلماء و ائمه و افاضیای شیعه و اهل بیت علیهم السلام (ب)

[illegible]

انصاری رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں مروایت کرتے ہیں اور ان کا حوالہ دے کر بھی یہ کہتے ہیں کہ:

محمدرضا خان (ع) نے اپنے والد کو کہہ کر کہ میں جاتا ہوں اور اپنے والد کو کہہ کر

٥٧

[illegible][illegible][illegible]

جستہ خوار، اور گناہ پرست، اور

[illegible]

جہتہ خاں، ابراہیم، احمد، اور

[illegible]

۱- حق تعالیٰ کی تعریف و ثناء، اور اس کے احکامات کی تعلیم دینا۔

(۹) عند الشك في صحة الخبر أو في كونه من جهة واحدة

خاتونِ جنتِ اقدسہ رحمۃ اللہ علیہا کی قبر پر کلمہ پڑھنا اور دعا پڑھنا اور دعا پڑھنا (۱)

۱۰۹۹
 ۱۰۹۸

والتواضع والوفاء والصدق والعدل والبر والنجاة من النار والنجاة من النار والنجاة من النار

عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۳ھ) سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں مگر ان کا لقاء و سماع بھی ہمیں معلوم نہیں ہے (یہ روایت مسلم شریف ص ۱۶۹ کتاب الاشراف باب جواز استتباع غیرہ میں ہے) ابو مریم ربیع بن حراش عسبی کوفی (جو مخضرم تابعی ہیں، جنکی وفات ۱۳۸ھ میں ہوئی ہے) اور جو حضرت علیؓ کے خاص شاگرد ہیں) حضرت عمران بن حصینؓ (متوفی ۵۳ھ) سے دو حدیثیں روایت کرتے ہیں مگر ان کا سماع و لقاء معلوم نہیں ہے، وہ دو حدیثیں یہ ہیں (الف) حدیث (لاعطین الراية) امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن کبریٰ باب المناقب میں روایت کی ہے۔

(ب) حدیث اُتی حصین رسول اللہ قبل ان یسلم و امام نسائی نے سنن کبریٰ اور عمل الیوم واللیلہ میں ذکر کی ہے (تحفۃ الاشراف للمزی ص ۱۶۹) ربیع بن حراش، حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارث ثقفی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۲ھ) سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں اور لقاء و سماع ثابت نہیں ہے (یہ روایت بخاری شریف میں تعلیقا ص ۱۰۴ کتاب الفتن باب اذا التقی المسلمان و میں اور مسلم شریف ص ۳۸۹ کتاب الفتن میں اور نسائی اور ابن ماجہ میں ہے)

(۱۲) نافع بن جبر بن مطعم نوفلی مدنی (متوفی ۹۹ھ) حضرت ابو شریح خزاعی کعبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۹ھ) سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں مگر ان کا سماع بھی معلوم نہیں ہے (یہ حدیث مسلم شریف ص ۵ کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار میں ہے) ابو سلمہ نعمان بن ابی عیاش زرقی انصاری مدنی تابعی حضرت ابوسعید خدری انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۴ھ) سے تین حدیثیں روایت کرتے ہیں، مگر ان کا لقاء و سماع بھی معلوم نہیں ہے۔ وہ تین حدیثیں یہ ہیں۔

(الف) حدیث من صام یوماً بخاری شریف ص ۳۹۸ کتاب الجہاد باب فضل الصوم میں اور مسلم نسائی اور ابن ماجہ میں ہے۔

(ب) حدیث ان اهل الجنة و بخاری شریف ص ۹۶ کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار اور مسلم شریف میں ہے (مگر بخاری میں سماع کی تصریح ہے)

(ج) حدیث ان اهل الجنة منزلة و مسلم شریف ص ۱۰۶ کتاب الایمان میں ہے۔

۱۴) عطار بن زید لیشی مدنی ثم شامی (متوفی ۵۱۰ھ بمصر ۸۰ سال) حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲۰ھ) سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں مگر ان کا سماع و تقار بھی معلوم نہیں ہے (یہ حدیث مسلم شریف ۵۴۱ کتاب الایمان باب الدین النصیحة میں اور ابو داؤد اور نسائی میں ہے)

۱۵) ابو ایوب سلیمان بن یسار ہلالی مدنی (احد الفقہار السبعہ، متوفی تقریباً ۱۸۰ھ) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۰ھ) سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں اور ان کا تقار و سماع معلوم نہیں ہے یہ روایت مسلم شریف ۱۳۱ کتاب البیوع، باب کرار الارض میں اور ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے)

۱۶) حمید بن عبدالرحمن حمیری، بصری، تابعی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متعدد حدیثیں روایت کرتے ہیں مگر ان کا سماع و تقار بھی معلوم نہیں ہے (مثلاً حدیث افضل الصیام بعد رمضان ۳۶۸ کتاب الصوم، باب فضل صوم المحرم میں اور ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے)

فمن ذلك:

(۲۱) أن عبد الله بن يزيد الأنصاري — وقد رأى النبي صلى الله عليه وسلم — قد روى عن حذيفة، وعن أبي مسعود الأنصاري [و] عن كل واحد منهما حديثاً يُسندُهُ إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وليس في روايته عنهما ذكرُ السماعِ منهما ولا حفظنا في شيءٍ من الروايات: أن عبد الله بن يزيد شافَهُ حذيفة وأبا مسعودٍ بحديثٍ قطُّ. ولا وجدنا ذكرَ رؤيته إِيَّاهما في روايةٍ بعينها، ولم نَسْمَعْ عن أحدٍ من أهل العلوِ مِمَّنْ مضى، ولا مِمَّنْ أدرَكنا، أنه طَعَنَ في هذينِ الخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رواهما عبدُ اللهِ بنُ يزيدٍ، عن حذيفة، وأبي مسعودٍ، بضعفٍ فيهما، بل هما وما أشبههما، عند من لا قِيَّامَ من أهل العلم بالحديث، من صحاح الأسانيد وقوتها، يَرَوْنَ استعمالَ ما نقل بها، والاحتجاجَ بما أتتْ من سُنَنِ وإثابِ

[illegible]

ضعیف ہیں، شمار کرنے لگیں، اور احاطہ کرنے کی کوشش کریں تو ان سب کو شمار کرتے کرتے ہم تھک جائیں گے، البتہ ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے چند روایتیں ایسی کھڑی کر دیں جو علامت بن جائیں ان روایات کے لئے جن کے بیان سے ہم خاموش رہے ہیں۔

نوٹ :- عبارت میں جو او بن المرعین لیا گیا ہے وہ مسلم شریف کے تمام نسخوں میں موجود ہے مگر بقول امام نووی رحمہ اللہ وہ غلط ہے اسلئے ہم نے ترجمہ اس کو چھوڑ کر کیا ہے۔

لغات - وَهْنٌ يَهْنُ وَهْنًا: کمزور ہونا تَقْصَّاهُمْ: بید لوگوں میں سے ایک ایک کو بلانا (مادہ ق ص و) - نَصَبَ (ن، ض) نصب الشئ: بلند کرنا یا کھڑا کرنا وَهْنٌ يَهْنُ وَهْنًا: داغ لگانا، السَّيْمَةُ: علامت، داغ کا نشان، جمع: سِمَاتٌ۔

(۴۳) وَهَذَا ابُو عَثْمَانَ النَّهْدِيُّ، وَابُو رَافِعٍ الصَّائِغُ - وَهَذَا مَنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ، وَصَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ، هَلَوُجَرًا، وَنَقَلًا عَنْهُمْ الْأَخْبَارَ حَتَّى نَزَلَا إِلَى مِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَمْرٍو، وَذَوَيْهِمَا - قَدْ أُسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنِ ابْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا، وَلَمْ نَسْمَعْ فِي رَوَايَةٍ يُعَيِّنُهَا: أَنْهُمَا عَلَيْنَا أُبَيًّا، أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا۔

ترجمہ - (۴۳) اور یہ ابو عثمان نہدی اور ابو رافع صائغ ہیں - جنہوں نے جاہلیت کا زنا نہ پایا ہے اور بدری صحابہ اور درجہ بدر بہ نیچے کے صحابہ کی صحبت پائی ہے، اور ان سے حدیثیں روایت کی ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور ان جیسے دوسرے صحابہ تک نیچے اتر کر روایتیں کی ہیں - ان دونوں میں سے ہر ایک نے حضرت ابی بن کعبؓ سے ایک ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے مگر ہم نے کسی معین روایت میں یہ نہیں سنا ہے کہ ان دونوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کو دیکھا ہے یا ان سے کچھ سنا ہے۔

لغت - ذَوْنِی جمع ہے ذُو کی - ذَوْنِی کی اصل ذَوْنٌ ہے (حالت جریں ہونے کی وجہ سے) اضافت کی وجہ سے نو ن جمع حذف ہو گیا ہے۔

(۶۵) وَأُسْنَدَ ابُو عَمْرٍو السَّيْبَانِيَّ - وَهُوَ مَنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ

وكان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً — وأبو معير عبد الله بن سَخْبَرَةَ كُكَلٌ واحداً منهما عن أبي مسعود الأنصاري، عن النبي صلى الله عليه وسلم خبرين.

(٧) وأَسْنَدُ جَبِيلُ بْنُ عَمِيرٍ، عَنْ أَوْسَلَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا، وَجَبِيلٌ وَلَدٌ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٨) وَأَسْنَدُ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ — وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَخْبَارٍ.

(٩) وَأَسْنَدُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى — وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عَمْرٍو الْخَطَّابِ وَوَعْبَةَ عَمِلًا — عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا.

(١٠) وَأَسْنَدُ رِثِيٌّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عَمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ
(١١) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا — وَقَدْ سَمِعَ رِثِيٌّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَرَافِي عَنْهُ.

(١٢) وَأَسْنَدُ نَافِعُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا.

(١٣) وَأَسْنَدُ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(١٤) وَأَسْنَدُ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الدَّيْلَمِيُّ، عَنْ تَيْمِيزِ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا.

(١٥) وَأَسْنَدُ سَلِيحُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا.

(١٦) وَأَسْنَدُ حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمْدِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ

النبي صلى الله عليه وسلم أحاديث.

ترجمہ (۶۵) اور ابو عمرو شیبانی — اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ جوان تھے — اور ابو تمیم عبد اللہ بن شجرہ ہر ایک نے دو دو حدیثیں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہیں۔

(۷) اور عبید بن عمیر نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے — اور عبیدہ دو روایتیں میں پیدا ہوئے ہیں۔

(۸) اور قیس بن ابی حازم نے — جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے تین مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۹) اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

(۱۰) اور ربیع بن جراحش نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے دو مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۱۱) اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے — اور ربیع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے۔

(۱۲) اور نافع نے حضرت ابو شریح خضاعی رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے (۱۳) اور نعمان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تین مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۱۴) اور عطار لیثی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے (۱۵) اور سلیمان بن یسار نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے

(۱۶) اور حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں۔

مثالوں پر تبصرہ

اوپر جن تابعین کی نامزد صحابہ سے روایتیں بطور مثال ذکر کی گئی ہیں، ان تابعین کا

کسی روایت میں ان صحابہ سے لقار و سماع مروی نہیں ہے، تاہم وہ روایتیں محدثین کرام کے نزدیک صحیح الاسانید ہیں، آج تک کسی نے ان روایتوں کو ضعیف نہیں کہا ہے، نہ کسی نے لقار و سماع کی جستجو کی ہے کیونکہ زمانہ ایک ہونے کی وجہ سے لقار و سماع ممکن ہے اور یہ امکان ہی سند کے متصل ہونے کیلئے کافی ہے۔

فَكَانَ هَؤُلَاءِ التَّابِعِينَ، الَّذِينَ نَصَبْنَا رَوَاتِهِمْ عَنِ الصَّحَابَةِ، الَّذِينَ سَمِعْنَا هُوَ، لَوْ يُحْفَظُ عَنْهُمْ سَمَاعٌ، عَلِمْنَا هُ مِنْهُ فِي رَوَايَةِ بَعْضِهَا وَلَا أَنَّهُمْ لَقَوْهُ هُوَ فِي نَفْسِ خَيْرِ بَعْضِهِ؛ وَهِيَ اسَانِيدٌ — عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرَّوَايَاتِ — مِنْ صَحَاحِ الْأَسَانِيدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَلُّوا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا انْقَسَوْا فِيهَا سَمَاعٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، إِذَا السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَسْكُونٌ مِنْ صَاحِبِهِ غَيْرِ مُسْتَنَكِرٍ، لَكُنْهُمْ جَمِيعًا كَأَنَّهُمْ فِي الْعَصْرِ الَّذِي انْتَفَقُوا فِيهِ

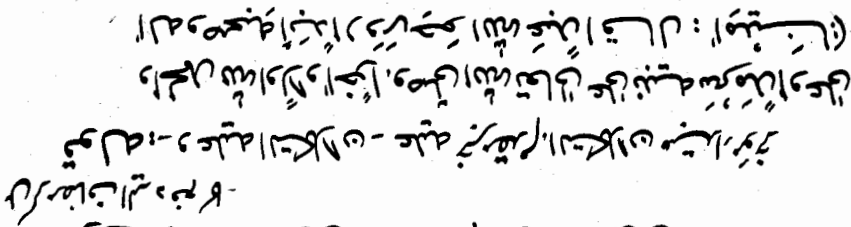
ترجمہ:۔ پس یہ سب تابعین جنکی نامزد صحابہ سے روایتیں ہم نے بطور مثال ذکر کی ہیں ان کے بارے میں ایسا سماع مروی نہیں ہے جسے ہم کسی معین روایت میں جانتے ہوں اور نہ کسی معین روایت میں یہ بات مروی ہے کہ ان تابعین نے ان صحابہ سے ملاقات کی ہے درآنحالیکہ یہ سب مدثیں — عارفین روایت و اخبار کے نزدیک — صحیح الاسانید ہیں اور ہم کسی محدث کو نہیں جانتے کہ اس نے ان روایتوں میں سے کسی کو ضعیف کہا ہو، یا سماع کی تلاش جستجو کی ہو کیونکہ ہر ایک کا سماع مروی عنہ سے ممکن ہے، غیر معروف نہیں ہے ان سب حضرات کے ایک ہی زمانہ میں ہونے کی وجہ سے۔

ترکیب:۔ کُلُّ هَؤُلَاءِ تَبِعُوا بَعْضَهُمْ لَوْ يُحْفَظُ عَنْهُمْ خَيْرٌ، الَّذِينَ نَصَبْنَا عَنْهُمْ صِفَتِ التَّابِعِينَ كِي، الَّذِينَ سَمِعْنَا هُمْ صِفَتِ الصَّحَابَةِ كِي، جَمْلَةً عَلِمْنَا عَنْهُمْ سَمَاعٌ كِي صِفَتِ فِي رَوَايَةِ عَنْهُمْ طَرَفٌ مُسْتَقَرٌّ هُوَ كَرَّالٍ (عِلْمٌ كِي مُضْمِرٌ مَفْعُولٌ) بَعْضُهُمَا طَرَفٌ مُسْتَقَرٌّ هُوَ كَرَّالٌ صِفَتِ كِي صِفَتِ — وَلَا أَنَّهُمْ لَقَوْهُ هُوَ كِي تَأْكِدُ نَفْيِ كِي لَوْ يُحْفَظُ لَقَاءُهُمْ فِي نَفْسِهِ

خاتمہ کلام

جس قول کی دیر سے تردید رکھا جا رہی ہے وہ قول قطعاً قابل التفات اور قابل تشہیر ہے کیونکہ وہ ایجاد نہ اور فاسد کلام ہے متقدمین میں سے کوئی اسکا قائل نہیں ہے اور متاخرین بھی اس کو منکر (اجنبی) سمجھتے ہیں، اسلئے اس قول کی اس سے زیادہ تردید کی حاجت نہیں ہے بس اللہ تعالیٰ ہی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں کہ وہ اس قول کو دفع فرمائیں جو تمام علماء کے مذہب کے خلاف ہے وعلیہ التکلیل۔

وَكَانَ هَذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَخَذَهُ الْقَائِلُ الَّذِي حَكَمْنَا فِي تَوْحِيدِهِ بِالْحَدِيثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِي وَصَفَتْ أَقْلَ مَنْ أَنْ يُعَرَّبَ عَلَيْهِ وَيُنَادَى ذِكْرُهُ، إِذَا كَانَ قَوْلُهُ لَمْ يُحْدَثْ وَأَكْلَامُهُ خَلْفًا، لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفٌ، وَيَسْتَنَكِرُ مَنْ بَعْدَهُ وَخَلَفَ، فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي رَدِّهِ بِأَكْثَرِ مَا شَرَحْنَا، إِذَا كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلُهَا الْقَدْرُ الَّذِي وَصَفْنَا وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا دَفَعَ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التَّكْلِيلُ، وَلِلَّهِ وَحْدَهُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔

[illegible][illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(الحمد لله رب العالمين)

[illegible]

تجارت اور تعلیم —————

مصنف کی کتابیں

فیض المنعم شرح مقدمہ مسلم شریف

مفتاح العوالم شرح شرح ماء عامل

رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجة اللہ البالغہ
حصہ اول، دوم، سوم، چہارم

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر

العون الکبیر شرح الفوز الکبیر

ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں

تحفۃ الدرر شرح نخبة الفکر

مبادی الفلسفہ

حرمت مصاہرت

کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟

آسان نحو حصہ اول و دوم

آسان صرف حصہ اول و دوم

آسان منطق

معین الفلسفہ

گنجینہ صرف شرح پنج گنج

مفتاح التہذیب شرح تہذیب

محفوظات حصہ اول و دوم و سوم

حیات امام طحاوی رحمہ اللہ

حیات امام ابوداؤد سجستانی

مبادیات فقہ

اسلام تغیر پذیر دنیا میں

تفسیر ہدایت القرآن

پارہ ۳۰ و ۱ تا ۱۵

اساک کی کتابیں

فتاویٰ رحیمیہ کامل

جلد اول تا جلد دہم

اصلاح معاشرہ

آداب اذان و اقامت

کمپیوٹر کتابت: روشن کمپیوٹرز، محلہ اندرون کوٹلہ دیوبند Ph. 222086